

تذکرہ رحیل

۱۴۰۸ھ

شہزادہ اعلیٰ حضرت
حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا غازی قادری رضوی بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

نسوانِ حیات اور نعتیہ اشعار

پرمیانی مانیہ ناز و منفرد کتاب

(تعارف)

مفت مولانا محمد امجد علی خواجہ صاحب قادری رضوی

مکتبہ دارالافتاء
دعوتِ اسلامی

2017

حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرہ قادیان رضوی اہل بیروت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سوانح حیات کی

اور عقیدہ اشعار پر مبنی مایہ ناز منفرد کتاب

تاریخ

حضرت مولانا محمد رفیع خشتی صاحب دینی تلامذہ کی خصوصی رہنمائی و تفسیر کے بارے میں

الدسریہ ترقی و خوشی سوسائٹی خیر ٹرسٹ ارباب و افراد

وہابی

ملک

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علی غازی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ادیب شہیر شمس الحسن حضرت شمس بریلوی

نظریاتی

صدر العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الشاذلی مفتی محمد تقی حسین رضا خاں صاحب قلم

شیخ الحدیث جامعہ نور بدینہ صوبہ بریلی شریف

المؤمن والمؤمنات

مولانا قاری الحاج محمد عرفان الحق قادری

جانبی سے عید بہادر شریعت بہادر آباد کو لائی

Ph: 021-34219324, Cell: 0321-3531922

www.barkstulmina.com

E-mail : barkatulmadina@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	تذکرہ جمیل
نگارش :	حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قاری رضوی
سن اشاعت :	شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ء
صفحات :	296
تعداد :	1200
قیمت :	250/- روپے
ناشر :	مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

فون: 0321-3531922 0213-4219324

Website: www.barkatulmadina.com E-mail: barkatulmadina@gmail.com

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32212011
 مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 021-34926110
 مکتبہ قدوسیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 021-34944672
 جیلانی پبلشرز، لیضان عدینہ، کراچی۔ فون: 021-34911580
 مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 021-32627897
 شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37246006
 زاوید پبلشرز، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37248657
 مکتبہ جمال کرم، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37324948
 مکتبہ نور پور رضویہ، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37313885
 فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37224899
 کتب خانہ امام احمد رضا، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 0313-8222336
 مکتبہ بہار شریعت، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 0322-4304109
 صراط مستقیم پبلی کیشنز، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37115771
 دارالعلوم دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37247702
 مکتبہ اعلیٰ حضرت، دور بار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37247301
 پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37352795
 ادارہ رشادۃ مصطفیٰ، چوک دارالسلام، گوجرانولہ۔ فون: 055-4217986
 مکتبہ امجدیہ، ٹیولمان، فون: 061-6560699 مکتبہ ایف بی، گل بخش روڈ، لاہور

شاہ حامد رضا شیبانی
 ذرا اس کاٹے ابھی چین چین

نام تھا اس کا حامد و محمود تھا
 ذات تھی اس کی تنہا گمراہ

۱۲۳	رج و زیارت
۱۲۵	امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں ماموریت
۱۲۶	قضاوت کا فیصلہ
۱۲۹	سرعت تحریر
۱۳۳	تمہید رسالہ الاجازۃ المتعینہ لعلہا ربکۃ والدینہ
۱۵۰	الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ
۱۵۲	تقریر منظر کا منظوم ترجمہ
۱۵۹	کفل الفقہاء العظام فی احکام قرطاس الدراہم
۱۶۴	الولد سیر لاہیہ
۱۶۹	تاریخ گوئی
۱۷۳	ولید روز و شب
۱۷۹	عبد الاسلام بانی منظر اسلام
۱۸۰	حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور محد المدین
۱۸۱	دارالعلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس
۱۸۲	مشاہیر خلفاء
۱۸۳	تصنیفات
۱۸۹	اسفار
۱۸۸	نقل مفاد و فضائل امام ابریلوی قدس سرہ بنام مولوی اشرف علی تھانوی
۱۹۳	کیسہ ہزار سودا
۱۹۴	اسے تماشا گاہ عالم روئے تو
۱۹۸	لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ
۱۹۹	مناظرہ میں علماء و مشائخ اہلسنت کا ہجوم
۲۰۱	"مرادین پارہ ۱۰ ماں نہیں"
۲۰۳	ملت ہریسا کے لئے خون کا ندانہ
۲۰۳	شجرہ نسب
۲۰۵	غیرۃ اکبر کی ولادت باسعادت
۲۰۹	دارالعلوم منظر اسلام ماہنامہ علی حضرت بریلی اپنے پس منظر میں

امام احمد رضا کی زندگی

۴	تعارف
۱۰	تذکرہ جمیل کی توثیق جلیل
۲۹	جلد آرائیاں
۴۶	حسن انساب
۵۸	صدائے بازگشت
۸۰	تذکرہ جمیل کی بروایاتی سندیں
۸۲	بریلی کہاں ہے؟
۸۵	سراپائے کمال
۸۶	حیات عالی قدر حجتہ الاسلام ایک نظر میں
۸۹	تاریخی پس منظر
۹۳	ماہنامہ کاظم علیاں تحصیلدار اسٹیٹسٹریٹ
۹۵	قدوة الاولیاء صلیین حضرت مولانا رضا علی خاں
۹۶	خاتم الحقیقین مولانا نعیمی علی خاں
۱۰۰	امام احمد رضا کی سوانح زندگی انھیں کی زبان
۱۰۳	شہید محبت کی دنیا سے رحلت
۱۰۶	نمود و وضع
۱۰۷	عبد طفلی
۱۰۸	تعلیم و تربیت
۱۱۱	مدت تربیت
۱۱۲	فائدہ ان رضا کی مدت فتویٰ نویسی
۱۱۵	جلد و بار حق و ہدایت میں حجۃ الاسلام کی شرکت
۱۲۰	مادر رضا نائب امام احمد رضا

- ۲۱۳ نمبر۱۰ اصغر کی ولادت باسعادت
- ۲۱۳ نمبر۱۱ اکبر عجلتہ الاسلام
- ۲۱۶ مولانا ضیاء الدین احمد قادری
- ۲۲۵ معاصر
- ۲۲۵ مولانا حبیب الرحمن خاں شیرانی
- ۲۱۶ مولانا شاہ عبدالباری فرنگی علی گھنڈہ
- ۲۱۶ مولانا رحمہ اللہ مظفر نگری
- ۲۲۵ مولانا شاہ عبدالسلام جلیپوری
- ۲۲۵ مولانا عبدعلی اعظمی
- ۲۱۶ مولانا عبدالاحد محدث پبلی بھتی
- ۲۳۱ تلامذہ
- ۲۳۱ احوال پاکیزہ کرم مفتی اعظم
- ۲۳۱ علامہ حسین رضا خاں بریلوی
- ۲۳۵ حضرت مولانا تقدس علی خاں
- ۲۳۰ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی
- ۲۳۲ محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سرور احمد
- ۲۵۵ نائب العظمت کی رحلت
- ۲۵۸ حضرت حجت الاسلام کے سلسلہ طریقت
- ۲۵۸ حضرت حجت الاسلام کا شجرہ طریقت
- ۲۴۷ مرشد گرامی
- ۲۴۸ چار یار
- ۲۸۸ بیاہن پاک حجتہ الاسلام
- ۲۹۵ نذرانہ عقیدت مبارک گاہ سیدنا علی حضرت قدس الدہ سر از مصنف

تحالف قلمستان

از مولانا محمد شہاب الدین رضوی بھراشی

— باغداد طبعی انجم ازل کے غلام —

ولادت

سیاح عالم حضرت علامہ مولانا اسحاق الشاہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی بن محمد صدیق مرحوم علی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے وصال پر سلالہ ۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ کے ۸ سالہ ماہ چھ دن بعد ہر شوال المکرم بروز ہفتہ ۱۳۴۸ھ مغربی ہنگال چوبیس پرگنہ کے ریلوے جنکشن تبدیل میں پیدا ہوئے

تعلیم و تربیت

علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی کی تعلیم کا آغاز مشہور بریلوی درکشاپ شہر جمال پور ضلع مونگیر سے ہوا۔ ابتدائی تعلیم اردو فارسی حساب و کتاب کے علاوہ حفظ قرآن مجید کی تکمیل یہیں حافظ نصیر الدین سے کی۔ علامہ خوشتر کے زندگی کی صرف دس بہاریں گذری تھیں کہ حفظ قرأت و تجوید کی سعادت لازوال سے مالا مال ہو گئے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر مولانا احسان علی رضوی مظفر پوری کی محبت اور ان کی سرپرستی میں بریلی شریف آئے اور یہاں پر دارالعلوم مظفر اسلام، دارالعلوم مظفر اسلام بریلی میں تعلیمی وابستگی اختیار کی۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف وغیرہ علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ مولانا غلام نیر دانی رضوی اعظمی کے ایما پر آپ جامعہ رضویہ مظفر اسلام فیصل آباد پہنچے اور وہاں محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد رضوی کی خدمت میں حاضر ہو کر خصوصیت کے ساتھ کتب حدیث کا دورہ کیا اور مظفر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل فرمائی۔

اساتذہ کرام

علامہ خوشتر رضوی کے اساتذہ میں وہ آفتاب و اجتاب زمانہ ہیں جنکا چرچہ آج عالم میں ہو رہا ہے۔ جو علم و فضل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور میدانِ اقامت میں کامل و اکمل ہیں۔

۱۔ شہزادہ اکبر علی حضرت حجتہ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا قادری بریلوی۔

۲۔ تاجدار اہمیت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا قادری بریلوی۔

۳۔ ارباب عصر الوداع مولانا ابراہیم رضوی تھری میرا ہنسا میرا گار رضا بریلی

- ۳۔ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی منوگیری
- ۵۔ محدث اعظم بریلی علامہ مولانا ابوالفضل محمد احسان علی رضوی مظفر پوری
- ۶۔ نبیرۃ العالی حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
- ۷۔ محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضوی بانی جامعہ رضویہ مظفر اسلام فیصل آباد
- ۸۔ استاذ العالم مولانا مفتی تقدس علیخان رضوی بریلوی شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ پیر جوگوٹھ
- ۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام نیروانی رضوی اعظمی سابق مدرس دارالعلوم مظفر اسلام بریلی
- ۱۰۔ ادیب شہیر مترجم کتب متعدد علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مقيم کراچی

درس و تدریس

علامہ ابراہیم خوشتر ۱۹۵۲ء میں بریلی شریف سے فیصل آباد پہنچے اور تدریس زندگی کا آغاز گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی سے کیا۔ پھر ساہیوال میں ۱۹۶۲ء تک قیام پذیر رہے ان شہروں میں خطابت و امامت کے ساتھ دارالعلوم رحمانیہ گوجرانوالہ، جامعہ شریعہ رضویہ ساہیوال کے اہتمام اور درس و تدریس کی خدمت بھی متعلق رہی۔

علامہ خوشتر ۱۹۶۳ء میں خطیب کی حیثیت سے کوہلو (سیلون) تشریف لے گئے یہاں پر صرف چند ہی ماہ میں خانقاہی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ یہاں پر بھی تدریسی سلسلہ شروع کیا۔ اپنے حلقہ ذکر و فکر کا غلغلہ بلند کیا۔ اور بہت سے افراد کو سلسلہ رضویہ میں داخل فرمایا۔

بیعت و خلافت

علامہ محمد ابراہیم خوشتر بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ کہنے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی کی معیت میں پہلا حج کیا۔ کراچی کے زمانہ قیام میں حکیم الاسلام مولانا حسین رضا رضوی بریلوی کی صحبت و خدمت حاصل رہی۔ مدینہ طیبہ میں قطب مدینہ مولانا ذیاب الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں ۵ دن حاضر رہ کر فیض باطن اور اجازت بیعت سے مالا مال ہوئے۔ کوہلو (سیلون) سے واپسی پر بریلی شریف کی حاضری سے شرفیاب ہوئے اور حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ نے اپنی اجازت و خلافت سراپا کر امت عطا فرمائی اور سند خلافت پر دلائل و کلمات نشان منزل بھی دیدیا اور اپنا دیوان سامان بخشش بھی علامہ خوشتر کو عطا فرمایا۔

علامہ خوشتر کو جو اسلام مولانا مفتی محمد عابد رضا بریلوی نے بھی اجازت عطا فرمائی اور قیام کراچی کے دوران مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا بریلوی نے بھی آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت سے سرفراز فرمایا۔

عالمی سکیر و سیاحت

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی ۱۹۶۳ء میں کوہلو اور ۱۹۶۵ء کو مارشیس سرواہ اور مذہبی حیثیت سے مقيم رہے۔ جامعہ پورٹ لوئس مسجد (افریقہ) میں امامت و خطابت کے ذریعہ رشد و ہدایت، تبلیغ و اشاعت کا شاندار آغاز کیا۔ امام احمد رضا بریلوی کے نام کا تعارف اور کام کی ہمہ گیر اشاعت آپ کی زندگی کا مقصد بنی رہی ہے۔

۱۹۶۹ء میں مارشیس سے مع اہل و عیال حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ کو مشرق وسطیٰ کی سیاحت کا موقع پیش آ یا۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی پھر ۱۹۷۳ء میں کوہلو سیلون پہنچے اور اس سال تیسری بار حج و زیارت کا موقع ملا۔ شام عراق کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے شہنشاہ بغداد فرحان پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے۔ بعد ازاں مارشیس کی طرف کوچ کیا۔ قضا و قدر کے فیصلے کے مطابق پھر پاکستان تشریف لائے۔ اور یہاں سے ۱۹۷۵ء میں برطانیہ کا تبلیغی سفر اختیار کیا۔ اور اس طرح مسلک امام احمد رضا بریلوی کا یورپ تک پہنچا۔ علامہ خوشتر کی بدولت یورپ کے ہر علاقہ میں عرس قادریہ رضوی، یم الام احمد رضا کی دعوت مچی گئی۔

علامہ ابراہیم خوشتر نے ۱۹۹۰ء/۱۴۱۰ھ میں پیرس کا تبلیغی سفر فرمایا اور یہاں پر چلے والے گیارہویں اور عزم کے پروگراموں میں شرکت کی اور امام احمد رضا بریلوی کا پیغام سنایا۔ علامہ خوشتر اس وقت انچیسٹر برطانیہ میں قیام گزیر ہیں اور مسلک اہلسنت کا پورے دنیا میں کر رہے ہیں

شعر و شاعری

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر شعر و شاعری کے میدان میں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے شعر گوئی تاجدار علم و فن مفتی اعظم قدس سرہ سے سیکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں وہ چاشنی پائی جاتی ہے جو دوسرے شعراء کے مقابلے میں درجہ اتم کا درجہ رکھتی ہے۔ "تملک خوشتر" اختصار کیا۔ مفتی اعظم کے دصال بر ملاں پر ۲۰۲ھ میں "سازق مفتی اعظم ہند (۱۹۸۱ء) کے عنوان سے ایک نئی منقبت کہی جو ۵۵ شعرا پر مشتمل مجموعہ کے طور پر شعر و شاعری کی کتابتوں کوں کیا بتاؤں کون کیا امت داتا دارا مقتدا کرتے تھے جس کی اقتدا کیا تارار

خوبصورت خوبصورت خوش تھا جانا رہا
خوبی خوں کا جو معیار تھا مابا رہا

احمد نوری نے دی جس کی ولات کی خبر
اس بشارت کی خبر کا بیت داتا رہا

جس نوری کی یہ دعا خوشتر کو خوش فرماد
آہ وہ خوشتر کا خوش تر خوش داتا رہا

تذکرہ جمیل کی توثیق جلیل

ادیب شہنشاہ حضرت علامہ شمس الحسن صاحب شمس بطوری کو اچھی پالتی

افراد کی داستانہائے حیات ہوں یا انفرادی سوانح عمریاں، ان کی نگارش کا طریقہ کار ضمیمہ پاکہ ہند میں موجودہ صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اس سے قبل عربی مؤرخین ہی کے اس طریقے کو اپنایا جاتا تھا اور طبقات ہی کی ہیئت اور نوعیت میں کتب سوانح مرتب کی جاتی تھیں طبقات کے سلسلے میں یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی ایسا فن نہیں ہے جس پر ان مؤرخین حضرات نے کتب طبقات مرتب نہ کی ہوں۔

تاریخ لوکیت کے بعد بھی وہ صنف انشاء ہے جو انشا پر وازی کی دوسری اصناف سے کامیاب اور مقبول رہی ہے۔ یہ تاریخ نگاری ہی کی ایک نوع خاص ہے۔ طبقات نگاری کا بنیادی اور مرکزی نقطہ فن اسماء الرجال ہے۔ دوسرے علوم کی طرح علم اسماء الرجال پر بھی ہمارے اسلاف کلام نے جن کا تعلق عرب و عجم اور ماورائے ہند پاک سے تھا ایک گرافٹ در سرائے اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ اور آج بھی یہ سرائے ہماری دسترس میں ہے۔ اور جب تک فن حدیث باقی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا، یہ فن بکا زندہ رہے گا کہ دونوں کا چرخی دامن کا ساتھ ہے۔ فن اسماء الرجال کا یہ سرائے اور اس موضوع پر مرتب ہونے والی تالیفات راویان حدیث مبارکہ کے بہت ہی مختصر احوال پر مشتمل ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ لاکھوں راویان حدیث میں سے ہر ایک کے لئے اگر دو یا چار سطریں مخصوص کر دی جاتیں تو ان سطور کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوگی۔ اور ان کے لئے لاکھوں صفحات درکار ہوں گے جن کا انصرام اشاعت ممکن نہیں ہے۔ پس ہر ایک راوی کے لئے ایک دو سطور کو کافی سمجھا گیا۔ جس میں ان کا اسم گرامی مع کنیت (اگر کنیت ہے) مقام ولادت و مقام وفات اور بحیثیت راوی ان کے سرائے اکتفا کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔

تدوین حدیث کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے ختم ہو گیا۔ قرن لمے ماقبل میں حدیث مبارکہ کی صحت اور اس کے دیگر خصوصیات روایت کے اظہار کے لئے فن اسماء الرجال پر کتب تالیف ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ کتب اسماء الرجال کی تالیف تدوین کے بعد طبقات پر بھی کتب کی تالیف کا کام شروع ہو گیا۔ چوتھی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں ان میں یہ کتابیں بہت معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ کتب طبقات عمومی پر نہیں ہیں بلکہ طبقات المحدثین پر ہیں۔

- ① علامہ شیخ ابوالولید یوسف بن عبدالعزیز دباغ م ۱۲۵۵ھ طبقات المحدثین
- ② علامہ حافظ ابن الجوزی م ۷۴۵ھ
- ③ علامہ محدث ابن دقیق العید م ۷۴۵ھ
- ④ علامہ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد المعروف بعلامہ ذہبی م ۷۴۵ھ
- ⑤ علامہ تقی الدین محمد بن ابی فہد ملکی م ۷۴۵ھ

پانچویں صدی ہجری ہی میں طبقات نگاری ایک مستقل موضوع نگارش بن گیا تھا۔ اور اس قدر تیزی سے اس موضوع پر کتب تالیف کی گئیں کہ اگر صرف اس موضوع طبقات ہی پر نگارشات کو شمار کیا جائے تو ان کتابوں سے اسلامی ادب کا ایسا وسیع سراپہ مرتب ہو جائے گا کہ کوئی دوسری زبان اس کا جواب پیش نہیں کر سکے گی۔

طبقات صحابہ کرام پر تالیف ہونے والی کتب میں طبقات ابن السعد کو اولیت کا شرف حاصل ہے کہ یہ تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔ طبقات ابن سعد کے بعد الاستیعاب ہے جس کے مصنف امام ابو عمر یوسف بن عبدالبراندیسی ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے اوائل میں مرتب ہوئی۔ طبقات ابن سعد کی طرح "الاستیعاب" میں طبقات صحابہ پر مشہور معتد کتاب ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں طبقات صحابہ پر مرتب ہونے والی مشہور کتاب "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" ہے۔ جو علامہ ابن اثیر خریزمی م ۷۴۵ھ کی ایک مقبول اور مستند تصنیف ہے۔ آج بھی اس کا ترجمہ (اردو) دستیاب ہے۔ مصر میں اصل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ "اسد الغابہ" کے بعد علامہ ابن جریر عسقلانی کی

”الاصابہ فی تمیز اصحاب“ ہے۔ جو نویں صدی ہجری کے اہل مکہ میں تالیف ہوئی۔ اور آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

جب اصحاب مکر و نظر نے دیکھا کہ اصحاب کرام کے حالات پر (گوہ فتنہ ہی صحیح) بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تو انھوں نے حضرات تابعین و تبع تابعین کے احوال کو موضوع نگارش بنایا۔ اس موضوع پر مرتب چولہے والے طبقات میں ان طبقات نے زیادہ شہرت حاصل کی۔

- ① علاء قلیب بغدادی م ۶۳۳ طبقات یا تاریخ بغداد
- ② علاء حافظ ابو القاسم ابن عساکر المدنی ابن عساکر م ۷۴۷ طبقات یا تاریخ دمشق
- ③ امام ہاشم شیخ عبداللہ یافعی م ۷۵۰ مرآة الجنان
- ④ امام احمد المظاہری م ۷۶۰ تاریخ حلب
- ⑤ علاء عبدالحی بن الحما وحنبلی م ۷۸۹ شذرات الذهب

(آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے)

شذرات الذهب و نیاتے علم و ادب کی مشہور کتاب ہے۔ اور بعد کے مصنفین کے لئے

ایک اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب ہزار سالہ باب علم و فضل اور اکابریت کا تذکرہ ہے

علاء قاضی احمد بن فلکان م ۷۸۰ وفيات الاعیان

یہ کتاب حضرات تابعین رضی اللہ عنہم کے احوال و تذکرے سے شروع کی گئی ہے اوساتوں صدی ہجری کے وسط تک ملت اسلامیہ میں جو اکابر علماء و صلحاء اور ادیب گذرے تھے ان کے سوانح اور تراجم تحریر کئے ہیں۔ طبقات اور سوانح میں یہ بہت ہی معتبر کتاب ہے۔ اب تک طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ کسی ایک صدی سے فصوص نہیں ہیں۔ اب مصنفین اور مؤلفین نے اس عہد میں ایک نئی راہ نکالی اور کسی ایک مصنف نے کسی ایک صدی کے اکابر، ادباء، فضلاء کے احوال کو اپنی تالیف میں منضبط کیا۔ اس سے ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ ہزاروں اسی کو منضبط کرنے والی طبقات کی تالیف میں احوال بہت ہی اختصار سے قلمبند کئے جاتے تھے اب ایک صدی کے ادباء و فضلاء کی تحقیق نے قدرے تفصیل کی گنجائش پیدا کر دی۔

ان طبقات ترقیہ دیا قرن وار طبقات، کا آغاز آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و ادباء و صلحاء

سے کیا گیا۔ اور

- ① علاء حافظ ابن جریر عثمانی نے کتاب کو ”الدرة الکامنة فی اعیان الائمة الثامنة“ سے موسوم کیا۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و اعیان پر مشتمل ہے۔ چار ضخیم جلدوں پر تمام ہوتی ہے۔
- ② علاء حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی م ۸۴۰ ”الغیر الملاح فی اعیان القرن التاسع“ کے نام سے موسوم ہے۔ نصف صدی ہجری کے علماء و فضلاء اور اکابر کے احوال پر مشتمل ہے بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔
- ③ علاء حافظ نجم الدین دمشقی م ۸۶۱ ”اللوکب السارة فی اعیان الائمة العاشرة“
- ④ علاء محمد بن الیمینی دمشقی م ۸۸۰ ”خلاصة الاثر فی اعیان الائمة عشر“ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے
- ⑤ علاء المنہل المرادی دمشقی م ۸۸۰ ”سلک الدرة فی اعیان القرن الثانی عشر“
- ⑥ علاء شیخ عبدالرزاق البیطار دمشقی م ۱۲۳۵ ”علیة البشر فی اعیان القرن الثالث عشر“
- ⑦ علاء راغب طباطبائی م ۱۳۰۰ اعلام النبلاء

اعلام النبلاء نے قبول عام کی سند حاصل کی، طبیب کے ان اکابر مصنفین اور اکابر علماء کے احوال پر مشتمل ہے جن کا تعلق تیرہویں صدی ہجری اور وسط قرن چہارم ہجری سے تھا۔ جو مملکت شام سے تعلق رکھتے تھے۔ تیرہویں صدی ہجری کے اعیان و اکابر پر ایک اور مشہور کتاب شائع ہوئی جس کے مصنف

- ⑧ علاء شیخ جمیل شامی دمشقی م ۱۳۰۵ ہیں۔ کتاب کا نام ”روض البشر فی اعیان القرن الثالث عشر“ ہے۔

- ⑨ علاء محمود شکاری آکوسی م ۱۳۲۴ المسک الاذفر

یہ طبقات پر بہت مشہور کتاب ہے۔ تیرہویں صدی اور چودہویں صدی کے اہل مکہ جو اکابر علماء بغداد میں گذرے ہیں ان کے سوانح اور احوال پر مشتمل ہے۔

مصر و شام و عراق و حجاز کے اکابر علماء اور مصنفین کے احوال بھی بعض کتب تالیف ہوئیں ان میں مصر کے مشہور ادیب جرجی زیدان کی کتاب طبقات پر شہر مشاہیر الشرق ”بہت پسند کی گئی

یہ طبقات مذکورہ میں کسی ایک طبقے کیلئے مختص نہیں ہے۔ ان طبقات میں اکابر مکت ،
علمائے کرام ، ادباء ، صوفیاء اور زہاد حضرات سب ہی شامل تھے جنہوں نے اپنے اپنے عصر میں شہرت
کے منازل طے کئے۔ اس لئے ان طبقات کے ادبی اصلاحی طبقات الرجال سے الگ ہوجاتے ہیں
احوال اکابر مصنفین پر شعبہ دار یا صنف وار طبقات کا دائرہ چونکہ بہت وسیع ہے۔ اس کو ایک کتاب
میں جمع کر دینا محال ہے۔ اس لئے صاحبان تصنیف و تالیف نے ایک ایک فن اور ایک ایک علم
کے ارباب فضل و کمال کے احوال کے جمع کرنے پر قلم اٹھایا چنانچہ طبقات الادباء ، طبقات الفقہاء
(قدسین کرام کا تذکرہ) طبقات المنسخرین ، طبقات الفقہاء ، طبقات الشافعیہ ، طبقات الحنفیہ بلطہ
طبقات الحنفیہ ، طبقات الصوفیہ ، یہ کتابیں تصنیف کی گئیں۔ یہاں اتنا موقع نہیں کہ میں ان تمام
طبقات کا آپ سے تعارف کراتوں۔

اس برصغیر پاک و ہند میں ان کتب طبقات سے متاثر ہو کر آٹھویں صدی ہجری میں
امیر خور و کرانی (م ۱۰۰۰) نے "سیر الاولیاء" مرتب کی۔ جس میں بعض اکابر خاندان چشتیہ کا تذکرہ ہے
سیر الاولیاء کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی شیخ جمال کا تذکرہ "سیر العارنین" ہے یہ دسویں
صدی ہجری میں مرتب ہوا آئیں سلسلہ چشتیہ کے جید بزرگوں اور سلسلہ سہروردیہ کے سات مشائخ کا
تذکرہ ہے۔ اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "انہد
الاخیار" مرتب فرمایا۔ یہ مشائخ ہند (صوفیائے ہند) کا ایک جامع تذکرہ ہے اولیٰ بھی اصل
متن فارسی اور اردو میں دستیاب ہے۔ جس طرح سیر العارنین میں خاندان اولیٰ یعنی چشتیہ اور سہروردیہ
کا ایک منتخب تذکرہ ہے۔ اسی طرح ملاقاتی نقطہ نظر سے عہد جہانگیری میں لکھا جانے والا ایک تذکرہ
"حلیۃ الاولیاء" ہے۔ یہ تذکرہ سندھ کے مشائخ سے مخصوص ہے حلیۃ الاولیاء کا متن فارسی ہے۔ عہد
جہانگیری کا ایک اور تذکرہ صوفیہ یا طبقات مشائخ گھوڑا براس ہے۔ جس کے مولف شیخ غوثی
مشاوی ہیں۔ لیکن یہ تذکرہ مستند حالات پر مبنی نہیں ہے اس وجہ سے مقبول نہیں ہوا ہے۔ اس
کا اصل متن نایاب ہے۔ صرف ترجمہ گھوڑا براس کے نام سے ملتا ہے۔

گھوڑا براس کے بعد "حضرات قدس" ایک قابل ذکر تذکرہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا

ایک مستند اور معتبر تذکرہ ہے۔ جس کو ہم "طبقات مشائخ نقشبندیہ" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ
تذکرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک مرید خاص
مولانا بدرالدین احمد سرہندی نے مرتب کیا ہے۔

شاہ جہانی عہد میں طبقات مشائخ پر دو تذکرے قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں تذکرے شاہزاد
مظلوم و مقتول داراشکوہ کے خاتمہ حقیقت نگار کا اثر ہیں۔ "نسبۃ الاولیاء" حضرت میاں میراورد
ان کے خلفا کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا "سفینۃ الاولیاء" ہے جس کا سالی تصنیف
۱۶۴۰ء ہے۔

سفینۃ الاولیاء میں ۱۱۴ بزرگان دین و ملت یعنی ارباب طریقت کا ذکر ہے۔ لیکن اختصاراً
کے ساتھ دونوں تذکروں کی زبان فارسی ہے۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند سے یہ مشائخ اور ان کے
ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء کرام کے ان مختصر تذکروں کے علاوہ شاہی
سرپرستی میں طبقات الامراء بھی مرتب ہوئے۔ طبقات الامراء میں ذخیرۃ القوانین" اور شاہ جہانی کا ایک
گرافتہ "تذکرۃ الامراء" ہے۔ زبدۃ القامات اور حضرات قدس بھی خاندان نقشبندیہ کے جامع
تذکرے ہیں۔ جن کا تعلق گیارہویں صدی ہجری سے ہے۔ ان دو میں "زبدۃ القامات" کی حیثیت
تو ایک سوانح عمری کی ہے۔ البتہ "حضرات قدس" اکابر و مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کا معتبر تذکرہ
بارہویں صدی ہجری میں "آثار الکلام" سید آزاد بگرامی کے قلم سے ایک گرافتہ تذکرہ
ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کی حیثیت ایک علاقائی تذکرہ کی ہے کہ اس میں علماء و صلحائے بگرام کا ذکر
ہے۔ لیکن حقیقتاً اس میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام کا ذکر آگیا
ہے۔ اور اس کی حیثیت ایک عمومی تذکرہ کی ہوگئی ہے۔ "آثار الکلام" اپنے خاص کے باعث بہت
مقبول ہوا۔ اور اس کی قبولیت نے اس برصغیر میں اصحاب فکر اور ارباب باب علم کو تذکرہ نگاری کی راہ
پر سرگرم رفتار بنا دیا۔ چنانچہ آثار الکلام کے بعد برصغیر پاک و ہند میں متعدد تذکرے بحیثیت
طبقات کئے گئے۔

تیرہویں صدی کے اواخر اور چودہویں صدی میں طبقات پر لکھی جانے والی کتب یا تذکروں

میں حکیم غلام سرور لاہوری کا تذکرہ خزینۃ الاصنیاع جسکی زبان فارسی ہے، تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمن علی (متن کی زبان فارسی ہے) "فوائد الہیہ" از علامہ عبدالحی لکھنوی (فرنگی علی) اور "مدائق الحنفیہ" از علامہ فقیر محمد جہلمی یادگار۔ تذکرے یا کتب طبقات ہیں۔ "مدائق الحنفیہ" کی اشاعت ۱۳۱۲ھ کے بعد ایک اور مبسوط تذکرہ "نزہۃ الخواطر" جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور جسکی ساتویں اور آٹھویں جلد کسی قدر ضخیم ہے شائع ہوا۔ "نزہۃ الخواطر" کے سلسلہ میں شمس بریلوی آئندہ اوراق میں کچھ تفصیل پیش کرے گا۔ یہاں مختصر فوائد الہیہ، تذکرہ رحمن علی اور "مدائق الحنفیہ" کے سلسلہ میں کچھ عرض کروں گا۔

فوائد الہیہ :- فاضل جلیل علامہ عبدالحی فرنگی علی (لکھنوی) کی تصانیف متعددہ میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ آپ نے یہ کتاب طبقات الشافعیہ اور جواہر الحنفیہ کے بیچ واسطوں پر مرتب کی ہے لیکن علماء و فقہائے احناف کے مقابلہ میں اس میں علمائے شوافع کے تراجم زیادہ ہیں۔ متن کی زبان عربی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک حصہ "طرب الاثاثر" کے نام سے شامل ہے جس میں ۲۹۹ حضرات کا تذکرہ بہت ہی اختصار کے ساتھ ہے۔ بہر حال فوائد الہیہ اپنی افادیت کے اعتبار سے ایک قابل قدر کوشش ہے۔ کتاب کا اختتام بروز شنبہ ۱۲ صفر المظفر ۱۲۹۲ھ کو ہوا مقدمہ میں یہ صراحت نہیں ہے کہ اس کا آغاز کب کیا تھا۔

حدائق الحنفیہ :- فوائد الہیہ کے مکمل ۱۲۹۳ھ اس کے تین سال بعد پنجاب کے ایک فاضل نبیل مولوی فقیر محمد جہلمی نے طبقات پر ایک عظیم کام سرانجام دیا۔ اب تک جو ضخیم پاک و ہند میں طبقات پر لکھی جانے والی کتابوں کا متن عربی زبان میں یا فارسی زبان میں ہوتا تھا۔ مولانا فقیر محمد جہلمی نے "مدائق الحنفیہ" اردو زبان میں تحریر فرمائی اور اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر تک جس قدر مشاہیر فقہائے احناف گذرے تھے، ان سب حضرات کے تراجم ان کی تصانیف و تالیفات کی تفصیل کے ساتھ معرض تحریر میں لائے۔ اس طرح "مدائق الحنفیہ" فقہائے احناف پر ایک گراں قدر کتاب طبقات ہے۔ فاضل نبیل نے ان تمام علماء و فقہائے احناف پاکستانیہ و اوزانے پاک و ہند کے تراجم پیش کر دیئے ہیں جو تیرہویں کی

کے اختتام تک بقید حیات تھے۔ چودہویں صدی کے افاضل و فقہاء کے ذکر سے یہ کتاب خالی ہے صاحب کتاب نے سیکڑے میں داعی اجل کو لبیک کہا، اس لئے یہ اہتمام ناممکن تھا۔

تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمن علی | چودہویں صدی ہجری میں "فوائد الہیہ" اور "مدائق الحنفیہ" کے بعد طبقات علمائے ہند پر یہ تذکرہ بہت ہی جامع ہے۔ اس میں ۶۱۴ علمائے کرام کے تراجم ہیں جن کا تفسیق برصغیر پاک و ہند سے رہا ہے۔ اگرچہ بعض ارباب علم و فضل کے تراجم نظر انداز ہو گئے ہیں شاید مولوی رحمن علی مرحوم کی ان کے احوال تک رسائی نہ ہو سکی۔

ان ۶۱۴ علمائے شخصیت نگار یا صاحب ترجمہ کسی فن یا موضوع سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ اس برصغیر پاک و ہند میں جس شخصیت کو بحیثیت عالم جاننا چاہتا تھا اور وہ اپنے علم و فضل کے باعث مشہور تھا اس کا ذکر طبقات علمائے ہند میں کیا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی مشہور محدث ہو یا فقیہ ہو۔ تذکرہ رحمن علی میں تراجم کی ترتیب قرینہ دار نہیں ہے۔ بلکہ تراجم کو فقیر حروف ابجد بیان کیا گیا۔ فاضل نبیل فقیہ ہے مدعی امام احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہ کے حالات شرح و بسط کیے گیان کے ہیں اور آپ کی ان کا متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن تک فاضل مولف کی رسائی ہو سکی ہے کل تصانیف مذکور نہیں ہیں کہ امام رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ ۱۳۱۲ھ تک جا رہا ہے جبکہ آپ کا سال وفات ۱۳۲۱ھ ہے۔

تذکرہ علمائے ہند ۱۳۰۵ھ میں مکمل ہوا اور بیچ نو لکھنؤ (لکھنؤ) سے ۱۳۱۲ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ تذکرہ علمائے ہند کی تکمیل سے قبل تاریخ شعرائے اردو کے مصنف معنی صاحب گل شاہ حکیم عبدالحی ندوی نے علمائے احناف کا ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا۔ جو تیس سال کی محنت شاقہ کے بعد آٹھ جلدوں میں مکمل ہوا (ساتویں اور آٹھویں جلد ضخیم ہے۔ باقی جلدیں اوسط ضخامت کی ہیں) مقدمہ میں اس تذکرہ یعنی نزہۃ الخواطر کے مصنف کے فرزند مولوی ابوالحسن ندوی (جو خود بھی متعدد کتب کے مصنف ہیں)

اس طرح "نزہۃ الخواطر" کا تعارف کراتے ہیں۔

نَزْهَةُ الْخَوَاطِرِ

”قَدْ كَانَتْ سَاعَةٌ سَعِيدَةٌ لَا حَيَّةَ تَفُوتُ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا عَبْدَ اللَّهِ وَآلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَفَاتُ الْمَوْلَانَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فِي مَجْمَعِ الْقُرْبَةِ الرَّابِعِ عَشَرَ هَجْرِيًّا أَنْ يُؤْتَفَقَ كِتَابَانِي مُرَاجِعًا عَلَمَانِي الْأَوَّلُ وَاعْيَانِيهَا مِنْ الْقُرْنِ الْأَوَّلِ حِينَ دَخَلَ فِيهَا الْإِسْلَامُ فِي قُرْنِ الرَّابِعِ عَشَرَ لَمْ يَعِشْ فِيهَا“

یعنی

چودھویں صدی کے آغاز کی وہ کیسی ساعت سعیدہ تھی جبکہ سید عبدالحی ابن محمد الدین الحسنی (ولادت ۱۲۰۶ھ وفات ۱۳۳۱ھ) نے یہ لکھا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں ہندوستان میں اسلام کے آغاز سے چودھویں صدی ہجری تک (جس میں وہ تنقید میات تھے) کے علماء و اکابر ملت کے حالات (تراجم) پیش کئے جائیں۔ اس عظیم کتاب (نزہۃ الخواطر) کی تکمیل میں سید عبدالحی ندوی نے تیس سال کی لمبی مدت صرف کی، بہت کم ایسی کتابیں ہیں جن کی تالیف و ترتیب میں اتنا وقت صرف کیا گیا ہو گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر علماء و فقہاء اور اعیان ملت کے صحیح حالات و سوانح کے حصول میں ان کو کس قدر سعی و یحیٰ کرنا پڑی۔ چنانچہ مقدمہ نگار سید ابوالحسن ندوی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ۔

”اشتغل بهذا التأليف مثلاً مئتين سنة“

لیکن افسوس کہ اس تالیف کے اکثر تراجم (یعنی بعض علمائے کرام کے احوال کے بیان میں) انھوں نے سرشتہ امتداد و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ عمل ان شخصیات کے ساتھ انھوں نے

نہ نزہۃ الخواطر کی جلد اول ساتویں صدی ہجری کے علماء کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔ جو کہ پہلی صدی ہجری جیسا کہ مولوی ابوالحسن ندوی نے کہا ہے۔

روا رکھا ہے کہ جو ان کے مسلک مذہبیت یا دیوبندیت کے خلاف تھے۔ چنانچہ نابھہ روز گانہ فقیر و قدس بے نظیر علامہ شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کی نگارش میں ان کے علم و فضل اور ان کے لازمی دست کو ثوب دل کھول کر مسخ کیا ہے۔ مدتوں تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ قیام پاکستان کے بعد جب کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا قائم ہوا اور اس ادارے کے تحت ”معارف رضا“ کا اجرا ہوا اس میں بعض محققین نے ان کے اس بعض و منصب کا پردہ پاک کیا۔ حالانکہ اس سے قبل مذکورہ علمائے ہند (مولانا محمد حسن علی) شائع ہو چکا تھا۔ اور انھوں نے اپنی اس تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے ترجمین انصاف نہ کر سکے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ۱۳۳۳ھ میں وصال فرمایا اس وقت تک کسی عقیدت کش اور حقیقت نگار ادیب اور مصنف نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ تاثر الکرام از علامہ آزاد بلگرامی کی طرح علمائے یورپ یا علمائے روس یا علمائے کا ذکر و شائع کیا جاتے۔ اور علم و عزمان کے آسمان کے ان آفتاب و ماہتاب کے تراجم صحیح طور پر تقلید کئے جاتیں۔ جسکی جلالیت علمی کا شہرہ ہند ہی میں نہیں بلکہ عرب و عجم تک پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً علم فقہ و حدیث و علم ہیئت و جند سے، علم جغرافیہ و تفسیر کے بے عدیل و بہ مثیل فاضل علامہ شاہ احمد رضا خاں اور ان کے معاصرین و تلامذہ سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ حالانکہ چودھویں صدی کے اواخر میں اردو زبان ترقی کے مدارج طے کر چکی تھی۔ اور ہر قسم کے علم و فن اور موضوع پر اردو زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔ اردو زبان میں مقدمہ ذکر کرے گئے۔ مثلاً صباح الدین احمد نے نیم صوفیہ لکھی جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ یہ لطافت و توفیر ہند پر ایک ایسی اور کامیاب کوشش ہے۔ اس کے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر فلیٹن احمد نظامی نے ”تاریخ مشائخ چشت“ لکھ کر شیعہ خاندان کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ پروفیسر محمد الدین شارب صاحب نے مذکورہ اولیاء ہند و پاک مرتب کیا اور مقبول خاص و عام ہوا (اس ذکر سے انھوں نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرہ سے شروع کر کے دیوبند شریف کے مشہور عظیم مخدوم حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے ختم کیا)۔

اس تذکرے سے قبل انہوں نے دلی کے بانی خواجہ "کے نام سے ایک عقیقات صوفیہ مرتبہ کیا تھا۔

انفراوی سوانح عمریوں میں مولانا شبلی نعمانی، الغزالی، الغزالی، المامون، الغنادق، وغیرہ لکھ کر اپنے معلم و فضل کا لوا متوا جکے تھے۔ آپ کے عظیم شاگرد مولانا سلیمان ندوی نے "سیرۃ عائشہ" (رضی اللہ عنہا) لکھی جو بہت پسند کی گئی۔ مولانا شبلی کے ایک معاصر مولانا حاکمی نے بھی اس راہ میں قدم اٹھایا اور اپنی سوانح عمریوں حیات جاوید (سوانح سرسید احمد خاں) حیات سعدی، یادگار غالب وغیرہ کو لکھ کر خوب نام پیدا کیا

"ناسپاسی ہو گی اگر اس ذکر سے پہلہ ہی کی جائے کہ امام احمد رضا قدس اللہ سرہ کی ضخیم سوانح عمری جس کی نگارش کا فخر حضرت مولانا طغزل الدین صاحب بہاری کو حاصل ہے اور "حیات علیہ" کے نام سے اسکی جلد اول مذمت ہوئی شائع ہو چکی ہے۔ یہ جلد چار سو سے زیا وہ صفحات پر مشتمل ہے لیکن خواجہ اشان رضوی کی بے بسی کا یہ عالم کہ اب تک "حیات علیہ" کی باقی ماندہ جلدیں شائع نہیں ہو سکی ہیں۔۔۔۔۔ خیر! یہ تو ایک جلد معترضہ متعارف میرے قلم سے ہمیشہ اس سلسلے میں نہ لکھا رہتا ہے۔

الحمد للہ اگر اٹھارہ مئی ۱۹۷۱ء میں "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کا قیام ہوا۔ اور ہر سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے بعض گوشوں پر ارباب نقد و نظر اپنی تحقیق اور کاوش فکر کے نتائج پیش کرتے رہے۔ اور بفضل تعالیٰ اب تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ہر سال "مدارفہ رضا" کے اجراء کے موقع پر بعض تحقیقاتی کتابچے بھی اعلیٰ حضرت نور الدین مرتدہ کے ہارے میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ "مدارفہ رضا" کے کسی سائنسے سے اب ان مقالے تک پہنچ سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نقیبہ بے عدیل و بے مثل محدث عظیم رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلم و فضل کی "ابانیوں سے پاک و ہند ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کو بھی تابناک بنا یا تھا۔ آپ کے کلمات علمی کا لہ اعلیٰ حضرت نور الدین مرتدہ کے مرقعات خدیۃ الازلیٰ ہمارا انہماک ہی قریبی شاگردوں میں تھے۔ عظیم شاگردوں میں ان تھے۔

شجرہ چارواں گنگ عالم میں تھا۔ پھر یہ کس طرح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ خود خاندان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات سے بہرہ ور نہ ہوں اور آپ کے ہائشیاں گرامی مرتبت جن سے میری مراد پیر اکبر حضرت مفتی محدث حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور پیر اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا معصومی رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم نے اپنے علم و فضل کی جہولیاں اپنے والد گرامی مرتبت کے کمالات علمی کے شذرات و بہرے نہ بھری ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبزادگان گرامی مرتبت اس معدن علم و فضل کی خدمت بابرکت میں ہر وقت شرف حضور سے شرف ہوتے رہتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبزادگان کو اپنی نوازش علمی سے سرفراز فرماتے تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰ حضرت نقیبہ کی ائمتہ اور ترویج میں حتیٰ الوسع سعی فرمائی اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کو اپنی علمی صلاحیتوں سے کام لے کر شہرت و دام کی بندھیوں تک پہنچاتے رہے۔ مگر حیف حدیث کہ جس طرح اعلیٰ حضرت شہاد احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات، محاذ و مصلحتیں، کاوش و فکر و نظر اور تحقیق علم و فن و فنون تک منظر عام پر نہ آ سکے۔ اسی طرح حضرت حجت الاسلام اور حضرت مفتی اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے علمی کمالات پر وہ خفا میں ہے۔

میں حقیقت سے روگردانی نہیں کروں گا کہ اس سلسلے میں ایک بڑی کاوش پاک و ہند کے سیاسی حالات تھے۔ ہند کے فتنہ مولوں معوضا اثر پردیش میں کانگریسی حکومت کے قیام نے مسلمانوں کی زندگی کو بہت ہی تلخ بنا دیا تھا۔ ایک تو مسلمانوں کی عمومی مالی حالت ہی کمزور تھی۔ ملازمتوں اور تجارت پر ہندو چھپاتے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے روزگار کا حصول ایک بہت ہی اہم مسئلہ تھا۔ زمیندار پیشہ مسلمان کچھ پر سکون حالت میں تھے۔ تو ان کی بربادی اور ذہنی اضطراب کی صورت ہندو اکثریت نے یوں نکالی کہ زمین داری کو ایک ملت ختم کر دیا۔ اور ۲۰ سال کی مدت میں ادا ہونے والا معمولی سے معاملے کی اسناد ان کے حوالے کر دی گئیں۔ اس پر آشوب حالات میں ایسا ذہنی سکون کہاں میسر تھا کہ اصحاب فکر و نظر قلم آزماتے اور اپنے بزرگوں کے حالات قلمبند کرتے۔ پھر یہ کہ اہلسنت و جماعت، اپنی حدیث مسلم

صرف کانگریسوں کی پورش نہیں تھی بلکہ تادیبیت اور دیوبندیت کی پورشیں اس پرستار تھیں۔ چند سال اس دور ابتلا میں کسی نہ کسی طرح اہلسنت و جہالت نے ہسر کے کرسے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان نے مسلمانوں کی اقلیت والے صوبوں میں ایک قیامت صغریٰ برپا کر دی۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گھرانے تباہ و برباد ہو گئے۔ اس تباہ کاری میں کسے اتنا ہوش تھا کہ اپنے بزرگان دین و ملت کی داستانہائے حیات کو معرض تحریر میں لائے۔

ملہ سوداگران میں جہاں آفتاب رضویت کی خورشانیوں سے نگاہیں ہر وقت خیر و برکت کی تھیں اور عقیدت مندوں کی آمد و شد سے ایک میلے کا سماں رہتا تھا۔ وہاں آئے ایک مرد جاہل یعنی مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور مسلمان کا قیام نہیں تھا۔ یہ منظر اسلام بھی کسی نہ کسی طرح اس گردش ایام میں اپنے سانہ دو چرخوں کی پورے رکھ رہا تھا۔ حقیقت میں ان اسباب و علل نے اور کچھ ہماری تن آسانی اور عدم دلچسپی نے خانوادہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی کارناموں کو پیش نہیں کیا۔ جو حضرت حمزہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمہما اللہ کی یادگار رکھے جاسکتے ہیں۔

الحمد للہ بڑی مسرت اور شادمانی کا مقام ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والی ایک سرشار خانوادہ خیر و خیر ہستی یعنی الحاج حافظ قادری مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری سربراہ امور مذہبیہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، ایشیہ، بالائی دسمبراہ سنی و سنی سوسائٹی انٹرنیشنل سلمہ اللہ الباری، جو صرف اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے شیعہ نہیں بلکہ خانوادہ رضویہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور اس خانوادہ کے خلیفہ ازل و ابجا ہیں، افریقہ ایشیہ اور مائچمٹر میں فروغ رضویت کے لئے شب روز کوشاں ہیں۔ اور جن کی ان ساعی کی یادگار علامہ ایشیہ میں سنی رضوی اکادمی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی عید گاہ، تادری رضوی مرکز کی مسجد، نیز ڈربن جنوبی افریقہ میں دارالعلوم منظر اسلام، سنی رضوی مرکز دو گر مقامات میں سنی رضوی سٹوڈنٹس کونسل کا قیام جو ان کا ایک انفرادی کارنامہ ہے اور خواجہ تاشان رضویت اس پر جتنا غصہ کریں وہ کم ہے کہ میروان ایک دہندہ میں رضویت کی بلند نشانیوں اور یادگاریں کوئی دوسرا قائم نہ کر سکا

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور فروغ رضویت کی توفیق مزید از ان فرمائے اور وہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے شہزادہ اکبر یعنی حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جامع اور مبسوط سوانح حیات کی نگارش کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اور حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تار و پود کو سنوارا اور آراستہ کیا۔ جن کا سر رشته امتداد زمانہ کے استحقاق جگہ جگہ سے گم تھا۔

میں خود ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ رہا ہوں اور اس چھ سال کی مدت میں حضرت حمزہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرائض اور کم مجہ پر مسندوں فرمائے ان کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ حضرت حمزہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ مزاجی، شہرت سے گریز کا مشاہدہ میں نے خود کیا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے انتظامیہ امور خاموشی کے ساتھ انجام دینا اور پچھلی خدمات میں خاموشی انہماک آپ کا طرز تھا۔ تباہی و مدحت آپ کو پسند نہیں تھی۔ مریدان سے صرف وقتی روابط تھے۔ آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اپنے اوقات پر میرا اور مصروفیات شبانہ روز کو ضبط تحریر میں لائیں۔ تصنیف الیف کا کام بھی نہایت خاموشی سے انجام دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ آپ الدولہ الملکیہ کا ترجمہ تحریر فرما رہے ہیں۔ ایسی خاموش زندگی کے احوال کو معرض تحریر میں لانا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ حضرت خوشتر صدیقی جہاں پوری نے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح حیات مرتب کرنے میں کس قدر کاوش کی ہوگی۔ اور سوانحی مواد کہاں کہاں سے حاصل کیا ہوگا۔

حضرت علامہ مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی کی تعلیمی زندگی دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ کا علمی شعور اسی دارالعلوم میں پروان چڑھا۔ اعلیٰ تعلیم و سگاہ سے فضیلت کا شرف حاصل کیا۔ لیکن یہ زمانہ تھا کہ دارالعلوم سے میری وابستگی ختم ہو چکی تھی اور میں یوپی کی مشہور مدرس گاہ اسلامیہ انٹر کالج سے وابستہ تھا۔ حضرت خوشتر صدیقی جمال پور کی کے شب و روز دارالعلوم منظر اسلام کی علمی سبقتوں اور ان کے اساتذہ کرام کی قریبوں میں بسر ہوتے تھے۔ اس لئے

آپ کے دوسری مافی پر اس دور کے بہت سے نقش مرسم تھے۔ ان ہی نقش مرسم میں سے اکثر غفر واپائے جمال کو اپنے تذکرہ جمیل میں پیش کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت حجتہ الاسلام شاہ ماجد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر جمیل کے بہت سے پہلو ایسے تھے جن سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ خصوصاً آپ کی پاکیزہ عسلی زندگی آپ کی یومیہ مصروفیات، آپ کی شاعری، آپ کی زندگی کے دو پہلو ہیں جن کا انبار میں نے آپ کی زبان سے کبھی نہیں سنا کہ اس میں خود ستائی کا پہلو تھا۔ اور حضرت مولانا خود ستائی سے بہت نفرت تھے۔ یقیناً جناب مولانا خوشتر جمال پوری کو اس سسگلاخ سے گزرنے میں بڑی وقت پیش گئی ہوگی۔ مگر آفریں ہے آپ کی ہمت کو کہ آپ نے وابستہ گانہ فائدہ و رضا سے یہ تمام معلومات فراہم کیں۔ اور ان کو خواجہ تاشانی رضویت کے لئے جمع کر دیا۔ فائدہ و رضا کے وابستہ گانہ سے مراد حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب ہجرت مولانا جناب رضا خاں صاحب علیہما الرحما اور دوسرے اکابر خاندان ہیں جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب مولانا ابراہیم خوشتر صاحب نے اپنے اساتذہ کرام سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ خصوصاً مولانا مفتی ابراہیم صدیقی مرحوم، مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری، مولانا سردار علی خاں صاحب مرحوم اور مولوی سردار احمد صاحب مرحوم و معذور سے جو حقائق سنئے تھے ان کو ذہن میں محفوظ رکھا اور ان کو صفحات بیکر جمیل پر منتقل کر دیا۔

ان تمام دشواریوں کے باوجود فاضل تواف نے سوانح حیات کے لوازم کو تمام و کمال پورا کیا ہے۔ اور صاحب ترجمہ کے تمام مراحل زندگی کو معرض بیان میں لائے ہیں۔ البتہ وہ باتوں کی کئی میں نے غور کی۔ ایک تر حضرت حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر نقد و تبصرہ ہے آپ نے گزیر کیا۔ اور دوسرے آپ کی تعانیف و توالیف پر ناقدانہ نظر نہیں ڈالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ دونوں باتیں ایک عتیدت کش مرید یا صفا اور شاگرد و شاگرد کے حدود و ادب سے تجاوز کرنے والی تھیں۔ اس لئے آپ نے اس ماہ میں قدم نہیں اٹھایا۔

تذکرہ جمیل کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور دلچسپ ہے، زبان اور بیان میں ثر و لیدگی نہیں ہے جو کہ کہا ہے وہ نہایت سادگی اور سادگی کے ساتھ کہا ہے۔ خوشتر نے اس تذکرہ جمیل میں اپنے گواہی و ثبوت

استاد حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہما الرحما کا تذکرہ شامل کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ تذکرہ جمیل میں ایک عنوان "چار یار" بھی ہے اس کے تحت حضرت حجتہ الاسلام کے مخصوص وابستہ گانہ دامن الفت و رافت کا بیان ہے اور سردار حقائق پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں اس ناگاہ شہساز بریلوی کا بھی ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی جب میں حضرت حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اس محبت و عنایت اور حد سے فزول شفقت کو یاد کرتا ہوں جس نے مجھے آپ کے حضور میں بیجاک سخن بنا دیا تھا تو اشکبار ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اللہ کے مزار اقدس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔ اور ان کے سلسلہ کو برکتی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔ والسلام

ناچیز

شخص بریلوی

سابق مسدور کی شعبہ فارسی، دارالعلوم مظفر اسلام

بریلی

جلوہ آرائیان

۱ مصنفات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱ الصادق اربانی علی اسراف القادریانی ۲۹
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲ حاشیہ کنز المصلى مصنف مولانا سید پرورش علی سہبانی ۳۲
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۳ اعلیٰ انوار الرضا ۳۳
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۴ ترجمہ الدولۃ المملکیہ بالمادۃ النبییہ ۳۴

۲ تصدیقات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۵ لقرۃ العلی فی اعفاء اللحن مصنف امام احمد رضا اس رسالہ کی تصدیق سے حجۃ الاسلام کی طرف اوب پر مہارت نامہ کی بھی تصدیق ہوئی ہے اور امام احمد رضا کا تخلص سابقہ ذکا نامہ علم ہر کتاب ہے ۳۵
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۶ السورۃ العقاب علی السیاح الکذاب مصنف امام احمد رضا ۳۶

۳ جوابات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۷ مفسر شریعت مولانا محمد رشاد احمد کے مکتوب جواب میں سطور ۳۰

۴ شذات

- امام اکبر محمد رضا ۸ شذات شیعہ مرتبہ غایت محمد خاں غوری فیروز پوری ۴۱
امام احمد رضا ۹ شذات دارالاعادہ منظر اسلام منظر اسلام شذات شیعہ دارالعلوم ۴۱
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۰ شذات بنام مولانا سید راہن بخش صاحب جوہر پوری ۵۰

۵ مکتوبات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۱ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۱
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۲ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۲
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۳ بنام مولانا سید محمد سعید رحیمت خدام الرضا بریلی ۵۳
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۴ دعا نامہ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۴

۶ وظائف و عملیات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۵ حلقہ قادریہ شریفہ، شاہ محمد حبیب قادری بنوکی میرٹھی کے خلفیت نامہ میں مع دستخط تحریر فرمایا ۶۱۹۱۳ء ۵۵
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۶ اختصار حزب البحر، اشادات و ضار و حال اجابت حزب البحر، اختصار حزب البحر مع طریقہ عمل اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ۵۷
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۷ دلائل الخیرات کا نسخہ ملوکہ اور اس پر آپ کی تحریر ۶۱
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۸ بنام وزارت رسول حامدی بنوکی میرٹھی مع طریقہ عمل ۶۲
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۹ بنام وزارت رسول حامدی، کریکام دیہہ حرم مع طریقہ عمل ۶۲

۷ منظومات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲۰ اجلال الیقین بقدرت سید المرسلین مصنفہ خدیجہ علیہ غفرت مولانا محمد

- برہان الحق جلیبوی پر تقریباً منظر
 ۶۱) حجت الاسلام مولانا حامد رضا ۶۱) تاریخ وصل، حضرت مولانا محمد طہر حسین فاروقی نقشبندی مجددی
 رام پوری کے وصال پر منظر تعزیت ۶۲)
 ۶۳) حجت الاسلام مولانا حامد رضا ۶۳) ماہنامہ شریعت، فیروز پور، زیر سرپرستی مولانا محمد سعید علی خٹک
 مجددی حامد کی پر منظر تصدیق ۶۴)
 ۶۵) حجت الاسلام مولانا حامد رضا ۶۵) امام احمد رضا کے عربی شعر پر ایک رباعی کا اضافہ ۶۶)

۵) رسالہ جات

- ۶۷) رسالہ الفتن العظمیٰ ۶۷) رسالہ فخر تحقیق، تحفہ خفیہ پیشہ عظیم آباد میں حجت الاسلام
 کے مضامین شائع ہوتے تھے ۶۸)
 ۶۹) مرتبہ محمد عبداللہ بنی فہد ۶۹) دربار حق و ہدایت، پیشہ عظیم آباد میں امام احمد رضا کی معیت
 میں حجت الاسلام کی شرکت اور آپ کے شائق امام احمد رضا اور
 مولانا حسن رضا خاں حسن پوری کے عربی اور فارسی میں
 دعائیں اشعار ۷۰)
 ۷۱) ماہنامہ یاد کار رضا ۷۱)
 ۷۲) ترغیب الصلوٰۃ و الجماعۃ، مرتبہ مولانا عبد العزیز صدیقی مدنی ۷۲)

۹) نوادرات

- ۷۳) جامعہ اسلامیہ فی کمالہ ۷۳) اسم محمد اور تصدیق بردہ کے شعر پر مشتمل آپ کی نادر النشائے ہر
 ۷۴) حجت الاسلام مولانا حامد رضا ۷۴) حجت الاسلام مولانا حامد رضا کی تصنیف و تالیف سے متعلق
 اسلام آباد میں جمعہ ۷۵) اسلام آباد میں جمعہ ۷۵)

ذکرہ بالا ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ کے حوالہ کتاب کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ دیا گیا ہے۔
 حاجی مولوی ذکریا رسول مادی مرحوم کا راقم الحروف مکتوب ہے۔



(جبر و قدر کی بحث و فکر و جان فکروں پر)

الحمد لله
فقد حصل كاختصار مشلول قديم رساله

کتاب المصاب

[illegible]

مختصات

آب کا پکا پکا اور قادم سے بھی لطیف مگر روحانی
نستول و تہمت ہر قسم سے لایا گیا ان کے لئے جو کچھ
تکلیف میں ہوا ان (بڑا ہوا)

مطابق معیار ایکویٹیٹی پر سب سے زیادہ غور کیا گیا ہے

تحریر: فیروز علی خان

17

الحمد لله به رساله به خوشه فاضل خاندان خباب مولانا
مولوی محمد حامد رضا خاں سید العرش صاحب فرزند خباب
سید صاحب والا مناصب مولوی سید محمد علی صاحب سہواں
حفظ المذاق مطیع الی سنت و جماعت واقع بریلوی، روضہ ص ۳۳۳

2017

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

454

تحتیں پڑتی ہیں

پیدہا رک رسالہ مستحق ہمارا سخی

اَجَلِي قَوْمًا رِضَا

جناب مولانا مولوی مفتی حامد رضا خان صاحب فاضل مدرسہ
 حیدر آباد کراچی جناب مولوی انوار اللہ خان صاحب مدرسہ
 عمرت کوٹہ کے ذیل القول کا اظہار کی خصوصیت سے اس کے متعلق
 علی حضرت امام اہل سنت و جماعت امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی
 کا تعلق و امام ابو یوسف صاحب مدینہ مدبر و مدبر کے نام سے مشہور فرما
 اور آخر میں کتب نامہ میں بیرون نقیضوں پر اور اس کے نام
 نویسی کے لئے مولانا انوار اللہ خان صاحب کی کوشش کی ہے

توہمی کتب خانہ بازار وانا صاحب پور

تذکرہ اربعہ ناصر علی شاہ و جرنیلان

جلد اول صفحہ ۶۷

لے کر آئے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم
 هذه المكتبة
 بالمائة الغيبية
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه

بسم الله الرحمن الرحيم
 هذه المكتبة
 بالمائة الغيبية
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه
 من مؤلفات المصنف
 رحمه الله تعالى
 في تاريخه

١٠٠
 ١٠١
 ١٠٢
 ١٠٣
 ١٠٤
 ١٠٥
 ١٠٦
 ١٠٧
 ١٠٨
 ١٠٩
 ١١٠
 ١١١
 ١١٢
 ١١٣
 ١١٤
 ١١٥
 ١١٦
 ١١٧
 ١١٨
 ١١٩
 ١٢٠
 ١٢١
 ١٢٢
 ١٢٣
 ١٢٤
 ١٢٥
 ١٢٦
 ١٢٧
 ١٢٨
 ١٢٩
 ١٣٠
 ١٣١
 ١٣٢
 ١٣٣
 ١٣٤
 ١٣٥
 ١٣٦
 ١٣٧
 ١٣٨
 ١٣٩
 ١٤٠
 ١٤١
 ١٤٢
 ١٤٣
 ١٤٤
 ١٤٥
 ١٤٦
 ١٤٧
 ١٤٨
 ١٤٩
 ١٥٠
 ١٥١
 ١٥٢
 ١٥٣
 ١٥٤
 ١٥٥
 ١٥٦
 ١٥٧
 ١٥٨
 ١٥٩
 ١٦٠
 ١٦١
 ١٦٢
 ١٦٣
 ١٦٤
 ١٦٥
 ١٦٦
 ١٦٧
 ١٦٨
 ١٦٩
 ١٧٠
 ١٧١
 ١٧٢
 ١٧٣
 ١٧٤
 ١٧٥
 ١٧٦
 ١٧٧
 ١٧٨
 ١٧٩
 ١٨٠
 ١٨١
 ١٨٢
 ١٨٣
 ١٨٤
 ١٨٥
 ١٨٦
 ١٨٧
 ١٨٨
 ١٨٩
 ١٩٠
 ١٩١
 ١٩٢
 ١٩٣
 ١٩٤
 ١٩٥
 ١٩٦
 ١٩٧
 ١٩٨
 ١٩٩
 ٢٠٠

1870

11

44
97

کبریا لہائی ہم کو، اہل زمان و فہم و باطن پر درخشاں روح و دل۔ شیخ طریقت، آگاہِ نعمت و برکت
رحمت، حجتہ اللہ علی الارضین۔ سیدنا ابوالحسن، امام العلماء، التجرین شیخ الاسلام و المسلمین
حضور پر نور سیدنا حجتہ الاسلام علامہ الحاج مولانا شاہ محمد، حاکم دینا خاں صاحب قادری
دوبی و ام ظہار العالی، اتحادہ لشین خاندانہ عالمیہ قادریہ قدسیہ رضویہ بریلی کی مستحقِ خلیفہ
مسئلہ عالیہ قادریہ برکاتہ قادریہ رضویہ کیلئے، بخصوص ادیان طریقت کے لئے بطور تبرکات
برائے افتادہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس سید مبارک کے مطالعہ سے عظمت
قلبہ مجددیہ دریں غوثِ زمیں، امام المسنت فاضل ربوئی قدس سرہ کے حسنِ انتخاب کا جہاں
پتہ چلتا ہے، وہیں حضور پر نور سیدنا حجتہ الاسلام علامہ ربوئی دہلوی، زینبِ سجادہ رضویہ کی نفیست
شان و جلالت مکانِ ہنرموز و دہ علمِ ماہ کی طرح عالم آشکارہ ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اس
غنیلیر سیدنا اجازت اور پیشال مثالی خلافت کا کیا کہنا۔ کیوں نہ ہو یہ امام المسنت قدس سرہ
کے جانشین و خلیفہ اعظم کی مثالی خلافت ہے۔ امام المسنت، علیہ الرحمہ کا یہ حرمِ داخلہ ط اور
اتباعِ شریعت مدیم الخلیفہ ہے، حضرت حجتہ الاسلام اسی امام جلیلی کے تحت جگر نور بصر ہیں، وہ

[illegible]

ان کے فضائل عظیمہ سے خود واقف تھے، حضرت زبیرؓ تمام درجہات مقبول و
 شرف، تفسیر و حدیث و فقہ و اصولی جملہ علوم و فنون حضور پر نور محمد و بن و ملت معظمہ
 قدس سرہ سے حاصل کیے، پڑھنے پڑھانے کے وقت کے علاوہ کتب و ریاض خیالی، توضیح
 کتب - ہدیہ آفرین - تفسیر مفی و صحیح بخاری وغیرہ جو وہ ہیں، دس کے وقت بعض سوالات خود
 حضور پر نور اعظم سے قدس سرہ کو ایسے پسند آتے کہ کمال اللہ الاعظم لکھ کر سوال اور اپنا جواب
 قلمبند فرما دیتے، حرمین طہیں میں بھی اعظم قدس سرہ کی ہم کلامی کا شرف حاصل رہا۔ مشائخ
 حرمین و طہیں سے محاللات عربی زبان میں فرماتے۔ اور دہلیہ سے منقولات مسائل و غیرہ جو
 کامیاب رہتے، تصدیقات حرمین و طہیں اور الدولہ الکلیہ میں بڑا مقبول تھا۔ وہ تمام خدمات دینی
 کو جو اعظم قدس سرہ کے واجبات حرمین شریفین میں سرانجام دیں، ان کو حضور نور نے توفیق
 سرا۔ مدینہ طیبہ کے حیدر عالم جناب مولانا عبدالقادر طلمی شامی سے جو محال تھا اس کا مقولہ
 میں خود تذکرہ فرمایا۔ کہ معظمہ میں شیخ العلامہ محمد سعید البصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا
 برزنجی کے عقد میں ہیں، شریک ہونے، اکثر علماء و مشائخ نے مسدیں عطا فرمائیں، حضرت مولانا
 خلیل خروڑی مدغم نے مسند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سیوطی سے انھیں صرف دو اسطر سے
 حاصل تھی۔ یہ تمام سادات حضرت کے پاس اب تک محفوظ ہیں، حضرت قدس کے تلامذہ حضرات کو
 خود اعظم قدس سرہ نے سہولت عطا فرمائی۔ دارالعلوم مہنت منظر اسلام بریلی کے درجہ
 اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور محدث المدین کی جگہ کام کیا۔ اعظم قدس ان تمام امور سے خود واقف تھے۔
 حضرت اعلیٰ جو اسلام کی علمی جلالت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے۔
 مگر اگرچہ چند واقعات اور عرض کرنا ہوں، حضرت مولانا ضیاء الدین حبیب علیؒ کی حاضرت آستانہ ہونے اور
 انھوں نے اپنے ایک رسالہ کی جو انھوں نے نظم عیب میں لکھی تھی حضرت قدس سے تھوڑا کچھ لکھنے کی گزارش
 کی حضرت نے اپنی سیرت پر روشنی ان کے سامنے عرض فرمائی کہ میں ایک سوچ بچار کے بعد فراموشی حضور پر نور
 کے زمانہ میں پر راز مہر لکھ چکے ہیں۔ رسالہ کہ الدولہ الکلیہ اور کمال الفقیہ العظیم جو اعظم قدس نے

نے حضرت اعظم قدس میں سوالات مشائخ و مین عجیبین پر تحریر فرمائے ان کی طاعت کے وقت حضور پر نور
 اعظم قدس سرہ سے حضرت قدس اعظم اسلام سے ارشاد فرمایا کہ یہاں ہونے کے لیے جگہ باقی ہے۔
 کوئی نہیں کہ معنوں جلد دینا ہے، اسی تہذیب اور انھوں نے جگہ جگہ عالی نہ رہے، حضرت قدس نے یہ سہولت
 حضور پر نور اعظم سے کے ارشاد کے موافق تہذیب لکھ کر سرگودھی جے حضور پر نور اعظم سے لے لیا اور
 سنا اعلیٰ فرمائی اور سارا رکھیں، ان کے اندراج کا اذن فرمایا۔ انھی رسالہ کمال الفقیہ العظیم کی تہذیب بھی حضرت
 قدس نے اپنی ابدیہ تحریر فرمائی اور دہلیہ حضور پر نور سے اس سے شرف قبول پایا۔ اور دہلیہ رسالہ ہونے۔ ان
 تہذیبوں کے فراہم خود اعظم سے اپنی زبان میں ترجمان سے فرمائے یہ تہذیبیں ادین کا ایک ہے مثل
 نمونہ۔ درحقیقت کا ایک سادہ اور شامک ہے، ان تہذیبوں کوئی میں بھی حضرت قدس کو کمال حاصل ہے، چیت
 مادہ کتب خانہ اس زمانہ میں حضرت قدس کے خصوصیات سے ہے، کثرت تاریخ کے ماوراء دست چھو وہ
 ماتہ و حضرت قدس نے چیت فرمائے اور جو میرے علم میں ہیں اس موقع پر پیش کرتا ہوں، سچو کتب بریلی
 جب بکریا ہوئی اور کتب تاریخ لکھنے بعض صاحب کا حضرت قدس سے فرمائی ہوئی توجہ حضرت قدس نے
 عربی میں جو نقطہ تاریخ فرمایا وہ حسب ذیل ہے۔ انما ابھو المساجد من + امن بالانہ والآخری

من بناہ نبی اللہ ﷺ و بیت درجہ الماریا۔ شکر اللہ معنی قیدہ و عمر حامد رضا شفیق رضا
 کتب لکھ کر بنا لیا کہ انھوں نے فتح آمونہ فاب بکل رضا۔ قلت مبعوث بلال علیٰ حبیبی اسرع الی نقوی
 حضرت قدس اعظم اسلام نے حضور پر نور اعظم کے دماں شریف پر جو تاریخیں فرمائیں وہ ان میں لکھا ہوا
 قرآن مجید انور ﷺ
 نور اللہ حضور ﷺ شیخ الاسلام والمسلمین - اماور لقا السنۃ الحاج احمد رضا رحمتاں
 اللہ اور نبوی القادری زکریا رحمتی اللہ علیہ رحمہ اللہ توت قبا فی کلاہم تھو قدری
 سلام شیخ اکل فی کل زمانہ دار رازی مستند دینہ سری : مولوی و مولوی قرآن زمانہ اوری
 الفرق حضور پر نور سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ کے نام علمی کا زمانہ است اعظم قدس سرہ سے تھوڑا کچھ لکھنے کی

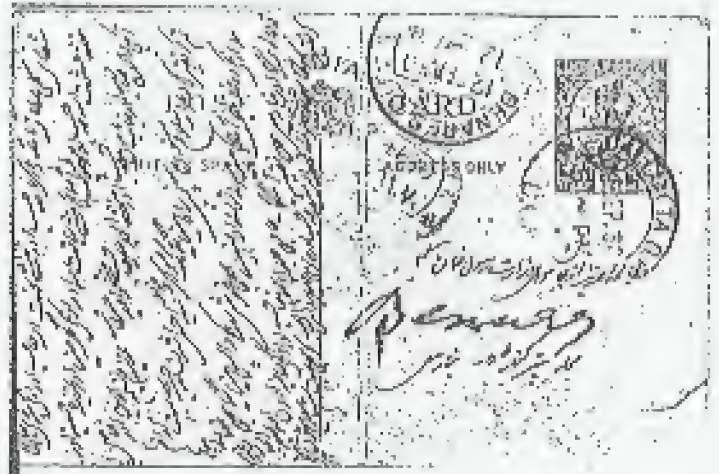
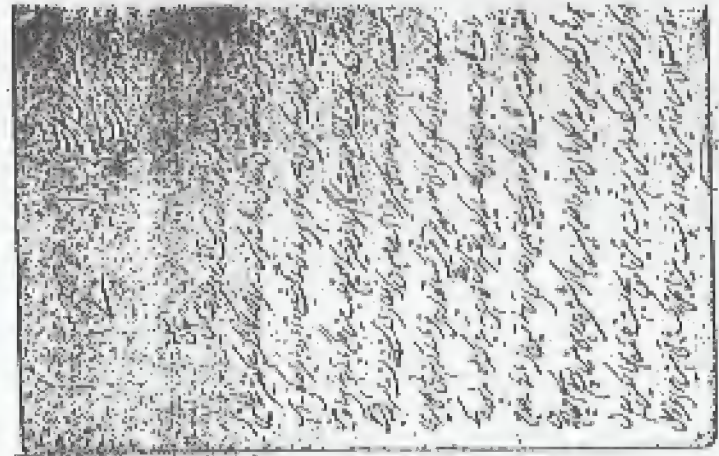
واصلی فی ذریعتی انی ثبتت الیک وانتم المسلمین والجنون لله رب العالمین وقد جیت فی امری
واجلاس احمد علی مسند اسلام فی لقم رجلا واکثر اخری علی من بان الامری ان ثبت اخری
فان احب سنة ابی بکر وعمر واستغنی بالله من سنة عمری وقصر فاستغنی ربی واستغنی
باسما صا دقین فی حبی فاشار الی ما تری لی اخر هذه الحجة وتايد ذلک برؤیا رأتها فی
هذه الشجرة انک لیرید فی الحجة فما هو الا ان شمر الله لذلک صدق ربی ورجل ان یکون فیہ اشتاء
رشد اخری وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه ثم علی رسولہ صلی الله تعالی علیه وسلم والنعویل
وقد کنت اجزت ولدی که اخر محمود بن العسکری بالمعروف سادسنا احسن سلمه الرحمن هل
طوارق الجنان ولوازع الشیطان وجلاء خیر خائف لسله الصالحین وبقعه مدقة عمر الحارث
الدین وکایة المسلمین والله ولی ذلک وخیر ما لک والمحمد لله رب العالمین فجمع السلاسل
والعلوم ولا تکرر ولا اشغال کالأوراد والاعمال وسألو ما وصلت الی اجازة من مشائی
الاجلاء ولیک الله والکان ذلک باحد شیخه ثور الکاء من سلافة الواصلین سیدنا
السید الشاه ابی الحسن احمد النوری میان صاحب الماکر فی قدس النور کالاتی انک لکن
علی الرحمن جلت علی محمدی ووارث السجادة القادر علی من بدی واجلس علی مسند
اسلامی وولیتہ امر وفاقا واسأل ربی وهو حسبی متضرعا الیه بهذا الحبيب الکریم علیه وعلى
أله افضل الصلاة والسلام ثم بعد الی الاکرام بنا جرت الذی الا عظم ان یرشد له لما یجب
ویرضاه ولیدد دعوتہ ومعناه وبعجله اخلاص لاله واخرته خیل من اولاد امین امین یا
جیبی لسا کلین امین والحمد لله رب العالمین وصلی الله تعالی وبرک وسلم علی هذا الحبيب
المرحم والشفیع المجتبی والله وحججه وابنه وحره صلوة تحلی العقد وتحلی الممدد وقهر الکرم
وترفع التوب وتشرع الصد وروید کراهی والحمد لله العزیز العفوی کان ذلک یوم عرسه
وسندای وکولای یرشدی وکثری وذرعی لیومی وندی سیدنا السید الشاه آل رسول
الاحمدی رضی الله تعالی عنه بالرحمن السرمی امین امین والحمد لله رب العالمین ما فی الحجة

العام یوم الخميس ۱۲۳۲ من هجرة الفس نفیس صلی الله تعالی علیه وسلم ذلک عنده تمقه
بقدر احد کلاب الدباب القادری عبد المصطفی احمد رضا المحمدي السخی الخفی القادر علی کما فی
عقل الله له ما جرى منه وما یأتی وحقق المله واصلم عنه امین امین والحمد لله رب العالمین
ترجمہ

ساری غویاں اذہر ذیل کیلئے جو اس کا دنیا گاہوں کی جتنی والا عبوری کا پرورش غم کا لاکر خواہ ہے۔
اگر جسے ہندو دوا کا ل پر ملا سب باروں سے لڑا دہا سے نیکوں کے دوست کر لیا، لڑش کے کہ وہ لاکر خواہ ہے
اگر ان کے آل صاحب اور ان کے صاحب لے لڑ کے گرو پر شمار لیا اور اسلئے دوا و ظور و غروب۔
بروز و سنت پختہ ہمارا رب تبارک تعالیٰ ہی لہذا ہے جسے سوساں لاکے اس پر شے کیلئے لیکن خاخری
سے تو پاک و جن لے پنے بند کو جسے مطلوب کیا اور علی سے سفر و ہزاروں پر جسے میں سب کو قاتے اور
باقی ہے تہا سے جسکی ذات عظمت اور بزرگی والا میں دیکھ رہا ہوں اپنے آفتاب عمر کو کہ غروب کی قریب بیجا اور اس
کوئی کا اعلان کر دیا۔ اور ہاں سے لے کافی ہے اللہ پر کرم نایب والا میں ہی سے مانگا ہوں اس کے حبیب کرم کا
وجہت کے اپنے سے لڑس کے برگزیدہ بندے حضور خورش اعظم کے صدر سے میں اللہ تعالیٰ اور اسلام مجھے عظمیٰ
حسی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان پر ہر قدر و قوی کے ساتھ روشن مشقت اور بہت دشواریاں دینا پر کے لے سکا ہوں اور
نور سے کہے ہاں جو ہے تو میرا کام بنا لیا ہے اور کثرت میں مجھے مسلمان ہوا اور میں سے لاجوریتہ ترشخص کے لائق
نہیں کہ اس پر وہ رب مجھے تو نبی ہے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کو جو تو نے مجھ کو یہ جہاں اب پر کے اور یہ کہ میں وہ جہاں
کام کروں جو مجھے پہنچا ہے اور میری فقیرت کی اصلاح فرما میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس حالت میں کہ میں
مسلمانوں میں سے ہوں اور ساری غویاں میں پروردگار عالم کیلئے مجھے اپنی جان فدا کر کے اپنے بزرگوں کی مسند پر
بٹھانے کا کام باقی رہا۔ میں میں میں رہتی کرتا رہا جان کر کہ اس پر کرم دیا وہ بہتر ہے کہ جو حقیقت میں حضرت
ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مشیت کو ہر کوئی سے بیا رہتا ہوں اور میں چاہا لگتا ہوں اللہ سے فیض
کسری کی روئے سے تو میں نے اپنے حبیب کریم سے استخارہ کیا اور اپنے بچے نفس کو اپنے مشورہ چاہا انہوں نے
مجھے اس طرح اشارہ کیا جو اس سے کہ اس میں کچھ نہ تھا اور کی تائید لے اس کو اپنے جہاں سے اس سے ہاں کی ہر سب

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰



مناظرہ اہلسنت کی خدمت میں مبارکبادی پیش کی گئی۔

(۷) محلہ کٹرہہ چاند خاں شہر گنہ بریلی میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور فاضل صاحب کی نظم تہنیت اُس میں پڑھی گئی۔ اور بھی متعدد اجلاس شہر میں مختلف محلوں میں منعقد ہوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ رضوی لودی سجادہ نشین استاذ عالیہ رضویہ ان ایام میں ضلع بدایون روٹن افریقہ سے مناظرہ میں اہلسنت کی فتح میں کی خبر فرحت اثر میں کہ حضرت مدعو نے مناظرہ اہلسنت کو سند و برزین مکتوب مبارکبادی تحریر فرمایا۔

۷۸۶

مولانا اکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ صدر جمعیت خدام الرضا بعد سلام سنون و ادعیه مخصوص شگون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارکباد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعدائے دین پر آپ کو مغرور و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہل باطل کا مژدہ کلا کرے۔ بریلی میں اس فتح میں کا سہرا آپ کے سر پہ آپ کی جماعت قائم کر دہ مجدد تعالیٰ بہت ہمید کار آمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہلسنت کیلئے اس کا وجود مورت برکات و حسنات و قوت اہلسنت و نکایت پرعت کا باعث ہو گیا تو تعالیٰ فقیر مناظرہ آستانہ ہونے پر خدا نے چاہا ترجمیت کے متعلق خاص توجہ کر لگانا والسلام۔

فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ۔ قاصد کی زبان سے معلوم ہوا کہ حضرت مدعو نے اس خوشخبری کو سنی کہ فرود آفرمایا۔ ذی ذی منظور راجی تحقیق بھلا منظور رہے گئی ذی منظور (یعنی منظور کا بھلا بھلا ہو گیا) بھی کہہ سکتے ہیں مدعو نے پر معلوم ہوا کہ یہی منظور کے فرار کی تاج ہے مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصلحہ رضا خاں صاحب قادیان لودی

فرمان حضرت عظیم البرکت حمید الامام اہل سنت الحاج
مولانا مولوی مفتی قاضی شام محمد رضا خان صاحب قاضی شری پور
بانی شریف

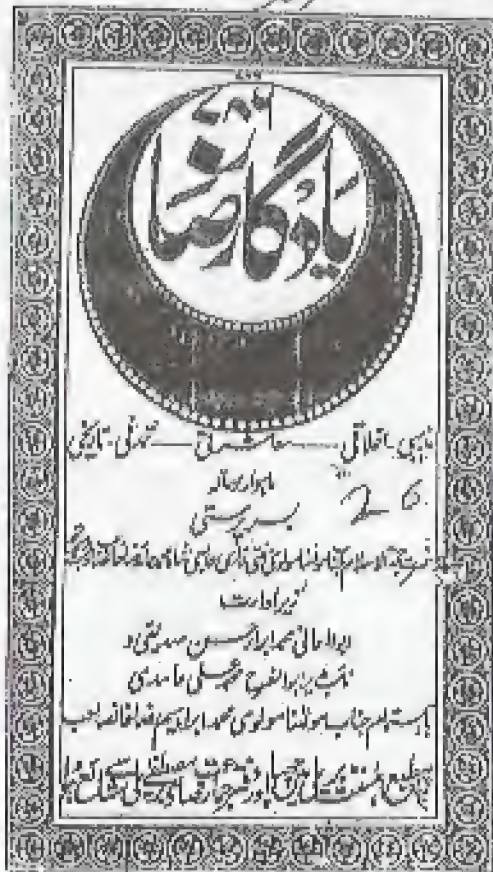
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - حَامِلًا وَمَقُولًا وَمَسْمُومًا

عَلَّمَ اللَّهُ عَلَّامُ الْغُيُوبِ بِكَوْنِ الْأَوَّلِ ذِي الْقَلَمِ
وَقَوْلِهِ عَلَى الْحَبِيبِ لَمْ يَسْتَدِ الْخَلْقُ خَيْرٌ مِنْكُمْ
وَعَلَى الْإِلَهِ وَأَهْلِيهِ وَعَلَى الشَّاكِرِينَ ذِي الْقَلَمِ
بِحَبْثِ هَذِهِ الْأَهْمِيَّةِ وَنُورِ سِرِّهِ
أَيْدِي الْأَهْلِيَّةِ بِرَأْسِ الْوَسْطِيِّ
حَامِلًا فَادْعُ لَهُ نَقْصًا وَرَدًّا
وَيُفَرِّقِ الْكَلْبَ مَا أَظْلَمَ الْبَصِيرُ

۱۳۔ مولانا مولوی مفتی قاضی شام محمد رضا خان صاحب قاضی شری پور
فرمان حضرت عظیم البرکت حمید الامام اہل سنت الحاج
مولانا مولوی مفتی قاضی شام محمد رضا خان صاحب قاضی شری پور
بانی شریف

حسبی من النجیحات ما بعد ذلک
یوم القیامہ فی رضا الرحمن
دین النبی محمد خیر الوری
ثم اعتقادی مذهب المنجانی
قال سیدنا الوالی الفیدس سلم الماحد

وعقیدہ فی وادادتی وحببتی
والشیخ عبد القادر الجیلانی
وآثارہ الشہادت ودرت فیہ
والشیخ بنی یقول عبد المصطفیٰ
احمد رضا خان صاحب قاضی شری پور
وآلہ سلمی وودودی والادتی
بانی الحسین احمد النورانی

[illegible]

(ا) پہلے (پہلے)

وَأَسْعِدُوا أَبَا الصَّبِي وَالصَّلَاةِ

یہ رسالہ علامہ سید احمد رزوی رحمان کی روح اللہ کے عربی سارا کا ترجمہ ہے اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے ترک پر مصلحت اور ناز و اجابت کی اہمیت قرآن و احادیث و اقوال کا ذکر و غلط سے بوجہ احسن بیان کی گئی ہے

تَرْغِيبُ الصَّلَاةِ وَالْجَمَاعَةِ

مترجمہ
جناب مولوی عبد العزیز صاحب نقی میرٹھی زید محمد
پسر علی حقیر اقدس حوزہ الامام مولانا مولوی محمد عارف رضا خان
صاحب دیوبند و انت برکات
پایہ تمام جناب مولانا مولوی محمد ابرہیم رضا خان صاحب
عامی ضوی خاص مطبع الخلفہ کتب سیدہ
مطبع انیسٹریٹ جماعت قریب آستانہ الیہ
بکریہ قریب بازار شانیہ ہوا

۱۸۵۵ء (وفاقیہ مبارک علیہ السلام) - قیمت پڑھ کر ۱۰۰۰



حسن انساب

بات مہینوں کی نہیں سالوں کی ہے۔ تقاضے پر تقاضا ہوتا رہا۔ وہ بھی
درستہ الرسول سے دعاؤں کے ساتھ۔ نہایت نرم شفقت بھرے لہجے
میں۔ کبھی پیر جو گوٹھ، کراچی اور لاہور سے تحریر فرمایا۔ "حضرت جتہ الاسلام کی
سوانح کی بڑی کمی ہے۔ یہ کام آپ ہی کر ڈالیں"۔ کبھی یوں ہمت افزائی
فرمائی۔ "اس کام کیلئے آپ نہایت موزوں ہیں۔" وقت کب کسی
کا ساتھ دیتا ہے! گذشتہ اچھا لگیا۔ میری مصروفیات کتنی ہی ہیں۔
آخر یہ گوشت پرست کا آدمی کب تک معذرت کرتا۔ اور وہ بھی کس سے! جس کا
مقصد زندگی ہی بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہر سال کی
حاضری ہے۔ آخر اس کی دعائیں کب تک نہ کام کریں! دل نے فیصلہ
کیا اور اس کا یہ فیصلہ بد وقت تھا۔ اچانک ایک دن ہاتھوں میں
خیمش ہوئی اور تسلیم "چل مرے خامہ بسم اللہ" لکھتا ہوا چل پڑا۔ یہ کچھ
وقت کیسے ہو گیا!

بات صرف عقیدت کی نہیں، حقیقت کی بھی ہے۔ کہ یہ سب کچھ
جسکی دعاؤں، تمناؤں اور غنائوں سے ہو رہا ہے، کیوں نہیں اسی غلام اللہ شیخ
الحديث والتفسير جامد راشد پیر جو گوٹھ خیر پور سندھ الحاج الزائر مولانا
تقدیس علی قت اور کی رضوی تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہ و مازون و عباد

لہ مولانا قدس علی خاں۔ بن سوار ولی خاں بن جیکم بادی علی بن بن علی بن ہارون خاں
مولانا رضا علی خاں جد امجد آقا احمد رضا خاں فاضل بیرونی قدس سرہ العزیز

سلسلہ عالمیہ قادریہ رضویہ حامدہ و فرزند نسبتی صاحب تذکرہ حضرت جتہ الاسلام
مولانا شاہ محمد حامد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سابق مہتمم جامعہ رضویہ منظر
اسلام بریلی شریف کے نام نامی اور سلسلہ گرامی سے اس تاریخی ترتیب
"حوال شاہ حامد رضا" کو معنون و مقسوب کردوں۔
ہر آدمی کے اندر وہ قسم زو افش و دیں
فدا کے خاک رہ ایں نگار خواہم کرو
"میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا"

محمد براہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی
نشتی رضوی اکاڈمی، پٹنیش

لے "حوال شاہ حامد رضا" سال ۱۳۰۷ء کا مادہ تاریخ ہے اور اس کتاب کا یہی وہ منقہ ہے
جسکو محمد علی دمری مولانا تقدس علی خاں نے ملاحظہ فرمایا اور رقم الخروف مرتب کو دعاؤں
سے نوازا۔

آہ وہ یادگار سلف امام احمد رضا آخری تلمیذ موزجب المرجب شمسہ کوکر اچھا ہیں
وصال فرما گیا۔ پیر جو گوٹھ سندھ میں تدفین ہوئی۔

سال وصال کا تاریخی مادہ "حضرت تقدس علی خاں پاک نہاد"۔ براہند ہوا۔
۱۳۰۸ھ

صدائے بازگشت

حضرت حجتہ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی اور خدا السلام فی دار السلام کے وصال ۷۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ ۲۳ مئی ۱۹۷۳ء کے بعد ہی عرس جہلم میں اکابر علماء غلغلیہ میں بدین خلفائے شہادت سے آپ کی سوانحی ضرورت کو محسوس کیا۔ اور اس سلسلہ میں تبادُلہ خیالات بھی ہوا۔ چنانچہ ۲۵ صفر مظفر ۱۳۹۲ھ کو غلغلیہ کے اجتماع میں "جمعیتہ حامدیہ" کے نام سے ایک انجمن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے مقاصد میں سوانح حیات تصانیف کی اشاعت، رسالۃ الخادم کا اجراء کا ذکر نمایاں تھا۔ جمعیتہ حامدیہ کے قیام اور اس کے مقاصد کے حصول میں حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی مازون و مجاز و فرزند نسبتی حضرت حجتہ الاسلام و حضرت مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی قلمبری مازون و مجاز حضرت حجتہ الاسلام خصوصی طور سرگرم عمل رہے۔

وقت گزرتا گیا اور بہت سے دوسرے مسائل سامنے آتے چلے گئے۔ علماء اور مشائخ کی سنی بار آور ہوئی، پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لاکھوں مسلمان ہجرت کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ وقت کے اس انقلاب میں لوگ خس و فاشت کی طرح بہہ گئے۔ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کی ترقی و بقا استحکام اور خانقاہی و تعلیمی ادب کا باقی رہنا ضروری تھا۔ غلغلیہ میں کچھ لوگ اس دنیا ہی سے رخصت ہو گئے اور کچھ لوگوں نے حالات کے پیش نظر پاکستان کو اپنا وطن بنالیا۔ اور جو لوگ بریلی شریف میں رہے خصوصاً حضور مفتی عظیم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہند عظیم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی

میاں تقدس سرسہم العزیز۔ وہ نے پیدا ہونے والے مسائل میں مصروف ہو گئے۔ ان تمام وقتی دشواریوں کے باوجود سوانح حامدی کی بازگشت وقتاً فوقتاً سننے میں آتی رہی۔ چنانچہ شاہ مانا میاں قادری رضوی ہیرو شاہ و صی احمد محدث پہلی جہتی نے اس ضرورت کا بڑے موقع انداز میں ذکر فرمایا۔

"حضرت حجتہ الاسلام کی علمی روحانی زندگی پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر چاہنے والوں میں کوئی قدم اٹھاتا تو بڑا کارنامہ ہوتا۔"

(سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مکتبہ کراچی منٹ)

اس کے علاوہ عرس حامدی بریلی میں تو یہ اعلان بار بار سننے میں آتا رہا۔ کچھ مضا میں بھی بعض رسائل میں سوانح حیات سے متعلق شائع ہوئے۔ مگر وہ سب نہایت مختصر اور ناقص تھے۔ اکابر اہلسنت کے بعد و گرنے رخصت ہو چکے تھے۔ مدامر "بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں" کی قطار میں صف آہ تھے۔ یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں حضرت حجتہ الاسلام تقدس سرسہ کے رویا ان سوانح ہی مقفول ہو جائیں۔

مولائے خالق نے غریقِ رحمت کرے حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی کو کہ اپنے اپنے اس حلقہ تجویش راقم الحروف خوشتر کہ حضرت حجتہ الاسلام کے سوانح کی تصنیف و ترتیب جیسی خدمت برتر کے لئے نہ صرف حکم فرمایا بلکہ ممکنہ معلومات بھی فراہم کیں۔ بار بار تقاضا فرماتے رہے۔ اور میں ان چندہ سالوں میں اپنی خانقاہی اور سنی رضوی سوسائٹی کی تعمیر، تعلیمی، اشاعتی کاموں کی مسلسل مصروفیات میں آخری قہ جزیرہ مارشس اور یورپ میں در بدر رہا۔ اور جو کام بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا وہ ہنوز معرض التوا میں پڑا رہا۔ تا آنکہ حضرت تقدس میاں صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر "اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے" اور وہ وقت آچکا تھا جو کام ابراہیم میں نہ ہو سکا وہ مہینوں میں ہو گیا۔ اور یہ

ایں دعا از بندہ آئیں از ملک پوزش از بغداد اجاز از ملک

تذکرہ جمیل کی روایاتی سندیں

راقم الحروف مرتب نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں، حضرت حمزہ الاسلامیؒ شاہ محمد حامد رضا خاں علامہ بریلوی کے جمال و کمال کا آفتاب نصف النہار پر دیکھا اور اپنے زمانہ میں حضرت کا کسی کو شریک و ہم نہیں پایا۔ شاخ میں آپ اپنی مثال نظر آتے۔ پھر یہ سخن اتفاق کہیے کہ جیسے سادہ بھی حامدی میسر آئے۔

میں انھیں ایام سے ان روایتوں کو جمع کرتا جو حضرت حمزہ الاسلامیؒ کی سوانح سے متعلق تھیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے میں نے براہ راست استفادہ کیا۔
① حضرت علامہ ضیہ رضا خاں خلیفہ و برادرزادہ امام احمد رضا کی خدمت میں کئی ماہ حاضر رہا۔ بہت سے واقعات براہ راست منہ سے آئے۔ نیز سوال و جواب کی صورت میں آپ کے ارشادات ٹیپ کیسٹ میں محفوظ کر لئے۔

② طالب علمی کے ابتدائی ایام میں حضرت حمزہ الاسلامیؒ کے خلفاء حضرت محدث بریلی شیخ الحدیث مولانا احسان علی صاحب صدیقی، حضرت ابوالمعانی مولانا مفتی ابراہیم صاحب صدیقی مدیر یادگار رضا بریلی، حضرت مولانا اسحاق قدس علی خاں غزنوی نقیبی حضرت حمزہ الاسلامیؒ و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، جامع معقول و منقول مولانا سردار ولی خاں غزو میاں صاحب۔ پھر چند دنوں بعد حضرت صاحب شجاردہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامد مولانا محمد رابعیم رضا خاں جیلانی میاں و صاحبزادہ حمزہ الاسلامیؒ مولانا محمد حماد رضا خاں نعمانی میاں صاحب کی صحبت و خدمت کا موقع ملتا رہا۔ ان مرحومین سے روایت و سماعت بہت کچھ حاصل کرتا رہا۔

③ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک سیدی و سیدی استاذی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد شکر دار احمد کے حضور زانوئے ادب طے کرنے کا لاکھ پور میں زین موقع میسر آیا۔

ساہوں میں کتب معقول و منقول کے علاوہ دورۂ حدیث شریف پڑھنے کا حضرت سے شرف حاصل رہا۔

یہ اظہار واقعہ ہے کہ حضرت استاذی کی مجلس تدریس اور صحبت و خدمت میں حضرت حمزہ الاسلامیؒ کا شخصی کمال اور علمی چاہ و جلال کا گوشہ مستور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا۔ اور آپ کی صورت و سیرت کے حسین خدوخال نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے۔

④ محدث اعظم پاکستان کے وصال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کے بعد میں سیلون اور مارشس میں مسلسل آٹھ سال تک دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ پھر یہ سخن اتفاق کہیے کہ ۱۹۷۲ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ایک بار پھر حضرت تقدس میاں صاحب کا پیکر تقدس سامنے آگیا۔ انہوں نے حضرت حمزہ الاسلامیؒ کا بچا کچھ نہایت مختصر سوانحی مرقعہ جو پاکستان لائے تھے، میرے حوالے کر دیا۔ اب میں ”قرۃ قابل بنام من دیوانہ زندہ“ کی تختی بغل میں رکھے اور اُدھر اُدھر خدمت دین میں پھرتا رہا کہ حضرت تقدس میاں گل سرسبز حامد رضویہ کا وصال (۱۴۰۸ھ) ہو گیا۔ اور سوانح حضرت حمزہ الاسلامیؒ ”تذکرہ جمیل“ کی ساری تدوین و ترتیب کی ذمہ داری مجھ تنہا پر عائد ہو گئی۔

⑤ مجھے اس سلسلہ میں بارہرہ تقدس اور بریلی شریف شہر حال کرنا پڑا۔ اور ایک بار پھر میں نے آقاؤں کے دروازے پر دستکدہی اور اپنے محبوب گرامی تقدس حضرت شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں بریلوی کو اس کار حامد رضا میں شریک بالرضا پایا۔
”تذکرہ جمیل“ کے یہ چند اوراق انھیں نفوس قدسیہ کے عطا یا ہیں۔ ہاں ان میں زبان و قلم کی کوئی لغزش یا بیان و روایت میں کوئی جھول نظر آئے تو اس کا ہر طرح ذمہ دار راقم الحروف مرتب ہو گا۔

اب میں اخیر میں خواجہ تاشان حامدی رضوی کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ ”تذکرہ جمیل“ حضرت حمزہ الاسلامیؒ مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی سوانح کا آغاز ہے

اور احباب و اصداق کے لئے اس عنوان پر ملائے عام ہے۔ ابھی حضرت کی سیرت کے بہت سے فقرے مدح و ثناء کی داستان ناممکن ہے۔ ہر حال راقم الحروف مرتب ان اوراق میں جتنا پیش کر سکا وہ اس کا حصہ تھا۔ اور مزید جو پیش کرے گا وہ اس کا حصہ ہوگا۔

بنے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوبی یار کا جواب کہاں

بریلی کہاں ہے؟

حضرت جلال الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اور ان کے آبا و اجداد کا وطن بریلی ہے۔

بریلی سہارن کے صوبہ اتر پردیش (برہمنی) کا ایک قریب اور مشہور شہر ہے۔ اُسے پانس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی شان و شوکت اور شعائر مسلک اہل سنت و جماعت اس کے در و دیوار سے نمایاں ہیں۔

بریلی بہت بڑا جکشن اسٹیشن ہے جو بڑی ریلوے لائن پر امرتسر سے براستہ سہارن پور کلکتہ جانے والی لائن پر واقع ہے۔ نجیب آباد، مراد آباد، رامپور، بریلی سے پہلے مشہور شہر اور بڑے اسٹیشن ہیں۔ اسی لائن پر بریلی سے آگے شاہجہاں پور، ہر دوی، سندیل، بیج آباد لکھنؤ آتے ہیں۔ اس کے بعد گاڑی فیض آباد اور بنارس ہوتی ہوئی کلکتہ چلی جاتی ہے۔

بریلی سے علیگڑھ، آگرہ، آزلہ، بدایوں اور مازہرہ جانے والی گاڑیاں ملتی ہیں۔ اس زمانہ میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، صحابہ کی عظمت، اہلبیت نبوت کی قدر و منزلت، احمد کرام اور مشائخ عظام کی نسبت کا دم بھرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں وہ بریلی کی کہلاتے ہیں۔

اُتر پردیش

بریلی



سراپائے کمال

بندوبالامت

بالائے سرش زہوش مندی و ملی تافت ستائے بندی

کشادہ پیشانی

سید اہرقی وجوہ ہمدردی اثر التجدد کا مصداق

رنگت

سرخ و سفید طاقت آفریں بازب نظر اور دلنشین

چہرہ

ایسا حسین اور لورانی کر بڑے سے بڑے مجمع میں نمایاں، دہر بھی معلوم ہو جائے

کہ وہ تو شریفیہ فرما میں بڑے مولانا

خدا و خال

ایسے وجہ اور وسیع کہ ہزاروں میں ممتاز

حسن و جمال

ایسا وہ کہ جس مغل میں جوتے جان مغل جوتے آئے

”زفری تا بقدم ہر کی بکری انگرم، کرشمہ دامن دل می کشد کجا اینجاست“ کا علم ہوتا

مناست و سنجیدگی کا پیکر، لطف و کرم کا مجتہد، اخلاق حسنہ کا نمونہ، بہرہ شکر اور رضا سے الٹی کا مریخ،

اجداد و کرام کی طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق، کڑی سے کڑی آزمائش میں شکر

ابنی برب، ہنر و دسترس دور، نہایت دلیر، جبری اور غیور

”لاؤں کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہیں جیسے“

حیاتِ عالمی قدرِ حجۃ الاسلام

ایک نظر میں

- ولادت (ہریلی شریف) ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۵ء
- مرشد المرشد سید آل رسول مادرہوی کا وصال ۱۸۹۶ء تا ۱۸۹۹ء
- ہداجہ (مولانا علی علی خان) کا وصال ۱۸۸۰ء تا ۱۸۹۷ء
- تعلیم و تربیت کا آغاز ۱۸۸۳ء تا ۱۹۰۰ء
- ناما صاحب شیخ محمد فضل حسین کارپو میں وصال ۱۸۸۵ء تا ۱۹۰۸ء
- مولانا حسین صاحب خان صاحب چاند بھائی کی ولادت ۱۸۹۲ء تا ۱۹۰۱ء
- برادر اصغر مفتی عظیم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان کی ولادت و رحلت (۱۸۹۰ء تا ۱۸۹۲ء)
- تکمیل و فراغت ۱۸۹۲ء تا ۱۹۰۱ء
- مندانہ کی ذمہ داری ۱۸۹۵ء تا ۱۹۱۲ء
- اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت ۱۸۹۶ء تا ۱۹۱۳ء
- امام احمد رضا کی تصنیفات پر تصدیقات کا آغاز ۱۸۹۸ء تا ۱۹۱۵ء
- القائم الزبانی رد قادیانی پر پہلی تصنیف ۱۸۹۸ء تا ۱۹۱۵ء
- جلسہ دربار حق و ہدایت عظیم بادشاہ سنی میں شرکت ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۸ء
- امام احمد رضا کی نیابت میں پوکھریہ ضلع مظفر پور ہجرت کا پہلا سفر ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۸ء
- حج و زیارت ۱۹۰۵ء تا ۱۹۲۲ء
- رہی قبل زوال کے عہد حجاز پر امام احمد رضا کی موجودگی میں مولانا سید انیس کی مصافحہ
- محافظہ کتبہ میں سے مکہ میں گفتگو ۱۹۰۵ء تا ۱۹۲۳ء

- مولانا سردار احمد کی آپ کی خدمت میں پہلی لاپرواہی میں ماضی ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۳ء
- نجدیوں کی خدمت کے جلسے کی بریلی میں صدارت ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۳ء
- فرنگی محل لکھنؤ میں نزول ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۳ء
- شاہزادہ اکبر جیلانی میاں کی دستار فضیلت اور نیابت خلافت کا اعلان ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۳ء
- خانقاہ قادریہ رضویہ نور پور بریلی شریف کی تاریخ بنیاد خانقاہ قادریہ مبارکہ ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۵ء
- جیلانی میاں (صاحبزادہ اکبر) کی شادی خانہ آباد کی ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۷ء
- مجاہد مولانا حبیب الرحمن کو دعوت گزشتہ میں کامیابی سے اس سلسلہ کی اجازت و خلافت ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء
- حجے پور اور میرٹھ کا سفر ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء
- آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء
- ڈاکٹر اقبال سے لاہور میں ملاقات ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء
- دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں تشریف آوری ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء
- مولانا ایمان رضا خان نبیرہ اکبر کی ولادت (رحلت ۱۹۰۵ء تا ۱۹۳۵ء)
- یوم مسجد شہید گنج کے جلسہ و جلسہ لاہور میں شرکت ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء
- لاہور میں مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے چھپ سیم میں شرکت ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء
- فحاشی میاں صاحبزادہ صفی شاہ کی شادی خانہ آباد کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۷ء
- خانقاہ عالیہ قادریہ نور پور رضویہ کی تعمیر کا آغاز ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۷ء
- نبیرہ اکبر رضائی میاں کو مافول و حجاز فرمایا ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۷ء
- اور پور بارواں کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- خلافت کا آغاز ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- دن پورہ بنارس کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- جودپور کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- وصال پڑ لال (انامہ و نانا لیلہ و اجوت) ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد میں حضرت عظیم ہند کی تعزیتی قرارداد ۱۹۳۹ء تا ۱۹۳۷ء
- مولانا شاہ عبدالسلام حبیبی و رفیق سنی کا وصال (ولادت ۱۸۶۹ء تا ۱۹۳۷ء)
- مولانا الحاج تقی علی خان (فرزند شہتی و سابق مہتمم منظر اسلام) کا وصال ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۷ء
- (ولادت ۱۸۶۷ء تا ۱۹۳۷ء)

- ۱۔ دولت الکیہ کی تبیض و تمہید ————— ۱۳۲۳-۱۳۲۴ھ ۱۹۰۵-۱۹۰۶ء
- ۲۔ کفل الفقیر الفاعل کی تمہید ————— ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء
- ۳۔ الاجازات المتبہ کی تمہید ————— ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء
- شیخ عبدالقادر طرابلسی مدرس کرام احمد رضا کی موجودگی میں لاہور آیا ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۶ء
- شاہ ابو الحسن احمد نوری (پیر و مرشد) کا وصال (ولادت ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء) ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء
- مولانا محمد ابراہیم صاحب جیلانی میاں (ابا جزائری) کی گذشت (رحلت ۱۲۸۵ھ ۱۶۹۵ء) ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۶ء
- استاذ من حصر سن بریلوی (مترجم) کا وصال (ولادت ۱۲۴۴ھ ۱۸۵۸ء) ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- دارالعلوم نظر اسلام کا اہتمام و انصرام ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- سندہ جانشینی ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- مولانا صاحب خان نعمانی میاں (صاحب زادہ و مرشد) کا گذشت (رحلت ۱۲۷۵ھ ۱۶۹۵ء) ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء
- مولانا موسیٰ احمد محدث سورتی کی نماز جنازہ میں امامت (ولادت ۱۲۵۶ھ ۱۶۷۶ء) ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء
- جمیر قدس کی حاضری ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- عید گاہ کلاں جیلپور میں خطاب عام ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- منفی برائے الحق کے جلسہ و تلافی غیبت میں شرکت ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء
- جلسہ جمعیت العلماء میں ابوالکلام آزاد سے توبہ کا مطالبہ ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- تحریک خلافت کے زمانے میں عید گاہ بریلی میں نماز عید کی امامت ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور نماز جنازہ کی امامت ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- خود خلافت اور جانشینی کی تقریب ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورود مسعود ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- تحریک شدھی کی پوری پوری مخالفت ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- مذہب تہلیل متقابلہ آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء
- حزب تحریک لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء

تاریخی پس منظر

مغلیہ سلطنت کا آفتاب اپنے نقطہ خروج نصف النہار سے گذر کر مائل باخطاطا تھا۔ اور گزیر کا انتقال ۱۶۰۷ء/۱۱۱۹ھ میں ہوا۔ اور ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء تک صرف باو سال کی مدت میں اور گزیر کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت شاہی پر بیٹھیں ہوئے اور گزیر کے مستعبدی پر انہیں یہ وقت تمام صرف چند سال سانس لینے کی مہلت ملی۔

ابھی گزیرش ایام اپنا نظارہ دکھائی رہی تھی کہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء میں گزیر کا دور شروع ہوا۔ یہ دور اگر چہ آنے والے انقلاب کو تو نہ روک سکا، مگر جاتے جاتے اپنے گرد ایسے شہیت و طریت کے آفتاب روشن کر گیا، کہ آج سیکڑوں سال بعد بھی ہندو پاک کے مدارس و خانقاہیں اس کے پر تو سے درخشاں ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حقیقت نگار قلم اس عہد کا مرقع بریں پیش کرتا کہ ”در عہد محمد شاہ بادشاہ بہت دود بزرگ صاحب ارشاد از ہر خانوادہ در دہلی بودند۔ و این چنین اتفاق کم نمی شود“

(مقررات شاہ عبدالعزیز دہلوی)

محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں بائیس بزرگ صاحب ارشاد ہر سلسلہ اور طریقہ کے دہلی میں تھے اور ایسا اتفاق کم ہوتا ہے۔ اس بزرگ و چند پاک میں صاحب سماع کے مورث اعلیٰ کی داستان کی ابتدا بھی اسی عہد سے ہوتی ہے۔

۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کا عہد دہلی پر چند داستان کی تاریخ کی پرکھا کرب انگیز اور خونچکاں داستان ہے۔ مگر یہ دور بھی محمد شاہی دور تھا اور محمد شاہ اپنی عشرت کو شیوں کی وجہ سے زگیلا کہلاتا تھا، مگر حیرت نہ کیجئے کہ اس دور کا دہلی

نہ صرف صاحبانِ دین و دہل سے آباد تھا، بلکہ قدم قدم پر وہاں معلوم و معارف کے دروازے متلاشیانِ راجہ کے کئے کئے ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح نادر شاہی فوج جس میں تھیں، صرف شکن پٹانوں کی گوار میں خون آشامیوں کے لئے بنیام تھیں۔ اسی قافلہ میں قبیلہ بڑا کچھ قندھار افغان نامدار کا ایک سردار نادرہ روزگار و فرد بادشاہ محمد سعید اللہ بھی تھا۔ لاہور (داتا گنگ) میں وارد ہوا۔ شاہ و پٹی نے انھیں (تھیں) لٹا دیا، لاہور کا کشیش محل ان کی جاگیر قرار پایا۔ معزز عہدے ان کے قدم چرتے رہے۔ وہی آئے تو منصب شش ہزاری پر انھیں فائز کیا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ نے شجاعت جنگ کا خطاب دیکر ان کی عسکری صلاحیتوں کا برلا اعتراف کیا اور ریاست راہپور میں بہت سے مواضعات جاگیر میں عطا فرمائے۔

یہی شجاعت جنگ سعادت نشان محمد سعید اللہ خاں صاحب "مذکرہ جمیل" جزۃ الاسلام مولانا شاہ محمد عابد رضا خاں کے مورث اعلیٰ تھے۔

انھیں سعید اللہ خاں کا برحق جانشین نامور صاحبزادہ سعادت یار خاں محمد شاہ و پٹی کی وزارت میں وزیر مال مقرر ہوا۔ اس طرح بادشاہ نے اس خاندان کی عسکری صلاحیتوں کے ساتھ مالی تدبیر کا بھی اقرار کر لیا۔ اور آئندہ قدر دانی وزیر مال سعادت یار خاں کو منسلک برائوں کے کچھ گاؤں جاگیر میں عطا فرمائے۔ اب تک ان کی نسل ان مواضعات معافی سے ہر اندوز ہو رہی ہے۔

تاریخ کے اوراق میں جہاں اور نگریب کے درخشاں دور کے بعد سلاطین مغلیہ کی بے اقتداریوں و عباسیوں و فضول نرجیوں اور اقتصادی تباہیوں کا ذکر ہے، تماشا ملتا ہے، وہاں ایک ابھرتی ہوئی عسکری صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے والا مال تدبیر بھی زیب عنوان نظر آتا ہے۔ تحلیل احمد نظامی نے صحیح لکھا ہے۔

"سترہویں صدی میں افغانوں کے کچھ جتنے ہندوستان

لے مولانا ظفر الدین بھاری، "صیانتِ عظمت" ص ۱۳

اگر مختلف مقامات پر بس گئے۔ بریلی شاہ جہاں پور، فرخ آباد میں خاص طور سے ان کی نوآبادیات قائم ہو گئیں۔ فرخ آباد کے افغانوں نے محمد خان بنگش لے کی قیادت میں بڑا عروج حاصل کیا۔ بریلی کے افغان تباہل روہیلکھ کے نام سے مشہور ہوئے اور انھوں نے اتنی تیز چھی اپنی تعلیم کی کہ اسٹار ہوئی صدی کی سیاسی دنیا میں اپنے لئے خاص جگہ پیدا کر لی۔ (تاریخ شاہجہانپور ص ۲۲۵)

یہ واقعہ ہے کہ اسٹار ہوئی صدی کے ہندوستان میں اگر مسلموں کا کوئی طبقہ لے یہ وہ نیک دل نواب ہے جس نے حضرت شاہ برکت اللہ صاحب (صاحب سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے مزار مبارک شریف ضلع میٹھی میں ایک عالی شان موصوفہ ۴۴۰۰۰ میں تعمیر کرایا۔

(محمد میاں، خاندان برکات ص ۱۲ ص ۱۳)

حضرت سلطان العارفین شاہ برکت اللہ (۱۰۰۰ھ/۱۶۰۰ء تا ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء) جن کی خدمت میں شاہانِ دینی نیار نامے سمیٹا کرتے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ نے حضرت کی خانقاہ کے خراج کے واسطے تحصیل کا سبھی برہمن ہندوستان کے دو گاؤں ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء میں مقرر کئے حضرت اور حضرت کے خلفاء کا شجرہ کمال چاروں طرف پہنچا بہت امرا و سلاطین بیعت میں داخل ہوئے حضرت کے خلفاء میں شاہ روح اللہ آفریائے نواب خیر اللہ شیش خان عالمگیری نے سرکارِ دو عالم میں ائمہ علیہ وسلم کا موصوفہ مبارک نواب صاحب کے متروک کے حضرت کو لاکر دیا تھا۔

(محمد میاں، خاندان برکات ص ۱۰، ۱۱)

۱۱۴۲ھ تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد و مول محمد میاں بھٹائی کی ولادت ۱۱۴۲ھ گج سیتا پور میں ۲۳ رمضان ۱۱۴۲ھ کو ہوئی۔ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی آپ کے مرید پائے جاتے ہیں۔ آپ کی رحلت ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۷ھ کو ہوئی جی سرکار مبارک شریف میں آپ کا مزار پاک ہے۔

عہد نواب خیر اللہ شیش خاں نے دارا شکوہ پیر اور نگریب عالمگیری اور آخریں شاہ عالم بہادر کا زمانہ دیکھا اور اسی دور میں شش ہزاری کے منصب پر فائز ہوئے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں عید کے دن وصال فرمایا۔ ان کی تاریخ وفات ہے "نواب نماز عید و رحلت کر د"

(مولانا محمد عارف اللہ قادری اذکارِ حلیہ مضامین ۸-۹)

(بانی حاشیہ صفحہ آئندہ)

عیش و عشرت کی زندگی سے محفوظ تھا تو صرف بریلی کے افغان قبائل روہیلے تھے۔ اور ان کا سہ ماہی روہیلہ گنڈ بریلی تھا۔ چنانچہ قدرت کو یہی منظور تھا اور مشیت ایزدی کا فیصلہ خوب تھا کہ بریلی نہ صرف روہیلہ گنڈ اور روہیلہ قوم کا مرکز قرار پائے، بلکہ رہتی دنیا تک علم و فضل اور حق و ہدایت کا آستانہ بھی رہے۔ چنانچہ سلطنت دہلی نے جب بریلی روہیلہ گنڈ کی ہم سر کرنے کا ارادہ کیا تو اس عظیم الشان کام کیلئے قرۃ خاں جناب سعادت یار خاں کے نام نکلا۔

اس معرکہ میں آپ کی جبلی شجاعت اور جنگی مہارت کے بھرپور خوب خوب

(صفحہ شش کا باقی حاشیہ)

صحت موئے مبارک کی سند سے متعلق یہ واقعہ بڑا ایمان افروز ہے۔ لڑب لڑا موصوف کا معمول تھا کہ وہ سوتے وقت بارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات زیارت سے مشرف ہوئے جس میں یہ بشارت دی گئی کہ ایک درویش تم کو تبرکات میرا موئے مبارک دے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد اسی شکل و صورت کا ایک درویش نواب صاحب موصوف سے ملا۔ اور اس نے بتایا کہ میں روم میں تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرا موئے مبارک نواب صاحب کو پہنچا دو۔

نواب صاحب نے درویش کو بیٹھا یا اور خود اندر جا کر نذر پیش کرنے کے لئے دروازہ پرے جھرا ہوا پشت باہر لائے۔ درویش غائب ہو چکا تھا۔ پیادہ و سوار ہر طرف دوڑائے مگر درویش کا پستہ نہ چل سکا۔ اسی غلطی سے تبرک کی زیارت آج بھی اہل درویش میں سال میں دو بار عرس کے موقع پر ہوتی ہے۔

مگر وہ افغانستان میں کوہستان کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جس کے شمال میں کوہ کا شرف جنوب میں جھکرا اور بلوچستان مشرق میں کشمیر اور مغرب میں دہلی کے ہند ہے جو تہمداد کے قریب بہتا ہے۔ افغانوں کی وجہ تہمت جو غور و غریبی سے متعلق ہو کر اس کوہستان کی علاقہ میں آباد ہوئی، اسی نسبت سے روہیلہ کہلانے لگی (سید الطاف علی بریلوی ملک حیات و فاضلت خاں ص ۴۱)

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا وہ علاقہ جو بریلی، پہلی سمیت، مراد آباد، منہیل، رامپور، بدایوں، غنیم آباد، شاہ جہاں پور وغیرہ پر مشتمل ہے جس کو کثیر کہا جاتا تھا۔ مگر پٹنوں نے اسے اپنے اصلی وطن روہیلہ شادابی و غیری کی وجہ سے روہیلہ گنڈ قرار دیا اور اس علاقہ میں افغان قوم روہیلہ کہلائی۔ (شاہ نامیاں، سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۹۳)

چکے۔ مستح بریلی کا سہرا انیس کے سرور۔ اور فرمان شاہی آیا کہ بریلی کو صوبہ بنا دیا جائے اور سعادت یار خاں کو بریلی کا صوبہ دار۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ ہاں ان کے نامور صاحبزادگان اعظم خاں، اعظم خاں، کریم خاں نے نہ صرف یہ کہ اپنی موروثی عزت و عظمت اور منصب شرافت کو بجا رکھا، بلکہ اعظم خاں نے تو منصب وزارت سے سبکدوش ہو کر زہد و ریاضت کی وادی میں اپنا قدم رکھا۔ اور ملک چمڑ کر ملک الملک کو اپنانے کی اور ان کی اور معنائی مثال ایک بار پھر پیش کر دی اور حکومت کی کرسی سے الگ ہو کر محلہ معماران بریلی کے گوشہ قبرستان کو اپنا مسکن بنا لیا۔

آج یہ مقام انیس کی نسبت سے شہزادہ کاٹکیہ کہلاتا ہے۔ جہاں آپ کا فرار زیارت کا یہ خاص وعام ہے۔ اس طرح شرفائے افغان کی یہ نسل تہجد سے لاہور دہلی ہوتی ہوئی بریلی پہنچی۔

حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار (سٹی مجسٹریٹ)

سعادت یار خاں کا نامور پوتا اور واصل باللہ جناب اعظم خاں کا قابل قدر بیٹا اپنے خاندانی جاہ و حشم کا وارث قرار پایا۔ شہر بدایوں کا نظم و نسق آپ کے ہاتھ میں تھا دو سو سواروں کی بنالین آپ کی باڑی گاڑ تھی۔ آٹھ گاؤں جن پر کوئی ٹیکس نہ تھا آپ کی جاگیر میں تھے۔

وقت کی بغض پر آپ کا ہاتھ تھا اور نوشتہ تقدیر پر آپ کی نظر تھی۔ یہ روہیلہ سرور دہلی اور کلکتہ کی حکومتی سٹیج کو پانے کی سعی کرتا رہا۔ اس طرح کلکتہ میں گزریا تعمیرات اور تصرفات کا سلسلہ بند نہ ہو گیا اور ہندوستان کی مکمل حکومتی اور جنگ آزادی کے حادثہ ۱۸۵۷ء تک کے لئے نکل گیا۔

حافظ صاحب موصوف بایں مہر و فیاض نے اپنے عظیم المرتبت والد دینی برحق کی خدمت میں ہر جمعرات کو سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ کہ ایک بار موسم سرما میں دیکھا والد بزرگ خلوت خانہ گورستان میں ایک الاؤ لگا کے یا دھن میں مشغول ہیں۔ اور جسم پر موسم سرما سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں۔ صاحبزادہ کو احساس ہوا اور اپنا قیمتی دو شالہ حضرت کو اودھوا دیا۔

اللہ اللہ! جو نفس قدسی لباس سر تقویٰ سے مزین ہو، جس نے فلولق سے منہ موڑ کر اپنا رشتہ خالق سے جوڑ لیا ہو، اس پر کسی قیمتی دوست لک کا کیا اثر اور اُسے گرمی و سردی کی کیا خبر۔ اپنے بڑی بے نیازی سے شال کو اتار کر بھر کئی آگ میں ڈال دیا حافظ کاظم علی خاں اپنے والد گرامی قدر کی شان کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر سبے تھے۔ انھیں یہ خیال آیا اور یہ خیال فطری تھا کہ یہ دو شالہ کسی اور کو دیدیا جاتا تو کام آجاتا۔ حافظ صاحب کا یہ خیال ابھی پردہ و مانع میں تھا کہ کرم و خدا دوست حضرت ملا اعظم خاں کی زبان حق ترجمان نے یہ کہہ کر ”کاظم! فقیر کے یہاں دھکر کچک کا مدعا نہیں ہے“ ظاہر کر دیا اور بھر کئی ہوئی آگ سے دو شالہ نکال کر اپنے صاحبزادے کو واپس کر دیا۔ دیکھا گیا تو دو شالہ آگ سے محفوظ صاف بے داغ برآمد ہوا۔

آج بھی ہو جو براہیم سایہاں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا



قدوة الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں

مثلیہ دور آخر کی شب و بچہ میں سپیدہ صبح کی طرح حافظ کاظم علی خاں کے بیٹے رضا علی خاں ۱۳۴۳ھ/۱۸۰۹ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ اس خاندان کے پہلے شخص ہیں جو علم دین کی دولت لائے۔ سب سے پہلے مسند افتاء کو زینت بخشی اور انھیں کی ذات سے اس خاندان میں قنوار کے بجائے قلم کا دور شروع ہوا۔ آپ اپنے حیدر مجدد اور والد ماجد کے خلف الصدق قرار پائے۔ اسلاف کا جاد و شمع، علم و فضل، زہد و تقویٰ آپ کی ذات سے نمایاں اور پیشانی سے تاباں تھا۔ سبب رحمت پر عمل اور اس میں پہل آپ کا مزاج تھا۔ رضائے الہی ہمیشہ آپ کی رضا ہی۔ آپ کا نام آم با ستمی تھا۔ آپ کی ذات الحب فی اللہ والبنی فی اللہ کا پیکر تھی۔ آپ نے صرف ۳۳ سال کی عمر میں ۴۴۰۰۰ ٹک راجستان میں مولانا خلیل الرحمن سے علوم و فنون حاصل کر کے شہرہ آفاق ہو گئے۔ خصوصاً تصوف میں اپنی نظیر آپ تھے۔ تقریر بڑی پُر تاثیر فرماتے آپ کا کلام ”گفتہ او گفتہ اللہ بود“ کا شاہکار ہوتا۔

ایک بازار سی ہند و عورت نے ہولی کے دنوں میں اپنے بالا خانے سے آپ کے اوپر رنگ چھڑوایا۔ ایک مسلمان نے اس کی اس حرکت پر تشدد کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے، خدا اُسے رنگ دے گا۔ اور یہ جملہ زبان حق ترجمان سے نکلا اور اوہ وہ بازار سی عورت قدموں پہ آ پڑی اور مسلمان ہو گئی۔

اے مولانا حسنین رضا خاں، سیرت الخلفہ ص ۴۱
اے مولانا خلیل الرحمن ولد علامہ عرفان رام پور میں پیدا ہوئے۔ میرزا خاں دکنی ٹک کے آخر زمانے میں ٹک گئے۔ پھر بعد میں جاورہ تشریف لے گئے وہیں انتقال فرمایا۔
اے مولانا خضر الدین بہاری، حیات علیہ ص ۲۰۰ جلد اول ص ۴۰

ہندوستان میں جب برطانوی اقتدار سیلاب بلا کی طرح ہر طرف بڑھ رہا تھا تو لوگوں کو خرید و خرید کر غلام بنایا جا رہا تھا، دنیا وار حکام، جاہ طلب امرا، مصلحت پسندین ابن الوقت علماء اگر یزیدوں سے سودا بازی میں مصروف تھے، وعظ و نصیحت کا سارا زور انھیں یزیدوں کی وفاداری پر تھا۔ اس معرکہ کرب و بلا میں علامہ اعلیٰ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی ۱۲۱۳ھ/۱۸۷۷ء/۱۸۷۸ء/۱۸۷۹ء مولانا سید کفایت علی مراد آبادی شہداء رمضان ۱۲۷۷ھ/۱۸۵۸ء سید عبد الجلیل علی گندھی شمس ۱۳۷۷ھ/۱۸۵۸ء مولانا امام بخش مہربانی، حقی منظر کریم دریا آبادی ۱۳۹۰ھ/۱۸۷۳ء وغیرہم فریادِ احتیاج حق و باطل باطل انعام دے رہے تھے۔

برطانوی اقتدار کی لاپاکی نظریں بریلی پر تھیں۔ جنرل ٹھٹن اور اس کے ولیف خوار حریت پسندوں کو ختم کرنے میں مصروف تھے۔ بریلی کا مورچہ جنرل بیدار بخت کے ہاتھ تھا۔ مجاہد کبیر مولانا رضا علی خاں بنفس نفیس اپنے علاوہ اور مریدین کے ساتھ فریقہ جہاد اکر رہے تھے۔ فرنگی افواج کو گنگ و خون کا دریا عبور کرنا پڑ رہا تھا آپ کا استاد مجاہدین کی پناہ گاہ تھا۔ اور آپ کا گھر گھوڑوں کا اسٹبل اور حریت پسندوں کا سنگرم خانہ تھا۔

لے جوالہ کے لئے لائحہ پڑھیات عبید، مزارِ حیرت دہلی، مطبوعہ دارالافتاء دہلی ص ۲۹۶

لے اردو کے مشہور دانشور و پروفیسر مولانا عبد الباقی نے اپنے حقیقی دادا مفتی مظہر کریم دریا آبادی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ "ان پر مقدمہ اس کا چلا کہ ان کے شہر شاہجہاں پور میں بالیوں کی کمیٹی انہیں کے مکان پر ہوتی تھی۔" ۹۔ مہربانی کی مزار عبور دیا کے شور کی سنسادی گئی کہ اسے پانی جزیروہ انڈمان سے مشفقہ علی اور خوشن جلیبی کی بنا پر سات ہی سال میں عدت امیری ختم کر کے ۱۸۹۵ء وطن واپسی ہوئی۔ حقائق میں ہم مسلکی علماء کے بالیوں کی سچے مراسلت بھی ان حضرت سے سہا کرتی تھی اور ہم فی تحقیق انور و التعمیم کے عنوان سے ایک کتاب اپنے عزیز قریب کے نام سے فضل میلادار اس قیام قیلم کی حمایت و جزائیں چھپوائی۔ ایک کتاب کا ستورہ بھی مناقب کوثریہ کے نام سے پرنے کا خدات میں ملا۔ مفتی آپ جیتی ص ۲۸-۲۹

لے اہل سنت ترجمان اہل سنت، کراچی ۱۹۷۵ء جنگ آزادی نمبر ۱۸۵

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اپنے عروج پر تھی۔ برطانوی ہوس ملک گیری کی طرار بے نیام تھی۔ حریت پسندوں کی تلاش اور ان کی گردن زوئی دستور عام تھا۔ سچا و مولانا رضا علی خاں مجاہد کبیر کو کیسے معاف کر سکتے تھے۔ چنانچہ برطانوی سپاہی حضرت کی تلاش میں ماسے مارے پھر رہے تھے۔ مکان کا گوشہ گوشہ چھان مارا یہاں تک کہ وہ حضرت کی اعلیٰ والی مسجد خلیفہ میں گھس پڑے، جہاں حضرت مصروف عبادت تھے۔ نامراد سپاہی جان مراد تک پہنچ کر بھی نامراد رہے اور حضرت کو نہ دیکھ سکے لے

۲۔ رحادی الاول ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار سٹی قبرستان بریلی میں زیارت گاہ عام ہے۔

ختم المحققین مولانا مفتی علی خاں

۳۰۔ رحادی الآخر یا کیم جب ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو واسلی والی مسجد سے متصل محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی قدر قدوة الامین مولانا رضا علی خاں سے تمام علوم و فنون حاصل کئے۔ بہت جلد فضل و کمال کے بلند و بالا منصب پر پہنچ کر اطراف و اکناف میں شہور و معروف ہو گئے۔ درس و تدریس تصنیف تالیف کے علاوہ علم و عمل فکر و نظر فہم و فراست میں بے نظیر تھے۔ مزید برآں سخاوت شجاعت غرباء سے محبت، حکام سے نفور، غلو و ولولت میں اتباع سنت، امور دینی میں متقا آپ کی زندگی کا بشار و روشن پہلو ہے۔ پھر عشق رسول اور سرکوبی اعدائے دین رسول قبول جلی افتد علیہ وسلم تو آپ کا سرمایہ زندگی تھا۔ ان فضائل و حسن کے علاوہ

لے مولانا فخر الدین جہادی بیات علی حضرت جلد اول ص ۵

یہ آپ ہی کی ذات کا طہرانے لقیان ہے کہ آپ نے اپنے ولد اسعد احمد رضا خاں کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ چند عرصوں میں وہ ایک بے مثال عالم ہنر اور مجدد دین و ملت بن گئے۔ آپ اپنے خاندان میں سلطانِ عقل مشہور ہوئے اور ایسے محترمہ و عزیز عقل کہ سلاطین

۵ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ / ۱۹۷۷ء کو حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ کی وصیت میں مارہرہ مقدسہ پہنچ کر حضرت سیدی شاہ آل رسول ۱۲۹۹ھ / ۱۲۹۹ھ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت پیر و مرشد نے اسی مجلس بیعت میں پیکر خلافت کی اور تمام سلاسل عالیہ کی اجازت سے مشرف فرمایا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی مجلس میں آپ کے ساتھ ہی آپ کے نام و ماہجرانہ احمد رضا خاں بیعت و خلافت و اجازت سرفراز ہوئے۔ ۲۶ شوال المکرم ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء کو اپنی شدتِ علامات اور ضعفِ قوت کے باوجود یہ کہکر ”مدینہ طیبہ کے ارادے سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر جا ہے روح اسی وقت پرواز کر جائے“ حج ذریارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ وہاں بھی حضرت اکل الفضل علامہ سید زبیدی و حلان شیخ الحرم ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء و دیگر علمائے مکہ سے دوبارہ سند حدیث حاصل کی۔ اس سفر و سیارہ طریف میں بھی آپ کے صاحبزادے احمد رضا خاں کو آپ کی خدمت و معیت میں اکابر علمائے مکہ و مدینہ سے حدیث و تفسیر و فصول فقہ میں حصولِ اجازت کا شرف عطا ہوا۔ آپ بخیریت تمام اس سفرِ بہت اثر سے مراجعت فرمائے بریلی ہوئے۔

دین تین کی آمید میں آپ کی تمام قصانیف یادگار ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے۔ جن میں پچیس کتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ۱۔ آخر وہ وقت سعید کہ پہنچا کہ جب عشاق بڑی خوشی سے اپنی جان جانِ آفریں کے

۱۔ مولانا حسین رضا خاں، سیرت و خطرات ص ۵۱

۲۔ مہذبی علی خان، جواہر البیان فی اسرار الارکان۔ حالات مصنف از امام احمد رضا خاں ص ۲۰۷

سپر و کر دیتے ہیں۔ جموعات کا دن ظہر کا وقت آخری ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء کو ۵۱ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ اور شب جمعہ اپنے والد کے آخر شش مئی قبرستان بریلی میں آرام فرمایا۔

اُن کے فرزند عالیشان امام احمد رضا خاں نے ولادت و وفات کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں بعض تو تاریخ ولادت ”نجاع ولی نقی الثیاب علی الشان“ (۱۲۹۷ھ) ”ہو اجل معقہ الا فاضل“ (۱۲۹۷ھ) سے آپ کی شانِ تقویٰ و طہارت، سخاوت و شجاعت اور علم و فضل کی مہارت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض تو تاریخ وفات ”یعین اللہ فی الارض ابدًا“ (۱۲۹۷ھ) ”ان موقتہ العالم موتہ العالم“ (۱۲۹۷ھ) سے حدیثی بشارت کے مطابق آپ کی امانت و دیانت علی منصب و سمت کا ائدالہ ہوتا ہے



امام احمد رضا کی سوانح زندگانی انہیں کی زبانی

ولادت

۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت فجر مطابق ۲۲ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی لے

الملفوظ جلد اول ص ۱۵

آثار کرامت

”میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساٹھ تین سال کی ہوئی۔ ایک مسافر اہل عرب کے لباس میں لباس جلوہ لہرا ہوا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے صبح عربی میں اُن سے گفتگو کی۔“

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۲

انداز تعلیم

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں سن دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سننے تو حرف بحرف تلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ اچھا یہاں یہ تو کہہ کر تم آدمی ہو یا فرشتہ کہ جھکو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کہہ کر یاد کرتے دیر نہیں لگتی؟

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۳۲

لے سوانح نگار حضرت آپ کے مولد اور استاد اس کا صحیح تصدیق نہیں کر سکے ہیں آپ فرمادے کہ میری والدی مسجد کے متصل اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے۔ راقم الحروف کے ام حضرت شمس بریلوی کا گرامی نامہ

سن فراغت

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۲۸۶ء کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے۔ اور یہ تحسن خاں ہے کہ میری تاریخ فراغت لفظ ”غفور“ (۱۲۸۶ھ) اور زبردتین میں لفظ ”تعویذ“ (۱۲۸۶ھ) میں ہے۔ جیسا کہ میری تاریخ ولادت ”الاجازۃ الرضویہ لمجلہ کہ البہیہ ص ۳۱۵

حالت تربیت

ردو دہائیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی حرف پڑھنے سے نہیں آتے مان میں بھی طبیب حاذق کے مطلب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطلب میں سات برس بیٹھا۔ مجھے وہ وقت، وہ دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

الملفوظ جلد اول ص ۱۰۲ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی

اشواق و اشغال

میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے، جبکہ محبت عشق شفیق کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں۔
۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین) کی جناب پاک کی حمایت کے لئے اس وقت کمر بستہ ہو جانا ہوں جب کوئی کلمہ دہانی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے، میرے پروردگار نے اُسے قبول فرمایا تو وہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا۔ کیوں کہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اُس کے

مطلباً حق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ ان تمام پریقینوں کے عقائد باطلہ کا رد کر کے انہیں گمراہ پنہاں کرتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہوئے کے باوجود دین میں منساو ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۲ — پھر تیسرے نمبر پر اقلد طاعت مذہب خفی کے مطابق فتویٰ تحریر کرتے ہیں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں پرہیز بھروسہ ہے۔

ترجمة الاجازات المقتضية للعلماء، مكتبة والمدرسة، ص ١٤٠، ١٤١، مطبوع في

شرفیہ

میں رہتا ہوا وہ پہر کو سو گیا۔ حضرت جید مجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا غنیمت یہ آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درباروں کی دعا کرے گا۔ دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ہایوں کے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے۔ وہاں جاکر شاہ آلی رسول ماہرہ کی سے شرف بیعت حاصل کیا۔

پہلے

پہلی بار کی حاضر کیا حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہم کتاب شیخ
اسوقت مجھے تیس سال (۱۳۹۵ھ/۱۸۷۷ء) سال تھا۔ (المنزل جلد دوم ص ۲)

سید الفنون

بھیدم تقالے فقیر نے ۱۴۸۶ھ / ۱۸۶۹ء ۱۳ برس کی عمر میں پیرا فستوی لکھا تھا۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۰

عنه مثرفي ١٢/١٩١٤م عليه مثرفي ٢٢/١٩١٤م

قانونی نوپسی کی خدمت

۱۳۔ شہدیان ۱۳۴۶ء کو اس غیر کوتاہی کہتے ہوئے مجددِ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے۔ (اوریہ سلسلہ یوم وصال ۱۳۴۶ء پورے چوں سال تک جاری رہا)
حیاتِ علی حضرت جلد اول ص ۲۸۰

دوسرا اور آخری حج

بدینہ طیبہ کی دوبارہ حاضری کے وقت (۱۳۲۳ء/۵-۶۱۹) میری عمر کیا دن برس
یا بچہ چھپنے کی تھی۔
الملاحذا جلد دوم ص ۳۸۴

حرم مکہ میں امامت

کتاب کے جلیل علما کے حنفی مثل مولانا شیخ کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید سعید علی خان
کتب حرم حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں دو اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور
فرماتے۔
المفتونہ جلد اول ص ۳۸

مال کی فحشیت

چلتے وقت (جج کے لئے) جس گھنٹیں میں نے وضو کیا تھا، اس کا پانی میری داہنی
تک نہ پہنچ سکا۔ دیکھو کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ (المفروض جلد ۲ ص ۴)

اعداد الحد سے نفرت

بجاء اللہ تعالیٰ کے پچھن سے مجھے لغزت ہے۔ اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کو بھی بغض تعالیٰ کے اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔

المخطوط الجديد رقم

حال سے محنت کا معیار

الحمد لله کہ میں نے مال من حیث مال کے کسی قیمت نہ رکھی۔ صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے

المختار جلد ۱ ص ۶۷

حضرت محمد بن احمد

حضرت حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں اسلامی مہینہ کی فصل بہار ربیع الاول ۱۲۹۵ھ
۱۸۷۵ء میں اپنے دادا خاتم المتقین مولانا مفتی علی (م ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء) کے گھر بریلی پر پڑا
(ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

محمد بن احمد رضائے اپنے بڑے صاحبزادے کا نام حدیثی ارشاد کی مطابقت
محمد رکھا اور بحساب حروف ابجد اسم "محمد" کے اعداد سے آپ کا
سال ولادت ۱۲۹۲ھ ظاہر ہوا۔

حامد رضا پکارنے کے لئے "حامد رضا" تجویز فرمایا۔

خان نے حسب و نسب کی نشاندہی کی۔

بڑے مولانا عوام نے "بڑے مولانا" کہہ کر خراج عقیدت پیش کیا۔

حجتہ الاسلام فرامس نے حجتہ الاسلام کا لقب دیکر آپ کے علم و فضل کا اقرار کیا۔

اس نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے
پیدا ہوئے ہیں نے سب کا نام محمد رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔
حامد رضا کا نام "محمد" ہے اور ان کی ولادت سلسلہ میں ہوئی۔ اور اس نام مبارک سے
حدیثی بانو سے ہیں۔ (مفتی اعظم مسطوفی رضا خاں الشافعی جلد اول ص ۲۸)

اسے عرف عام میں، سستی خاں کے لئے حامد رضا تجویز کیا۔ اس کے اعداد و بروید میں ۱۳۸۱
نکلے ہیں۔ اور یہی حضرت حجتہ الاسلام کا سن وصال ہے۔ اللہ اللہ! کتنی شاندار
کرامت ہے کہ اہل احمد رضائے جہاں اپنے صاحبزادے کے نام "محمد" (۲۴) سے ولادت
کی خبر دی وہاں حامد رضا کہہ کر رحلت کی خبر بھی اسی دن دی۔ نیز اپنے وصال ۱۳۸۰ھ کی

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

عہد طفلی

آپ کی عمر صرف چھ سال کی تھی کہ آپ کے جد امجد مولانا مفتی علی خاں کا انتقال ہو
گیا۔ آپ پر تول میں سب سے بڑے تھے اور اپنی داوی کا سب سے زیادہ لاڈ پیار
پایا تھا۔ وہ اپنے ہونہار پوتے پر جان چڑھ گئیں اور ہر وقت کہیں بنا کے رکھتیں۔

حضرت مولانا حسین رضا خاں (م ۱۴۰۱ھ، ۱۹۰۱ء) ابن استاد من مولانا حسن رضا
خاں (م ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) جو خود ہی مولانا مفتی علی خاں کے پوتے تھے، نے فرمایا کہ
داوی مرحوم کو اپنے بڑے پوتے سے ایک خاص لگاؤ تھا۔ ہر وقت کہیں بنا کے
رکھتیں لباس کے لئے نہایت عمدہ تنزیب کا انتخاب کیا جاتا اور ایک ایک انگڑا
چار چار روپے میں ملتا۔

گھر پر سواری سب سے گری کے لوازمات میں سے ہے۔ صاحب تذکرہ کے اجداد

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ کا)

اطلاع دیکر اپنے صاحبزادے کی مدت جا شیشی ۱۴۰۱ھ/۱۳۸۲ھ کا اعلان بھی فرمایا۔

(مفتی فقیر محمد مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی رضائے مسطوفی حجتہ الاسلام نمبر ۵)
میں صاحب تذکرہ کا حقیرانہ شباب تھا۔ آپ کے والد گرامی وقار اہل احمد رضا سے ایک
انجیل نامی دہائی آدمہ سمٹ تھا۔ آپ اپنے والد سے گفتگو کی اجازت طلب کی اور وہی
تذکرہ کو خاموش کر دیا۔ اس پر اہل احمد رضائے اپنے کمن مگر فاضل صاحبزادے حامد رضا
کو بڑے مولانا کہہ کر خطاب فرمایا۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اہل سنت بریلی کے مصلحین
بڑے مولانا سے صاحب تذکرہ حضرت حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہی کی
ذات سمجھی جاتی ہے۔ راقم الحروف کے حضرت الحاج مولانا مفتی علی خاں رضوی فرزند سبقتی
صاحب تذکرہ کا ارشاد۔

عہد راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسین رضا خاں برادر زارہ و علینا اہل احمد رضا
قدس سرہما کا ارشاد شریب میں محفوظ ہے۔

میں پشتوں سے سپرگری رہی ہے۔ غالباً اسی کا اثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے گھوڑ سوار کیا کے شوقین تھے۔ اور آپ کے اس شوق میں داؤی کے لاڈ کا بھی خاصا دخل تھا۔ اگر دروازے پر کوئی بسکاؤ گھوڑا آجاتا تو گھوڑے والے کو منہ مالگی قیمت دیکر داؤی صاحب اپنے پوتے کے شوق کو پورا فرما دیتیں۔ یہ تربیت کے اس مرحلہ میں بھی اجداؤ کی فطری شجاعت اور سچا ہیز مہارت کا خاص خیال رکھا گیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش بھی ہوتی رہتی۔ زمینداری کی دیکھ بھال کے لئے جہاں اپنی اور جہاں گیری صلاحیت میں بھی پیدا کر دی گئیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حجتہ الاسلام کو عہد طفلی ہی میں وہ ماحول دیدیا گیا کہ آپ اپنے سلف کے خلف نامدار قرار پائے۔

تعلیم و تربیت

حضرت حجتہ الاسلام کی ولادت کا سال ۱۲۹۲ھ آپ کے والد گرامی فخر امام احمد رضا کی عمر کا بیسواں سال تھا۔ علم و فضل کا آفتاب روشن ستارہ تجدیدی کام کا آغاز ہو چکا تھا۔ ملت اسلامیہ اہل سنت میں آپ کو عالم سنت کے نام سے جانا پہچانا جاتا رہا تھا۔ امام احمد رضا کے پیرو مرشد سید آل رسول (م ۱۳۹۶ھ ۱۸۷۹ء) اور والدہ دیشان مولانا مفتی علیناں بقید حیات تھے۔ ماہرہ مقدسہ اور ہر پٹی شریف میں طریقت و شریعت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اس کی روشنی میں سدا بر صغیر ملک کارہ تھا۔ اسی روشن ماحول میں حجتہ الاسلام کا عہد طفلی شروع ہوا۔ آپ کو عہد راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسین رضا خاں برادرزادہ و تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہا کا ارشاد شپ میں محفوظ ہے۔

اپنے عظیم دادا کا فیضان، پیرو مرشد ابوالحسن احمد زوری (م ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۶ء) کا انتقال اور نامور باپ کا شہرہ آفاق ایمان پیر آ یا۔ ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ہر طرف کتاب و سنت کی حکمرانی نظر آئی۔ فہم حنفی کا سکہ چلتا ہوا دیکھا۔ دین تین کی حمایت اور اس کے رسول کے دشمنوں کی عداوت میں اپنے اب و جد کو کیا مئے دفعہ کار پایا۔ یہ حقیقت بھی اس خاندان میں باپ دادا سے طرہ امتیاز رہی ہے کہ مولانا محمد رضا علی دم ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۹ء) نے اپنے بیٹے محمد تقی علی خاں کو خود چڑھایا۔ اور بالکل اسی طرح انہوں نے اپنے فرزند ارجمند احمد رضا کو نہ صرف خود چڑھایا بلکہ ایسی تربیت دی کہ شاید باپہ..... پھر اس سلسلہ زریں کا آغاز تو اس بزرگوار (ہند پاک) میں ۱۳۹۶ء سے ہوتا ہے۔

دنیا میں خاندانوں اور نسلوں کو یہ سعادت بہت کم نصیب ہوتی ہے کہ ہر سہ برس تک ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان میں علم و فضل جاری رہے اور اس نسلوں کے تسلسل میں اس زنجیر کی کوئی کڑی نہ ٹوٹے۔ سعید اللہ خاں سے کاظم علی خاں اور رضا علی خاں سے امام احمد رضا خاں وابنائے امام احمد رضا محمد حامد رضا خاں، محمد مصطفیٰ رضا خاں و غیرہ اکبر محمد ابراہیم رضا خاں و غیرہ اکبر حامد رضا محمد ریحان رضا خاں تک علم و فضل کا یہ دریا بغیر کے بہتا رہا۔ اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان گلبائے فضل و کمال کے رنگ و بو میں کوئی کمی ہو جاتی۔ یہ سنہیں بلکہ ان میں سے ہر فرد اپنے عہد کی تاریخ کے صفحہ پر اپنا ایک بہتر نقش چھوڑ گیا ہے۔

وہی روح العلی حامد رضا من، جو عنہ اس جلال و العن الحجدید اور بندگی کے عظیم رختوں میں حامد رضا، اپنے اجدا و کرام کے نہال سے شاخ تازہ آ بار و اجدا کی شاندار روایات کے مطابق حضرت حجتہ الاسلام نے تمام کتابیں اپنے نابھہ روزگار والد امام احمد رضا خاں سے پڑھیں۔ اور اپنے معاصرین میں

اے نصیبہ آل الارباب و آل لام الاستدراص ۱۳

یہ اتمیاد پایا کہ صرف ۱۹ سال کی عمر ۱۳۱۱ھ میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔
طالب علمی کے زمانے میں شب روز اسباق کا مطالعہ اور مذاکرہ
پر زور دیا جاتا۔ امام احمد رضا کبھی کبھی اپنے صاحبزادے پر تادیباً سختی بھی فرماتے
یہاں تک کہ دادی کا پیار اڑے آجاتا اور اس مرحلہ میں خود امام احمد رضا اپنی والدہ
محترمہ کے حضور جھک کر ہندو عبادت گاہ کی ساری سختی برداشت کر لیتے تھے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ کتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے تعلیم کو آدابِ فرزند کا

مگر صاحبزادے (حجۃ الاسلام) کی تعلیم و تربیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ یہی وجہ
ہے کہ پڑھنے کے زمانے ہی میں آپنے درسیات کی اہم کتب، خیالی، توفیق
نکوت، ہدایہ اخیرین، بیضاوی، صحیح بخاری پر حواشی لکھ کر اپنے والد زلیخان
کے زمانہ تعلیم کی یاد تازہ کر دی تھے اور خود امام احمد رضا نے "قال الولد اعز" لکھ
کر اپنے متعلم فاضل صاحبزادے کی تحمیں فرمادی تھیں۔

اپنے آباؤ اجداد کا یہ شاخ تازہ (حجۃ الاسلام) جب سلا بہار پہلا تو
امام احمد رضا نے جہاں "ہڑے مولانا" کہہ کر ان کی ہمت افزائی فرمائی، وہیں اکابر
ظلفا کی موجودگی میں یہ فرما کر "ان جلیا عالم اور میں نہیں" "حاکم مستحق و آقا

تھے پر وہ میرا کٹر دشمن مسعود احمد۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص ۱۱۲

تھے مولانا جنسین رضا خاں، سیرتِ علیہ ص ۱۱۱

تھے حاشیہ نوٹوں کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے اب تک جاری ہے۔ کیرنگہ اس وقت میرا
یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے اگر
اغراض ہر دستہ سے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون بیحد ہے تو اس کی چھیدگی کر دی۔

الاجازات القنیہ ص ۱۵۶

تھے غایت محمد خاں غوری۔ سند سند جانشینی ص ۲۔ تھے رقم القرون شاہ محمد غلام اللہ قاری ص ۱۱۱
۱۹۰۹ء کی اپنے والد علیہ آقا احمد رضا شاہ محمد حبیب اللہ قاری ص ۱۳۶۔ ۱۹۰۹ء کی روایت۔

من حاکمہ" (حاکم مجھے اور میں حاکم سے ہوں) کی تصدیق کر دی۔

مذہبِ تربیت

اس خاندان میں بزرگوں ہی سے تربیت کا یہ انداز رہا ہے کہ درسیات کی تکمیل
کے بعد ۱۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کی حمایت۔
۲۔ فرقہ باطلہ کی تردید و اہانت۔ ۳۔ نقدِ خفی کے مطابق فتویٰ ٹولسی بقدر
طاقت کی شوق برہوں کرائی جاتی ہے۔

بالکل اسی نچ پر حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت کی گئی۔ فراغت کے بعد ہی
۱۳۱۲ھ ۱۸۹۵ء سے اپنے عم محترم حضرت حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء تک
اپنے والد نامدار امام احمد رضا کی خدمت و صحبت میں تربیت کے مراحل سے گزرتے رہے
ان سالوں میں آپنے مضامین بھی لکھے۔ استغناء کے جوابات بھی دیجے اور تعریف
و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔

تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع میں وہ بیتِ اہانت
اسلامیہ اہلسنت کے سیلے پر ایک نامور ہنگامہ بریلوی اور پورے ہندوستان میں پھیل
گئی۔ علامہ حق نے عمل جزا ہی سے کام لیا اور اس متعدی مرض کے خاتمے کی
پوری سعی کی۔ چوتھی صدی کا قبولِ ماہنامہ "حقیقہ" (محقق) جہاں ابوالکلام
آزاد (م ۱۲۷۷ھ ۱۸۵۸ء) کے والد گرامی مولانا خیر الدین (م ۱۳۲۷ھ ۱۸۰۸ء) پیش رہا
ٹپو مسجد گلوت سے ترویج دیا۔ بیہ کے لئے خصوصی التماس کرتا ہے، وہاں حضرت حسن
بریلوی کی وساطت سے فاضل نوجواں محمد حامد رضا خاں کو بھی مضامین کیلئے متوجہ کرتا ہے۔

تھے امام احمد رضا، الاستاذ ص ۷۷

تھے مولانا جنسین رضا خاں سیرتِ علیہ ص ۱۱۱۔ تھے ماہنامہ "حقیقہ" جاری الاولیٰ ۱۳۵۱ھ ص ۷۷

آپ کے نام کی صورتی و مضمونی نادر امتثالی مہر کی تاریخ ۱۳۱۷ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا نے اسی سال اپنے لائق بیٹے حامد رضا کو کار افتادہ کے لئے تیار کر دیا تھا۔ آپ کے مضامین اور تصدیقات کا انداز اپنے والد گرامی وقار کی طرح حقیقتاً ستار نما و ملی ہوں یا تصانیف۔ آپ ان کی صرف تصدیق نہیں فرماتے بلکہ اپنی تقریظ و تحمید سے کتاب اور صاحب کتاب کو چار چاند لگا دیتے اور تقریظ و تحمید آرد و جس نہیں بلکہ عربی کی ششستہ اور رواں شریف و نظم میں ہوتی۔ اور ایسی کہ عربی کے فصحاء و بلغاء پڑھتے ہاتھوں سے لگاتے اور اسکو عربی کا شاہکار قرار دیتے۔ اس پر امام احمد رضا اور دوسرے افاضل علماء کی تصانیف جن پر حضرت عتبۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی تصدیقات ہیں شاہد ہیں۔

خاندان رضا کی مدت فتویٰ نویسی

حضرت عتبۃ الاسلام کی پچاس سال ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۵۲ھ فتویٰ نویسی کی مدت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس فن میں امام احمد رضا کی نیابت کی ہے۔ اگرچہ دوسرے دینی امور کی مصروفیات میں سارے فتاویٰ کی نقل کا اہتمام نہ ہو سکا۔ مگر پھر بھی آپ کا مجموعہ فتاویٰ قلمی اور مجموعہ تصانیف اس سلسلہ کی بہترین یادگار ہے۔

خاندان رضا کی مدت فتویٰ نویسی کا مسند رجوزیل جائزہ ایمان اور یقین کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔

جدا جی مولانا رضا علیخان کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۹ھ تا ۱۳۵۱ھ انجام ۱۲۸۲ھ تا ۱۲۸۵ھ
 امام احمد رضا ؒ ۱۲۸۴ھ تا ۱۲۸۶ھ ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۱ھ
 جدالاسلام مولانا حامد رضا خان ؒ ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۱۵ھ ۱۳۴۲ھ تا ۱۳۴۳ھ
 مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان ؒ ۱۳۲۸ھ تا ۱۳۳۰ھ ۱۳۶۲ھ تا ۱۳۸۱ھ

بحدود تعلقانے یہ سلسلہ زریں جس کی مدت ۱۳۵۱ھ تا ۱۳۸۸ھ تک ۳۷ سال ہوتی ہے اب بھی خاندانہ عالیہ قادریہ رضویہ نور یہ بریلی سے مولانا مفتی محمد اختر رضا خان نمبر کی زید مجدد فتویٰ نویسی اور اپنی کتب کی تصنیفی خدمات بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

عتبۃ الاسلام کا ایک معرکہ آرا تاریخی فتویٰ ماہنامہ تحفہ ضعیفہ عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ تا ۱۳۱۹ھ میں "فتویٰ عالم ربانی برومہ خرافات قادیانی" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اور پھر رضوی پریس بریلی میں چھپ کر بعنوان تاریخی "ایضام الربانی علی اسراف القادیانی" شائع ہوا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس کتاب کا مصنف اس کی تصنیف کے وقت صرف ۲۳ سال کا نا ضل نوجوان تھا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی (د م ۱۳۵۳ھ تا ۱۳۵۸ھ) جسکی تردید میں یہ چھاپی ہوئی کوشش تھی، زندہ تھا۔

اسوقت نہ صرف صاحب تذکرہ اپنی عمر کے اعتبار سے جوں سال تھا بلکہ آپ کا تصنیفی تحریری علمی آفتاب بھی نصف النہار پر تھا۔ امام احمد رضا اور دیگر علمائے محققین کی تصنیفات پر آپ کی عربی میں تصدیقات اس پر شاہد ہیں کہ حضرت عتبۃ الاسلام کے تاریخی فتویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس سے اچھی طرح کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا کی خدمت میں قادیانی دجال کے دعاوی سے متعلق امرتسر سے سوالات آئے تو آپ نے اپنا تاریخی جواب بنام "السور والعقاب علی المسیح الکذاب" (۱۳۲۰ھ) تحریر فرماتے ہوئے صاحب تذکرہ اور ان کے تاریخی جواب کی تمہین و تصدیق اس طرح کی۔

پہلے اس ادعا کے کاؤب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولد اعزفاضل نوجوان مولوی محمد حامد رضا خان حفظہ اللہ تعلقانے لکھا اور بنام تاریخی "ایضام الربانی علی اسراف القادیانی" (۱۳۱۵ھ) مستفی کیا۔ یہ رسالہ حامی سنن اجماعی فتنہ ندوی کنھن کرمتا قاضی عبد الوحید صاحب حنفی فردوسی حلیں علی الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ "تحفہ ضعیفہ" میں کہ عظیم آباد سے

فی الحجۃ وللمکانکائی فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی
رزین فی اصول السنۃ والد ارقطنی والاصبہانی فی الحجۃ
وابن النجار) اسی لئے امام سفین بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
الحديث مضملة الا للفقہاء حدیث گمراہ کر دینے والی ہے مگر اگر
مجتہدین کو تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے۔ جسکی توضیح حدیث نے
فرائی اور حدیث مجمل ہے جسکی تشریح اگر مجتہدین نے کر دکھائی تو
جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے انحراف کرنا چاہے بیکے گا
اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وہ انکی منکرات میں بیاسا
مرے گا۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور روح دل پر نقش کر لے کہ
جسے کہتا سنو ہم اہل کما قول نہیں جانتے نہیں خود قرآن وحدیث
چاہئے تو جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے
ہیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو یہ بد دین دین خدا کا بدخواہ ہے پہلا فرقہ
قرآن عظیم کی پہلی آیت فاسئلوا اہل الذکر کا مخالف اور دوسرا طائفہ
قرآن عظیم کی دوسری آیت لتباین للناس ما نزلنا الیہم کا منکر ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ غزوہ کا رد اس حدیث میں
فرمایا۔ (الاسئالوا الذکر یعلموا فانما شفا النبی السوال
کیوں نہ پوچھا جب جانتے کہ یہاں کی روایت پوچھنا ہے دروایہ ابو داؤد
عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما) اور دوسرے طائفہ
غزوہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ فرماتے ہیں۔ (الا انی اوتیت
القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شعبان علی ریکتہ
یتقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فامنوا
وجدتم فیہ من حرام فمحرما۔ وانما حرم رسول اللہ

کہنا حرم اللہ۔ سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ
اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا پیچے تخت پر بڑا کہے
یہی قرآن لئے رہا اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو اور جسے
حرام پاؤ اُسے حرام جانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا (رواہ الائمۃ
احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقداد
بن معدیکرب وغیرہ عندہم ما خلد الدارمی وعند البیہقی
فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العن باض بن سادۃ
رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں گوئی کے مطابق
اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکر منجری حضرات تھے
جنہوں نے حدیثوں کو کیسر رو کر دیا اور بد و زبان صرف قرآن عظیم
پر درویدار رکھا حالانکہ وہ اللہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ
قرآن کو بد لانا چاہتے ہیں اور خدا الہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس
کے موافق اس کے معنی گرہنا۔

اب دوسرے یہ حضرات تھے فیشن کے مسیحی اس انوکھی
آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے
جس کے قواعد کے برابر کوئی تو اتر نہیں ہے۔ ثبات کیا ہے یہ دلائل
گمراہ طائفہ دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دربار میں ان کا ٹھکانہ نہیں، حضور کی روشن حدیثیں ان کے
مردود نیالات کے صاف پڑے پارچے کچیر رہی ہیں۔ اسی لئے
اپنی بگڑتی بنائے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف
قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس میں عوام بے چاروں کے سامنے

اپنے سے لگنے لگانے کی گنجائش ہو۔ مسلمانوں! تم ان گمراہوں کی ایک
 نہ سناؤ وجہ تمہیں قرآن میں مشبہ ذالین تم حدیث کی پناہ لو! اگر
 اس میں اس و آل نکالیں تم انکے کا دامن پکڑو۔ اس تیسرے وجہ
 پر اگر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اٹرایا ہوا
 سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائیگا۔ اس
 وقت یہ مثال مفصل لمانے بھاگتے نظر آئیں گے۔ کانہہ محمد
 مصطفیٰ فرات حق قصورۃ اولیٰ تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں
 کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چون و چرا کی تو
 ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں
 یہ کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم ناموں کو نہیں
 جانتے۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ایمان ایسا بعین ہے جو
 انہیں لئے پھرتا ہے اور قرآن و حدیث اور ائمہ کے ارشادات پر
 جمنے نہیں دیتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یہ نفیس و
 جلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئیگا اور بادل
 اشد تعالےٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا۔

یہ واقعہ ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے
 تادیبوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس سلسلہ میں غلام نے جو سنی فرمائی اس
 کا آغاز بہت پہلے حضرت حجتہ الاسلام کی مندرجہ بالا تاریخی تصنیف کے ۱۳۱۵
 ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

جلسہ ”در بار حق و ہدایت“ میں

۱۸؎ ۱۳؎

حجتہ الاسلام کی شرکت

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد گنجی منیری فاضل بہار کا یہ عظیم فیضان
 اور روحانی تصرف تھا کہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں آپ ہی کے صاحب تنجادہ حضرت
 مخدوم الملت والدین مولانا شاہ امین احمد صاحب بہار شریف کے زیر سرپرستی
 اور آپ ہی کے ایک فردوسی غلام قاضی محمد وحید الدین صاحب فردوسی ہاشم مدظلہ
 ”ابریکرم اہل سنت“ و منتظم ماہنامہ تحفہ ضعیف پٹنہ کے زیر اہتمام ساتویں رجب
 تیرہویں رجب ۱۳۱۸ھ تک مطابق یکم فرمہر سے ساتویں نومبر ۱۹۷۷ء تک وہ فقید
 المثال جلسہ ہوا جس میں صرف علماء اور مشائخ کی تعداد سو سے زائد تھی۔ اس میں
 برکوجک کے اکابر علماء اور اعلیٰ مشائخ جیسے حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر دارونی
 مجدد دین و ملت ائمہ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا سید اسماعیل حسن شاہ صاحب

لے ندوۃ العلماء کے مشاہد کا سب سے زیادہ فوٹس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول مولانا
 عبد القادر دارونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور راشتی تعاون قاضی محمد عبد
 الوہید صاحب (م ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) نے کیا۔

اصلاح ندوۃ کا سب سے بڑا ہندوستان گیر و غلامہ حضرت مولانا شاہ امین احمد
 صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کے زیر صدارت ۱۹۷۷ء رجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۱ مارچ
 ۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء کو عظیم آبار پشت جلسہ جدو میں ہوا۔ اس کے تمام اخراجات حامی سفن مالی فتن
 ندوۃ مشنک ندوی مکن قاضی عبد الوہید صاحب فردوسی نے خود برداشت کئے۔ عہدہ
 سرسید احمد خاں کے دور میں یہ فتویٰ کو انگریزی پڑھا غلام سہ قاضی صاحب نے انگریزی میں
 (باقی حاشیہ صفحہ ۱۱۸ پر)

مارہو شریف، استاد العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب بنچوری، رئیس المحدثین مولانا موصی احمد محدث سورتی، مولانا ظہور الحسن صاحب، فاروقی رامپوری، مولانا سید شاہ محمد فاضل صاحب، الہ آبادی، مولانا عبدالسلام صاحب جیلپوری وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

یہ جلسہ تحریکِ ندوہ کے غیر اسلامی اقوال و افعال کی اصلاح اور قوی نظریہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں خطابت کے اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جلسہ میں حضرت حجتہ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں شرکت کا شرف حاصل تھا۔ تحفہ خضیہ پشند جمادی الاخریٰ و رجب ۱۳۱۹ھ رقمطراز ہے۔

”مجدداتِ حاضرہ و مودیت طاہرہ امام علمائے اہلسنت والجماعت جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی صنفی قادری بکاتی بریلوی دام فیض القوی کا بیان ہدایت نشان ہو ہی رہا تھا کہ فاضل نورچاہا

(صلو گزشتہ صفحہ ۱۱۱ حاشیہ)

دی حالاکوہ انٹرنل پس تھے۔ نیز جدوہ کے شہم کے زمانے میں اپنے خالین کی ایما پر کہ ان کے والد سو کی کاروبار کیا کرتے تھے قاضی صاحب نے تمام گزشتہ اور موجودہ سو و چھوڑ دیا۔ راقم الحروف سے شاہ مسیح الحق عبادی سجادہ نشین خاندانہ عابدہ شغلِ تالاب پشند سنی دنواہ مولانا شاہ ایمن احمد صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کا ۱۳۰۲ھ ۱۹۱۳ء میں ارشاد۔

عہ امام احمد رضا لے اپنا فتویٰ السوء والعتاب علی مسیح الکذاب، مدت میں قاضی صاحب کا ذکر انہیں انقاب کے ساتھ کیا ہے۔

عہ علماء کرام نے ندوہ کے رد میں کوئی بات استناد رکھی تھی، تحریر کی رد میں بھی کامل عہدہ لیا قریب دو سو کے کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر مفت تقسیم کئے۔ ایک ہزار کے قریب اشعار و کلام شاعت کی۔ جلسوں کی رودادیں طبع کر کے ٹہرہ شہر پہنچائیں۔ مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کا ہے۔ پچاس ہزار روپے سے اوپر تو شخص امام و حضرت مولانا قاضی عبدالوہید علیہ الرحمہ رئیس پشند نے خالص اپنی ذات سے خرچ کئے۔

(محمد قطب الراشدین، سنی بیعتی، اعلام ضروری ص ۱۵)

مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں سلمہ المولیٰ انسان نے آکر کان میں کچھ کہا کہ کچھ ندوی حضرات آگئے ہیں“ ص ۱۳۱

”پھر امام احمد رضا نے ندویوں کے غیر اسلامی افکار کا شدید رد فرمایا اور یہ بیان رات بارہ بجے تک جاری رہا“ ص ۱۳۸

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حجتہ الاسلام کو امام احمد رضا کی بارگاہ میں نہ صرف دینی امور میں خدمت کی سعادت حاصل تھی، بلکہ مزاج میں بھی خاصا مدخل تھا۔

حامد رضا نائب امام احمد رضا

جدوہ کے اس تاریخ ساز جلسہ میں جہاں امام احمد رضا کی تجدیدی خدمات کا برا اعتراف کیا گیا، آپ کو برسرِ اجلاس مجدداتِ حاضرہ کے لقب سے خطاب کیا گیا، وہاں حجتہ الاسلام کو اپنے عظیم والد کی خدمت میں استفادہ کا خوب خوب موقد ملا۔ علما و دانشور و مشائخ یگانہ سے ملاقاتیں تھیں آپ کے علمی جواہر مزید چمکے فرقہ باطلہ کے خلاف کام کرنے کی نئی نئی راہیں سامنے آئیں۔ اس طرح آپ کے تجربات میں شائد اضافہ ہوا اور نائب امام احمد رضا کی حیثیت سے آپ کی ہر جگہ پذیرائی ہوئی ہے۔

حامد رضا عالمِ علم ہوئی، نوگل گلزار جناب رضا

حسن ہیکلش نوزاد و آباد ہو، چوں اب وجدنا ہر منور باد عالم

اس جلسہ میں امام احمد رضا کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، آپ کی ذات

نے دربار حق و ہدایت قصیدہ کمال الابد و لام الاضرار رجب المرجب ۱۳۰۸ھ ۱۹۰۰ء مطبوعہ مطبع خضیہ پشند
عہ حسن رضا خاں حسن بریلوی، مصما حسن من ہم

مرجع اعلیٰ تھی۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے آپ کو مدعو کیا جا رہا تھا کہ ایک خط مولانا عبد الرحمن صاحب مجبئی کا آپ کے نام آیا جس میں نہایت خلوص و محبت کے ساتھ امام احمد رضا کو اپنے وطن پوکھریہ ضلع مظفر پور آنے کی دعوت دی۔ آپ کثرت مشاغل اور دینی مصروفیات کی وجہ سے پوکھریہ نہ جاسکے۔ مگر اپنے خلیف اکبر مولانا محمد حامد رضا صاحب کو اپنی نیابت میں پوکھریہ روانہ فرما دیا۔ اور اپنے گرامی نامہ میں تحریر کیا کہ ”اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بنا پر حاضری سے منذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی سمجھا جائے۔“

گرامی نامہ کے ساتھ اپنا ایک قیمتی جیہ بھی حضرت مجبئی کا نذر بھیجا۔ یہ جیہ آج بھی صاحب سجادہ مولانا حافظ محمد حمید الرحمن کے پاس موجود ہے۔ عرس کے موقع پر اس جیہ کی زیارت ہوتی ہے۔

یہ امام احمد رضا کی خصوصی وجہ کا نتیجہ تھا کہ صوبہ بہار کے اصلاح خصوصاً سیتا پٹری، مظفر پور، دربھنگا، پورنیہ، پٹنہ سٹی اور گڑھا پور اصوبہ رضوی فیضان کامرکز اور حضرت حجۃ الاسلام کے روحانی تصرفات کی آماجگاہ بن گیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے خلیفہ مولانا دلی الرحمن پوکھریہ (م ۱۳۷۰ھ) مولانا احسان علی صاحب، محدث بریلی فیض پوری (م ۱۳۲۰ھ) مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی (م ۱۹۳۵ھ) مولانا ابو سہیل انیس عالم صاحب امین شریعت فاضل بہار و مولانا قاضی فضل کریم صاحب قاضی شریعت بہار و مولانا وحی احمد صاحب ماہر رضوی وغیرہم بہار کے انہیں اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں اور ہنوز ان کے صاحبزادگان و زنانہ اور متعلقین اپنے اپنے علاقائی مدارس خافتا ہوں میں خدمت دین اور لوگوں کی تسلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

لے راقم الحروف سے بھی مولانا عبد اللہ صاحب کی گفتگو ہو۔ سینہ ۱۹۸۶ء میں بروقت ملاقات تسلیمہ کر لی گئی تھی۔

حج زیارت

حب رسول کی دنیا کے جلیل امام احمد رضا کی اپنی دنیا تھی۔ اور اسی دنیا کا ایک فرد جلیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی ذات تھی۔ آپ کی نشوونما ایسے ماحول میں ہوئی جہاں قدم قدم پر نعرہ سروی سنائی دیتا ہے۔

دہن میں نہاں تھا سے لے جان میں کجاں تھا کہ لے
ہم آئے یہاں تھا سے لے ایں بھی ایں تھا کہ لے

اور فدائیت کا یہ ساز و سامان نظر آتا ہے۔

کردل تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جاں فدا
دو جاں سے بھی نہیں جی بھرا کر دل کیا کر ڈٹل جہاں نہیں

یہی جذبہ محبت اور جوش فدایت جب محمد حامد رضا کی صورت میں پروان چڑھا تو فراق یار میں پکار اٹھا۔

اب تو دینے نے بلا گت بد بزرگے دکھا

حامد مصطفیٰ رضا چند میں ہیں سلام دو

اور جذبہ صادق نے حضور روضہ حاضری کا اپنی نیاز مند اندازوں کے ساتھ ارادہ واثق کر لیا۔ حضور روضہ ہذا جو حاضر تو اپنی سچ و سچ پہنکی حامد

خیمہ سزا بندا کھنکھ، لب پر مرے درود و سلام ہوگا

یہاں تک کہ حضرت حجۃ الاسلام اپنی عمر کے ۳۱ ویں سال ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء اپنی والدہ محترمہ اور عم محترم مولانا محمد رضا خاں صاحب کی مصیبت میں حج زیارت کیلئے روانہ ہو گئے۔ اس سفر سرائے مظفر میں بریلی سے جہانگیر تک امام احمد رضا ساتھ رہے۔ اس

تاریخی واقعہ پر مولانا ظفر الدین فاضل بہاری اپنا مشاہدہ تحریر فرماتے ہیں

”میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجت الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اور حضور کی الیہ محترمہ ۱۳۲۲ء میں حج زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو حضور جہانسی تک پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔“ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴)

امام احمد رضا جہانسی تک زوارہ مدینہ کو پہنچا کر بریلی واپس تو ہوئے مگر اضطراب کا یہ عالم تھا، خود ہی ارشاد فرمایا ہے
وائے عروسی قسمت کہ پھر اب کے برس
رہ گیا مہر و نثار مدینہ ہو کر
پورا ہفتہ اسی اضطراب میں گذرا ہے

جان و دل ہوش و خرد سب تو دینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
امام احمد رضا نے اس سفر جلیل کا ذکر جلیل اس طرح فرمایا۔

”یہاں سے نئے میاں (برادر اصغر) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادہ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر واپس آگیا۔ لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی۔“

(المفردات ص ۳)

اور یہی اضطراب سبب قرار بن گیا۔ تا آنکہ آپ نے حج زیارت کا ارادہ فرمایا۔ بریلی سے بمبئی تک ریزرولیشن بھی ہو گیا۔ اور بمبئی سے جتہ تک تمام مراحل خیر و خوبی آسان ہو گئے۔

امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں حامد رضا

بریلی تو بمبئی سے کہ معطر تک حضرت حجت الاسلام کے شب و روز امام احمد رضا کی معیت و خدمت ہی میں گذرے۔ چنانچہ حرم مکہ کے پہلے روز کی مافری کا ذکر اس طرح فرمایا۔

”پہلے روز جو حاضر ہوا تو حامد رضا ساتھ تھے۔ محافظ حرم

ایک وجہ سے جمیل عالم ٹیبل مولانا سید انصیل تھے۔ یہ پہلا دن ان

کی زیارت کا تھا۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتا ہیں

مطالعہ کے لئے نکلو آئیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ

کا نوکر کیا کہ ”قبل زوال رقی کیسی؟“ مولانا نے فرمایا یہاں کے

علماء نے جواز کا حکم دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں

گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب

ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ

اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ

دعوت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہو گا وہ کتاب لے آئے اور مسئلہ

نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی علیہ الفتویٰ کا

لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے

اور حامد رضا کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انھیں سے ہو رہی

تھی۔ لہذا ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرا نام لیا۔ نام سننے ہی

حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے اگر فقیر سے

پیش گئے (المفردات ص ۱۰، ۱۱ جلد دوم)

امام احمد رضا کے حضور وہ بھی ایک کئی عالم ٹیبل حافظ کتب حرم مولانا سید

محمد طویل سے رتی قبل زوال کے عدم جواز پر حضرت حجتہ الاسلام نے فصیح عربی میں گفتگو کا حق کا ادا کر دیا اور "الرد مترلابیہ" کا وہ شاندار منظر نامہ پہلی بار حرم مکہ میں کیا کہ معاصر علماء کا یہ قول قبول فیصل قرار پایا۔

"اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا) کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور ادیب تھے تو وہ حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے۔"

(مولانا جنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کا ارشاد)

قضا و قدر کا فیصلہ

قضا و قدر کا یہ فیصلہ بڑا برخل اور حقائق حق و باطل باطل کے لئے رہتی دنیا تک بڑا دشمن فیصلہ تھا کہ حضرت حجتہ الاسلام کے حج زیارت کا سفر بظاہر امام احمد رضا کے اس سفر مبارک کا سبب سراپا نظر بن گیا۔ برصغیر کی دم توڑتی ہوئی دہلیت نے ملک حجاز کی سرکاری چٹاؤں میں سنبھالنے کا سانس لینا چاہا۔ مگر

"عدو شرے براگیز و کفریے مادریں آید"

کی حکمت الہیہ امام احمد رضا پر سایہ نکلن پڑ گئی اور قدم قدم پر حضرت حجتہ الاسلام کو دین مشین کی فتوحات پیش آئیں۔ صبح و بصر کے حوالے سے امام احمد رضا کا یہ بیان بڑا حقیقت افروز ہے۔

"حکمت الہیہ یہاں آکر کھلی سُننے میں آیا کہ وہ بیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد امیٹی اور بعض ذہور یا ست و دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوالات علم علماء کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی کہ دفتی خفیہ کی خدمت

میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین پر شبہات کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف موضع سکوت کے ساتھ چہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے سے اُٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس میں مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہوا اول و لا آخرہ انظاہر و الباطن و ہر بکل شیئی علیم لکھا۔ چند سوال تھے اور جواب کی تمام سطروں پر تمام لائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا "تیرا انا اللہ کی حجت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔" میں حمدا للہی بجالایا اور فرد گاہ پر واپس آیا۔ مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نہ معلوم۔ آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانے میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ روز کی کچھ ۶۳۲۳ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کی میٹھی پر چڑھ رہا ہوں۔ پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانے میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید طویل اور اُن کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور اُن کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات جن کے اس وقت نام یاد نہیں، تشریف

فرمایا ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہاں سے حضرت سیدنا کے درجے سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ میں نے سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت مولانا شیخ کمال دمولانا سید اسماعیل دمولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب کہ غیبتوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کیلئے قدر سے جہالت چاہیے۔ دو گھنٹہ ہی دن باقی ہے آئیں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا اکل شنبہ، پرسیوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الہی کو دوسری دن بخمار نے پھر غور کیا۔ اسی حالت میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تبلیض کرتے۔ چہار شنبہ کے دن کا بڑا احتضار ہوں بالکل خالی گیا اور بخمار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں دو بے شمار بفضل الہی و عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ کتاب کی تکمیل تبلیض سب پوری کرادی "الدولۃ الکلیہ بالمادۃ الغیبیہ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔

سرعت تحریر

آپ ہجرت نہ کیجئے کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شامہ کار مقبول تاریخی کتاب "الدولۃ الکلیہ بالمادۃ الغیبیہ" صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں امام احمد رضا کا تصنیفی قلم دلائل و آثار کے عوارضات بکھر رہا تھا اور شاہ حامد رضا کا قلم حق رقم سرعت تحریر کے ساتھ تبلیض کے انمول موتی پرور رہا تھا۔

تصنیف تبلیض کے یہ دونوں واقعات وہ بھی اس تیزی کے ساتھ کہ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں یہ سب کچھ ہو جائے۔ اسے مصنف کی کرامت اور تبلیض و تحریر کے کمال کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

اس کتاب سے متعلق صرف یہ ہی نہیں کہ حجۃ الاسلام نے اسکی تبلیض کی بلکہ امام احمد رضا کے ارشادات کے مطابق کہ "کاپیاں ہر جگہیں، تمہید کے لئے جگہ باقی ہے کاپی نویس کو مضمون جلد دینا ہے اس کی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے" آپ نے اسی وقت اسکی تمہید لکھ کر حاضر کر دی۔ امام احمد رضا نے اسے پسند فرمایا اور رسالہ مبارک "الدولۃ الکلیہ" میں اندراج کا اذن فرمایا۔

الدولۃ الکلیہ کی تمہید کیا ہے پوری کتاب کا نہایت مختصر اور اختصار اور چند سطروں میں نصوص و آثار کا خلاصہ ہے۔ تمہید کے ساتھ ہی حضرت کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الحمد لله العلامة الغيوب و غفار الذنوب و ستار العيوب
المظهر من ارتضى من رسول على الشرح المحبوب و افضل
الصلوات و اكمل السلام على ارضى من ارتضى و احب
محبوب سيد المصلحين على الغيوب و الذى علمه
ربه تعليمها و كان فضل الله عليه عظيما فهو على
كل غائب امين و ما هو على الغيب بضنين و لا هو
بمنعمه ربه بمجنون مستور عنه ما كان او يكون فهو
شاهد الملك و الملكوت و مشاهد الجبار و الجبروت و ما لا راي
البصر و ما لا تحيط بالعلم و ما لا يرى من انوار
تبيان كل شئ فاحاط بالعلوم الاولين و الاخرين بعلم
لا تنحصر بحد و ينحصر دونها العدد و لا يعظمها احد
و من الغائبين فعلم آدم و علوم العالم و علوم النوح و علوم
القلم كلها قطرة من بحار علوم حبيبنا صلى الله
تعالى عليه و سلام لان علوم و ما يدرك ما علومه عليه
صلوات الله و تسليمه هي اعظم راحة و اكبر شفاعة
من ذلك البحر الغير المتناهي اعنى العلم الا لا الحى
الا الهى فهو يستمد من ربه و الخلق يستمدون منه فما
عندهم من العلوم انما هي له و به و منه و عنه

و كلهم من رسول الله ملتبس

عرقا من البحر و رشا من الدميم

و واقعون لديه عند حد هم

من نقطة العلم و من شكلة الحكم

صلى الله تعالى عليه و سلم و صلى الله و صاحب و بارك وكرم الامين

ترجمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔ سب خوبیاں اللہ کو جو جمع غیوب
کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشش والا عیبوں کا بہت چھپانے والا، پوشیدہ
راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا اور سب سے افضل درو اور سب سے
کامل تر سلام اُن پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ
کر پیارے ہیں۔ فیہوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو اُن کے رب نے
خوب سکھایا۔ اور اللہ کا اُن پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب
کے جاننے میں بخیل نہیں۔ اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں
ہیں کہ جو ہو گد ریا آنے والا ہو، اُن سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ
فرمانے والے ہیں اور اللہ عز و جل کی ذات و صفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ
نہ آنکھ کچھ بھنی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں۔ اس میں اُن
سے جھگڑتے جو، اللہ نے اُن پر قرآن آما ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو
مفسر نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکھیں
اور گنتی اُن تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہان میں اُن کو کوئی نہیں جانتا
تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور روح و قلم کے علم یہ سب
مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندر میں سے ایک

سے منہر کا ترجمہ مسلط کرنے والا اس لئے کیا گیا کہ ظہور یا انہار کے صلہ میں علی آئے تو اس کے
معنی چیرہ مشدق یا چیرہ گردانیدن ہو جاتے ہیں۔ یعنی مسلط کر دینا یا قبضہ میں رہے دینا
کما يقال ظهر عليه اي غلب عليه كذا في العراج - ۱۲ ما درضا خفرا

ایک بلند ہیں۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم راہ نور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں (اُن پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام)۔ سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں۔ اُن غیرتنا ہی سمندر یعنی علم قدیم الہی سے تو حضور اپنے رب سے در لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے در لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے انہ کے گئے ہیں۔

رسول اللہ تجھ سے الگ تھا ہے ہر بڑا چھوٹا

تیرے دریا سے چلو یا تیرے باران کے اکٹھے چھینٹا

ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں

کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی غراب پر ٹھٹھکا

اللہ تعالیٰ اُن پر درود و سلام بھیجے اور اُن کے آل و اصحاب پر برکتیں در افراز
نازل فرمائے الہی ایسا ہی کر

مندرجہ بالا اسطور میں آپ نے حضرت حجت الاسلام کی کئی تمہیدیں پڑھیں اور اُن کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائے۔ اب میں حضرت ہی کی ایک نہایت مشہور اور عربی فصاحت و بلاغت کی تمہید جو رسالہ "الاجازات المتینہ لعلما ربکہ والندیہ" (مجموعہ) پر لکھی گئی ہے۔ مولانا حافظ محمد احسان الحق متاویری رضوی زید عبدہم کے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش قارئین کر رہا ہوں۔

یہ تمہید امام احمد رضا کی سوانحی معلومات پر بڑی مبنی مستند دستاویز اور عربی اثر کا بڑا نا اور غور سے ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تمہید رسالہ

الْإِجَازَاتُ الْمُتَيْنَةُ لِلْعُلَمَاءِ بِكَ وَالْمُتَيْنَةُ

لتَجَلِّ الْمُصَنِّفِ الْعَلَامِ الْفَاضِلِ الْحُجِيِّ الشَّانِ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ الْقَادِرِيُّ الْمَعْرُوفُ بِالْمَوْلَوِيِّ الْحَاجِّ حَامِدٍ رِضَا خَانَ سَلَمَةَ الْمَنَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى لا سيما هذا
الحبيب المرتضى والشفيع المصطفى وآله وصحبه وأولي الصديق والوفاء
والنور والصفا وعليهم معهم يا من وعد فوقاً وأوعده ففأماً بعد فان
المولى سبحانه وتعالى يختص برحمته من يشاء ويمن عليه بمجيب
الإله ويختار له من النعم العظام ما يختار فيه العقل والأفهام

بل لا يقدر قدره الا وهام وذلك بمن يعين جمال كمال نعمه افضال جيبه
الكريم الغني المغني الجواد المعطي ابي القاسم قاسم انعام النعيم
عليه وعلى اله وصحبه افضل صلاة واكمل تسليم فانه هو الوسيلة
المعطى والخليفة الاعلى والمعطى المقادير دينا واخرى جعل المعطى
خزائن رحمة طوع يديه فلا ينقل خيرا الا منه ولا يسند عطاء الا
اليه ورحم الله القائل واجزل له الاجر انكامله

الا باي من كان ملكا وسيدا

وا دم بين السماء والطين واقف

اذا رام امرا لا يكون خلافه

وليس لذللك الا مرقى الكون مراك

ورضى الله عنه سيد العارف بالله الامام ابي الحسن محمد الباقر

الصدقي حيث يقول

ما ارسل الرحمن اذ يرسل

من رحمة تصعد او تنزل

في ملكوت الله او ملكه

من كل ما يختص او يشمل

الاوطه المصطفى عبده

نبيه مختاره المرسل

واسطه فيها واسل لها

يعلم هذا كل من يعقل

لا سيما نعم الدين من اول يوم الى الدين فالامام فيها وافهم
مبين وذلك قول رب العالمين واخبرين منهم لتبايل حقوا بهم

وهو العزيز الحكيم ○ ذاك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو
الفضل العظيم ○ والحمد لله رب العالمين ○ وان من اجل
اولئك الاخيرين الاولين سبقا في الآخرين والاسبغين فضلا في
اللاحقين الذي انعم عليه نبيه الاول والاخر الباطن الظاهر
انما تحم الخاتم ازل انكاملين وخاتم النبيين صلوات الله وسلامه
عليه وعلى اله وصحبه اجمعين

بنحو لا يقدر قدرها ولا يزن غمرها ولا يحصى والله

العظيم عددها ولا ينفذ ان شاء الكريم مددها ولا يقطع بعون

المصطفى مددها فان الكريم اذا بدأ اعادة احوادام ولا يقطع عوائد

موائد الفضل والا نعام ومن مثل هذا الحبيب امرتني العمير

الجواد العظيم الرجاء صلى الله تعالى عليه وعلى اله داما ابدا في

الفضل والكرم والجود والسدي

حاشا ان يحرم الراعي مكافئه

او يرجع الجار منه غير محترم

صلى الله تعالى عليه وعلى اله رسا المتعلقين باذاله قدر وجوده

ونواله ونعمه وافضاله وجاهه وجلاله وحسنه وجماله وفضله

وكماله سيدنا الوالد المجدد المأجدا ما اهل السنة السنه و

الجماعت السنه مجد المائة الحاضرة مريد الملة

الطاهرة سنام نورا لايمان حضرة المولى الحاج الشيخ

احمد رضا خان فاض الله علينا

من شأبيب فيضه المزار ما ترم الهزار فوق الازهار

فانه اتم الله نوره وادام حبوبه لقمان عليه الحبيب القريب المحاب

المجيب صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه
وشرافه وكرم بالهجر مرة أخرى أحسن من الأولى
امطر عليه امطار الكرم وادم عليه ديم النعم
فقربه تقرباً وجعله الى الكرام

حبيباً واحداً من القلوب المحل الجليل

فاجله الاجله باجل تبجيل وحتى الحق لم يطلب والدى
شهرة في الخلق ولم يبيع طريقاً الى تلك المسالك ولم يلق بالاً الى تسبب
في ذلك ولكن اراد المصطفى ومراد المصطفى لا يرى تخلفاً فان مراده مراده الله
وترى ربه يسارع في هواه فدمج حب والذى العزلة والجهول وضع
الله له في ارضه القبول فكانوا نودى في مكة يا اهل الصفا اهرعو
فقد جاء عبد المصطفى فراينا العلماء اليه مخرجين واكابر
العظماء الى اعطاء منه مخرجين فممنهم من يقتبس من النوار علمهم
وضياءه ومن يلتبس البركة في لقاء محياهم وهذا جاء نسأل واستغنى
وهذا جليل يعرض عليه ما كان افنى حتى ان جلة الجليلة الممتانة
طلبوا منه بركة الاجازة ودخل كبار في بيعة الطريقة وقام مخدوم
الكرام بمخدمته الا نيفة حتى ان شيخنا جليلاً اماماً ما مطاعاً بها با كبير
الشان عظيم المكان من اجلة علماء البلد الحرام المشار اليه بالاصابع
بين الكرام سمعنا يقول له في محاورته لما هو الى من ركبته بل
انا قبل ارجلكم ونعاكم كثر الله في الزمة امثلكم فراينا بحمد الله راي
العين ما اخبر عن نبيه رب المشوقين اذ يقول واخرين منهم ما يلحقوا
بهم وهو العزيز الحكيم

والله فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم وان اول من

انا لا استجازة طالبا منه نفسه الاجازة محدث المغرب جليل المنصب
السيد الفاضل العالم الكامل مولانا السيد عبد الحى ابن السيد الكبير
الشريف عبد الكبير الكنتا في الفا. سى زو فضل مبين له ستون مصنفات في علوم
الحديث وغيرها من علوم الدين كان اتى مكة حاجاً فارسل الى سيدنا لوالد
الا تقي من دون سبقة تعانف اصلاً فضلاً عن لقاء اشراج بقين من
ذى الحجة سنة الف ثلثمائة وثلاث وعشرين ابى اريد الزيان اليكم
لا قنيس من نوركم المبين وقد كان ابى مشتغلاً في هذا النهار رداً على
الوهابية بكتابة كتاب الدولة المكية بالمادة الغيبية وكان واعد العلماء
الكرام ان يتم تصليفاً وتبديلاً في ثلاثة ايام فخان ان يتأخر
فقتضيل واعتذر ورد اليه الجواب ان سيتم عند الكتاب ان شاء الملك
الوهاب فاننا بنفسى الى اليكم بعد غد فارسل السيد المغربى حفظه
الاحد ابى غدا اذا هب الى المدينة المنيرة وقد اكترينا الابل وتعين
الرواح بعد الظهيرة فاذا ابى وتوكل فى اتمام شانه على افتتاح فخرج
السيد وانا من الغد بعد الاصباح فاستجاز في الحديث اولاً وسمع
ما جاء بالاوليه مسلاً ثم طلب اجازة سلاسل الاولياء الكبار فكتب ابى كل ما اقترح
وطال المجلس الى نصف النهار ثم توجه السيد من فوراً بعد الصلاة الاولى الى مدينة
المصطفى وكان معه شاب صليح من طلبه العلم الكريم يدعى حسين جمال بن عبد
الرحيم فتخلف ساعة عن السيد واتى مستجيباً الى حضرة الوالد وقد ان
رحيلهم الى اطيب مكان باجازة والذى باجازة باللسان واذا ان يكتب
نسخة باسمه من عند السيد على نحوه ورسمه فكانت هذا نسخة
اولى ومع تلك الطفرة وعود الحى اشرف الله الكتاب قبل الميعاد وارسل
مريضاً الى العلماء الازواج ثم من غدا عني الليلتين من ذى الحجة الحرام

أما زائر أجل العلماء الأماثل الكرام حضرة مولانا الشيخ صالح كمال
مع بعض آخرين أهل العلم والفضل من بيت وحلان بيت الفضل
والكمال فاستجازوا فاجاز لهم باللسان ولم يزل متوقفا في كتابة
الإجازة لذلك العلامة الجليل الشأن أجل الألسنة وتعليما
لمكانه والشيخ كلمة يلقى يطلب ويتقاضى حتى أنشأه نسخة أخرى
حافلة كبرى وسماها الإجازة الرضوية لمبجل مكة البهية جمع
فاوحي وذكر الشيخ باحسن الذكر فكانت نسخة ثانية اسماء
غانية شهر ان مولى سبحانه وتعالى قد كان النقي بين حضرة
الوالد والسيد الما جد العلامة النبيل العفامة الجميل مولانا
السيد اسمعيل خليل حافظ كتب المحرم الجليل باول اللقياء ورائي
الحياض في الله فوق العادة لان الامرواح جنود مجندة وكان السيد
سأله الإجازة فبهذه النسخة الجي معة اجازة مع اخيه السيد
مصطفى خليل اذ اسمهم الله بالعز والتمجيد وكتب لهما عند ذكر
الاسماء ما يليق بهما من ثناء وسناء
ثم كتب نسخة ثالثة للعالم العامل الحادي الشيخ احمد الحضري
ثم تتابع الناس فكتب نسخة رابعة مختصرة جامعة وجيزة
نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترك البياض مكان اسم
المجاز فكلمنا ابي عالم يستجيز كتب اسمه واعطاه نسخة
فاجوزوا اجاز لكن عدة كرماء طلبوا مع ذلك النسخة الكبرى و
كانوا بذلك احن واحرى فمنهم من احواله على حضرة الشيخ صالح
كمال كي يستغفروها من عندك لتخفف الأثقال ومنهم من وعدك الرمال
اليه من عندك بعد الوصول الى وطنه وبلده فهاتان النسختان اعني

الثانية الكبرى والرابعة الجامعة الصغرى كان كل منها على عدة
اعلام لعلماء واعلام فنذكر في محل الاسم ما اختلفت العبارات
ومع كل ما ذكر في اخرى من تاريخ الاثبات ثم كتب نسخة خامسة
للشيخ عبد القادر الكروى تلميذ الشيخ العلامة صالح كمال وولد
السعيد عبد الله فريد لما كتب اليه يطلب منه الاجازة له ولشيخه
العلامة ذي الافعال ثم كتب نسخة سادسة للسيد محمد عمر
المطوف ابن السيد الجليل ابي بكر الرشيد المحرم بكرم المتعال ثم
سار الى حضرة المدينة المنورة فتلقاه علماء الكرام كعلماء
مكة بالاكرام والجلال حتى قال له الشيخ صالح السعيد المولى
محمد كريم الله الفنجاني مجاور المحرم المدني تلميذ حضرة الشيخ
العلامة الاجل مولانا الشيخ محمد عبد الحق الاله ابادي مجاور
الحرم المكي الشفي ابي مقيم بالمدينة الامينية منذ سنين وياتيها
من الهند النون من العلمين فيهم علماء وصلحاء اتياء رأيته
يدرون في سكك البلد لا يلتفت من اهله احد ورائي العلماء والكبار
العظماء انبياء مهرة وبازجلال مسرعين ذلك فضل الله يؤتيه
من يشاء والله ذو الفضل العظيم وقد طلب هنالك عدة من العلماء
الاجازة فاجاز باللسان اكثر من اجازة لان عبد المصطفى حضرة
المصطفى عليه افضل صلواته الله في شغل مشاغل عمن سواه
ولبعضهم وعد ان يرسل من البلد كالفاضل اكامل مولانا الشيخ
عمر بن حمدان المحرمي المدرس بالحرم النبوي السري والسيد الشريف
اللطيف النظيف مولانا السيد مامون البري الا السيد الجليل السعيد
الحمد مولانا الشيخ محمد سعيد شيخ الدلائل والشرف والفضائل

تکتب: نسخة سابعة عين وقت الترحيل من البلد الجليل بعد
ان يرسل من الوطن التفصيل ولما رجع الى الوطن واشتغل بتصنيف
كتب ودفع فتن وفتح التاخير فانت الكتب من الحرمين
بالنكاحين ولذا كرمه بخص تلك المعانف مع كتاب اخر من سيد جليل
مشعون باللطائف ليعلموا لا نام وصلا بحمد الله الواد وحسن الخلق
بكين سيد الوالد وذالك السيد

رسالہ الاجازات المتینہ لعلمائیکہ والمدینہ کی تمہید

جسے مصنف رسالہ (علیہ الرحمہ) کے فرزند حقہ الاسلام علامہ الحاج
الفاضل صاحب الشان الموقر محمد جواد رضا خاں قادری نے لکھا۔
(سلامتی واللہ انہیں سلامتی کے گھر و جنت) میں داخل فرمائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تفرغیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں
پر جنہیں اس نے چنا۔ خاص کر اس محبوب پر جو اسید گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب
فرمودہ ہیں۔ نیز آپ کی آل و اصحاب پر جو صدق و وفا اور نور و صفا والے ہیں۔
اور ان کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی آثار) اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا
کیا اور محکم دی تو معاف فرمایا۔ حمد و صلوة کے بعد حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہ
و تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ حاصل فرماتا ہے اور اپنی جلیل شان

نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لئے ایسی بڑی نعمتیں
پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کا
اندازہ وہم و گماں بھی نہیں کر سکتے۔ اور ان سب الطاف کا اصل سبب حبیب
کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں
کے کامل حسن کا کرشمہ ہے۔ وہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی
ہیں دوسروں کو رویتے ہیں، ابو القاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں پائتے
ہیں (آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) کیونکہ
آپ ہی بندوں کے لئے سب سے بڑے و سید اور اللہ تعالیٰ کے سب سے
بڑے خلیفہ و نائب ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنیاں آپ ہی کو
عطا ہوئی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت
میں رکھ دیئے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر
اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر۔ ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ
رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

ترجمہ اشعار :- ”مفتے ہو باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور
سرور تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے
ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا۔ سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو
ان کے ارادے کو بدل سکے۔“

عارف ربانی سیدی ابوالحسن محمد البکری (الصدیقی الامام) سے خدا راضی ہو۔

وہ کیا خوب فرماتے ہیں :-

ترجمہ اشعار :- ”جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ بڑھتی چلا اترتی
ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام سب واسطہ اور اصل آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں خواہ کبھی بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی

ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقل مند جانتا اور مانتا ہے۔

بالخصوص دین کی نعمتیں؛ دو روز اول سے روز آخرت تک جتنی بھی ہیں، سب حضور (علیہ السلام) کے واسطے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور رب العالمین کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمہ الآتیں مع التفسیر بین الہدایین: ”میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں۔“ اور ان میں سے اور دو کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورہ الحجہ رکوع ۷) اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کو ہیں۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اور دوں کا ذکر ہوا ہے ان میں فضل و کمال کے اندر سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں وہ پیغمبرِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلق) پہلے بھی ہیں اور نبیوں میں (من حیث النبوت) پہلے بھی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین) اور ان کی بخشی ہوئی نعمتیں ہندو کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی تمام نکالا نہیں جاسکتا، یہ بھی وہ نعمتیں ختم نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ کی قسم وہ گنی نہیں جاسکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پر نہ کریں گی، مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مدد سے ان میں اضافہ نہیں کر سکے گا کیوں کہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانہ کرم سے لینے کا عادی بنا دیتا ہے تو لینے دینے کی رسم برقرار رکھتا ہے۔ اس کے فضل و

انعام کے دسترخوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حبیب جیسا فضل و کرم میں جو دو سخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امید گاہ ہیں، آپ کی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ و سلم) (ابن ابی)

ترجمہ شعر: ”آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوار کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کر دیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔“

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے واسن رحمت سے پہنچنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بقدر آپ کی بخشش اور نوال کے نعمت و افضال کے، مرتبہ اوجہال کے، حسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنت اور سنی جماعت کے امام، اس چودھویں صدی کے مجدد و پاکیزہ ملت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں۔ یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ ہم پر ان کے ابر فیض باریکی بخشیں نازل فرمائے جب تک کہ کیوں پر بلبلیں چکیں)

ہوایوں کہ حضرت والد ماجد (اللہ تعالیٰ آپ کے در فیض کو کامل اور پیشوا کی کو دائم فرمائے) پر جب موقع حج ثانی جو پہلے حج سے حسن ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا وہ حبیب جنہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہے جن کی سب دعائیں قبول ہوتی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وکرم) اور آپ پر باران کرم کو آمار، نعمتوں کی وہ بارشیں لگتا رہا نازل فرمائیں کہ مقرب بارگاہ کر دیا اور اہل کرم کا محبوب بنا دیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و با غفلت جگہ مرحمت فرمادی کہ دلوں کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کی۔ حق تعالیٰ کی قسم

کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انہوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا، اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے دیا لیکن بایں ہر حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد مختلف نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فیما علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گنہائی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی گو یا مکہ مکرمہ میں کارکنان قضا و قدر سے مدد کروا دی گئی کہ اہل صفا جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علماء کرام کو آپ کی جانب جیتنے آئے اور اکابر عظام کو آپ کی تعظیم توقیر میں جلدی کرتے دیکھا۔ بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کیلئے آئے۔ بعض صرف برکت لانا کی غرض سے پہنچے، کسی نے آکر مسند پر چھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا کھانا ہاتھوں دکھا یا اور تصدیق و تقریظ چاہی۔ یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بہت و طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم و خدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باسعادت، کبیر الشان عظیم المکان، معزز علمائے حرم میں اہل کرم میں اتنے معظم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں، سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے اربابان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے انا اقبل ارجلکم و نعالکم کثر اللہ فی الزمۃ امثالکم میں یہ کہہ کر قدروں اور بوقوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے۔

تو ہم نے مجدد تعالیٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وصیت علمی کا)

وہ منفرد دیکھا جسکی خبر عبدالمشریقین نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

ترجمہ آیت: ”میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں“۔ اور ان میں سے اور ان کو بھی جو دنیا تک آئیں گے پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو انگوٹوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے جہاں ہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجحد کو عطا) والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے جو متمیز حاضر ہوئے ان کا نام مولانا السید عبدالحی بن السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکنانی الفاسی ہے، جو صرف محدث المغرب حلیل المنصب سرورہ افضل عالم کامل، صاحب فضل مبین ہیں۔ علم حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ماسٹر کتابت تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ کہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بغیر کسی سابق تعارف و سابق ملاقات کے والد ماجد کی خدمت میں ۲۸ رذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے نور علم سے متفتن ہوئے۔ کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اس دن والد محترم ”وابیوں“ کے رد میں ”الدولۃ الحکیمہ بالمادۃ الفیسیہ“ (۱۳۶۶ھ) لکھنے میں مصروف تھے۔ اور تین دن میں کتاب کی تصنیف و تدبیر کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ وجہ ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا۔ اس لئے آپ نے سید صاحب (حفظہ اللہ) کی خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (انشاء اللہ) کتاب مکمل ہو جائے گی تو میں پرسوں خود حاضر ہوجاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہہ دیا کہ کل بدست منورہ چارہا ہوں کرایہ کے اونٹ سے لئے ہیں۔ کل دوپہر بعد روانگی کا پر وگرام بن چکا ہے تو حضرت والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فجاج کے سپرد کی اور سید

صاحب موصوف کے تشریف لانے کی اجازت دیدی۔ مئی ۱۹۵۷ء میں ہی سید مقرر خوش ہوئے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی والد ماجد سے اجازت حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالادیت کا سماع کیا۔ پھر اولیاء کو کھار کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں۔ والد ماجد نے تمام اجازتیں ان کی منشاء کے مطابق لکھ کر مرحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی۔ پھر سید صاحب نماز ظہر کے فوراً بعد مدینہ المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہو گئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب "حسین جمال بن عبدالرحیم" بھی تھا۔ اس نے سید صاحب سے کچھ نیچے رہ کر اجازت حدیث طلب کی۔ چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب ان حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ اس لئے والد ماجد نے اسے ربانی اجازت دیکر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کی نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازت کا پہلا نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ چڑ گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وقت سے پہلے کتاب مکمل فرمادی۔ اور والد صاحب نے مسودہ صاف منسوخا کر (حسب وعدہ) علماء ارباب کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی تاریخ ۲۸ رزی الحج والد صاحب کی زیارت کے لئے حضرت مولانا شیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علماء کرام کے سردار ہیں ان کے ساتھ فضل و کمال کے گھرانے "دحلان" کے دیگر اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انہوں نے بھی اجازتیں مانگیں۔ اپنے سب کو ربانی اجازتیں بخشیں اور جلیل القدر علامہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیش نظر ان کے لئے خد اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب ملتے سند کا مطالبہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہاں تک کہ ان کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا۔ جس کا تاریخی نام "الاجازۃ الرضویہ" ہے۔ البتہ یہ تجویز کیا۔ اس نسخے کو اجازت کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا۔ اس میں

شیخ کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخہ ثانیہ ایسا حسین ہو گیا کہ ہر بڑا شیخ سے مستغنی نظر آنے لگا۔ پھر مولے سبحانہ و تعالیٰ نے والد ماجد کے درمیان اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، باجمال، مولانا سید اسماعیل جلیل حافظ کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات میں چہرے پر نگاہ پڑتے ہی فرق العادہ محبت فی اللہ پیدا فرمادی۔ کیونکہ (مطابق حدیث شکرۃ ص ۲۵) روح متعلق بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کئے ہوئے لشکر کی صورت ہو کر قی ہیں (تو جو عالم ارواح میں متعارف ہوں وہ عالم اجسام میں بھی متعارف و ملاؤس ہو جاتی ہیں) بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے ان کو بھی ان کے بھائی سید مصطفیٰ جلیل کو بھی وہی نسخہ ثانیہ جامع مرحمت فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب کو عزت و عظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ ان کی شان کے لائق کلمات درج و ثناء لکھے۔ پھر اپنے تیسرا نسخہ باعمل عالم حاوی فروع و احوال شیخ احمد خضر اویسی کے لئے لکھا۔ انراں بعد مستحضرین کا اتنا تائب ہو گیا کہ ان طلب کرنے والے علماء و مشائخ بے درپے آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے ان کے لئے سند کا جو نسخہ تالیف فرمایا جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی اور اپنے عجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں۔ جب کوئی عالم دین سند لینے آئے تو والد ماجد خالی جبکہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے اس طرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشتے۔ لیکن بایں ہر متعدد و اہل کرم نے بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس نسخہ کبرائے کے لائق و حقدار تھے۔ والد ماجد نے بوجہ ہکا کرنے کے لئے ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوائیں۔ اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن پہنچ کر بھیجیں گے۔ تو دوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع، یہ دونوں علماء اہل علم

کے ناموں کی گنتی کے مطابق مرتب کئے گئے۔ تو ہم مختلف ناموں کے محل میں مختلف عبادت ذکر کریں گے اور ان کے ساتھ تاریخ اشبات بھی لکھیں گے جو آخر میں ذکر کی گئی۔ پھر اپنے حضرت علامہ صالح کمال کے شاگرد شیخ عبدالقادر الکروبی کے لئے اور ان کے سعادت مند لڑکے عبداللہ فرید کیلئے پانچواں نسخہ مرتب کیا۔ جبکہ انھوں نے عریضہ بھیج کر اپنے لئے اور اپنے استاد علامہ صاحب الفضال (صالح کمال) کے لئے اجازت نامہ طلب کیا۔ پھر چٹانہ نسخہ سید محمد عمر المظوف بن سید جلیل ابو بکر الرشید (المحرم بکرم اللہ تعالیٰ) کیلئے لکھا۔ ان کے بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے وہاں کے علماء کرام نے بھی کٹر ترمیم کے علماء کرام کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام و اجلال کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ علامہ اجل مولانا شیخ محمد عبدالقادر الدیوبادی مجاور حرم مکہ معظمہ کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد کیم اللہ الفنجانی مجاور حرم مدینہ منورہ نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں آپ کی پذیر ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں۔ ان میں اہل علم، اہل صلاح، اہل تقویٰ سب ہوتے ہیں۔ انھیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں۔ کوئی ان کی طرف دھیان نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب نشان دہیت ہوں کہ بڑے بڑے علماء عظام آپ کی طرف دوڑتے آ رہے ہیں۔ اور اعظم بجالانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے فضل والا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں بھی متعدد علماء کرام نے اجازتیں مانگی ہیں اپنے اکثر کو صرف زبانی اجازتیں دیں۔ کیونکہ "غلام مصطفیٰ" بارگاہ مصطفیٰ (علیہ الفضل صلات اللہ) میں ایسا مشغول ہو گیا کہ ماسوائے مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی بنا پر بعض علماء سے وعدہ فرمایا کہ وطن جا کر سند اجازت بھیجیں گے۔ یہ وعدہ فاضل کابل حضرت مولانا عمر بن محمد انحرشی مدرگ حرم

نبوی کے لئے اور صاحب سیادت و شرافت لائق لطافت و لطافت مولانا سید امین البرقی کے لئے تھا۔ ان سید جلیل الشان، سعادت مند صاحب ستائش موصوف با شرف و انفضال مولانا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل کیلئے ساتواں نسخہ اس وقت قلمبند فرمایا جبکہ بلدہ جمیلہ سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وطن پہنچ کر تفصیل بھیجوں گا۔ پھر جب وطن پہنچے تو کتابیں لکھنے، غنائے مٹانے میں اسے مصروف ہو گئے کہ سندیں بھیجنے میں دیر لگ گئی۔ اس پر کئی خطوط بطور یاد دہانی تشریف علیہ بن سے یہی تشریف دئے۔ اب ہم وہ خط مختصر ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرا خط بھی ذکر کریں گے جو خوبوں سے بھرے ہوئے جلیل الشان سید صاحب کی طرف سے آیا تھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت والد ماجد کے درمیان اور سید صاحب موصوف کے درمیان (بجملہ اللہ الوداد) کتنا مضبوط رابطہ اور کیسا حسین اتحاد تھا۔

الذی یملیکہ کاش ہمارا دوست ہے

کسی کتاب کا ترجمہ اور اس کو کسی دوسری زبان منتقل کرنا آسان نہیں۔ اور وہ بھی امام احمد رضا کی شہرہ آفاق نادر روزگار تالیفی عربی تصنیف "الدولة المسکية" کارواں اور باخاوردہ اور درجہ کسی عاک آدنی کا کام نہ تھا۔ اس کیلئے کبھی مصنف برحق کے جانشین برحق عبدہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں نے توجہ کی اور ایسا شاہکار ترجمہ کیا کہ اس پر اصل کتاب کا گمان ہونے لگا۔ پھر یہ طرہ امتیاز بھی فاضل مترجم کو حاصل رہا کہ نثر کا ترجمہ نثر میں اور نظم کا نظم میں۔

یوں تو الدولۃ المکیہ پوری کی پوری کتاب اپنے موضوع میں لاجواب ہے ہر دور کے علماء و محققین کے لئے تحقیقات کا سرمایہ آیات و روایات کا مجموعہ اور ہندو پاک میں مطبوع ہے۔ مگر اس وقت مندرجہ ذیل مکتوب میں صرف حضرت شیخ العلاء محمد سعید مفتی شافعیہ باہلوی کی اس کتاب پر شاندار تقریظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اما بعد فقد طلعت على رسالة الفاضل الكامل سيدى احمد رضا خان
المسماة بالدولة الملكية بالمادة الغيبية فوجدت مؤلفها الكامل سيد احمد
رضا خان المذكور مستحقا للثناء الجليل فى نفسه وفى رسالته المذكورة بثلاثة
وجهة الوجه الاول انه رأس علماء الجهة التى هى مقربة وانه الحق
المدقق فى علوم الشريعة ومطالعها اصول وفروعا الوجه الثانى انه
قام واجتهد فى حق جناب سيد المرسلين بحسن تعظيمه واجلاله كما
ينبغي وبالاخص ما اكرمه الله تعالى به من العلوم الغيبية التى
لا نهاية لها فاني اللوح المحفوظ والعرش والنوازل العلوية وغيرها

لے اہل شریعت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دعا دی کہ جو ملک میں میری شریعت کی دعوت ہو، وہ میرا ملک ہو۔

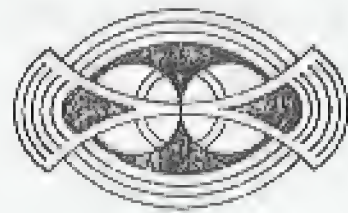
فما بقيته في رسالة المذكورة واستدل عليه وبرهين بها نقله عن بعض مشايخه وعن المؤلفين المتقدمين والمتأخرين مما لا يكاد يضرهما يראה من اطلع عليه في الرسالة الملوك كورقة الوجه الثالث رسالة المذكورة العظيمة في شأنها مع كونه النّها في عام حجة سنة الثالث والعشرين في زمن يسير كما ذكره واقتنمها وبسط في الاستدلال والبرهان حتى انها رعت عند علماء الحرمين موقعا جليلا وقرظوا له عليها واجادوا فيها قاصدا به له وهو قيل من قدره اذ اعلمت ذلك كله مبين واتضح لك ضلال المعتزتين عليه من انهما بديا والحسنة هذا ما تبين لي من نصرة هذا الامام الكامل قاله بنحو ورقته القليلة المرتجى من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بالافصيل مفتي الشافعية وشيخ العلماء بمكة المحببة غفر الله له ولوالديه وشايخه

وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد نعت کے بعد میں نے فاضل کمال میرے سرور احمد رضا خاں کے رسالہ
الدولۃ الکلیہ بالمادۃ الخبیئہ کا مطالعہ کیا تو میں نے مصنف مذکور فاضل سید کی احمد
رضا خاں کو اپنی ذات اور اپنے اس رسالہ مذکورہ میں تین وجہ سے عظیم تعریف کا
مستحق پایا۔ وجہ اول یہ کہ جس صحت میں ہے وہاں کے علما کا سرور ہے اور وہ عزت
کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں تحقق و تدقیق ہے۔ وجہ دوم یہ کہ وہ حق بنیاب
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور کے محض تعظیم و آداب کے
ساتھ توجہ و کوشش تمام رکھتا ہے۔ اور خصوصاً ان علوم غیبیہ میں کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرامت کے جو بے انتہا ہئیں، ان
چیزوں سے جو لوح محفوظ اور عرض کوش عالم ہائے بالا و غیر ہائیں ہیں۔ جن کا بیان مصنف

نے اپنے رسالہ مذکورہ میں کیا اور جن پر دلائل قائم کئے اور ان پر ان مسئلہ سے دلیل
قطعی قائم کی جو اپنے بعض مشائخ اور مصنفین سلف و خلف سے نقل کیں۔ جن کا ہر
ہو نامعلوم نہیں ہوتا۔ جیسا رسالہ مذکورہ میں ان کے مطالعہ کرنے والے کے
پیش نظر ہیں۔ وجہ سوم یہ رسالہ مذکورہ کہ اپنی شان میں عظمت والا ہے یا آنکہ اُسے
اپنے زمانہ حج ۱۲۲۲ھ میں تلبیلِ تخت میں لکھ دیا۔ جیسا کہ اس کا ذکر کیا۔ اس میں خوب
حکم کام کیا اور دلائل و مباحث کو بسط دیا۔ یہاں تک کہ وہ رسالہ علما و محرمین شریفین کی
نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا۔ اور ان علما و کرام نے مصنف کیلئے رسالہ پر تقریظیں
لکھیں۔ اور انہوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب کیا کیا اور یہ بھی مصنف کی
قدر سے کم ہے۔ جب یہ سب تجھے معلوم ہو گیا تو تجھ پر واضح اور روشن ہو گیا کہ وہ یہ
اور حاسد جو اس پر اعتراض کرتے ہیں سب گمراہ ہیں۔ یہ ہے وہ جو مجھے اس
امام کامل کی مددگاری میں میسر ہوا۔ اُسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا
اپنے رب سے کمال ملاو پانے کا امیدوار محمد سعید بن محمد با بصیر نے جو
کہ مغفک میں مفتی شافعیہ اور شیخ اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ماں
باپ اور استاذوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔



یہ تقریظ غفور کا ترجمہ غفور تھا۔ ذوق مطالعہ تازہ ہے اب مجہ شامی حضرت
عبد العزیز بن سید القرشی کی تقریظ منظوم کا ترجمہ منظوم بھی پڑھتے پڑھتے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد لمن اظهر الحق عيانا ومنع اوقاما بكمال الايمان باطنا وظاهرا
فبان نجههم تبيا نا محمدك سبحانه ولشكره ولومين بهم ونوحده ونشهدك
انه الله الذي لا اله الا هو مكون الكائنات ونشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا
محمد الذي اطلعه الله على جميع المكنونات فعلم كنهها وجزئها واما قضي
واثرات المرسل بكمال الواع الايمان اعجازا اللهم وقهر اهل البق لاجل من
الناس عذرا صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه الذين مهدوا الدين
وامسوه وكشفوا عن وجهه مخدرا نقابا وازالوه اما بعد وفي كل ربيع
بنو سعد فان عبد الفقير المعترف بالجزو والتقصير لما اطلع على الرسالة
المسماة بالدولة الملكية بالمعاداة الغيبية مؤلفها اصول الزمان وعلامته
الاوان المتكلمة النظارة والمفسر الذي عليه المدار يتيمة الدهر بلا توان
قاضي القضاة الشيخ احمد رضا خان افيتها البصر الزاخر والقولها
كالا نجم الزواهر ومنذ اعنت في مسائلها النظر وجدتها هي عتيقة
اهل الايمان في البدن والخبر ترشحت من تطلبيذ الانفال وتوشحت

بمخدرات المقال. ففي كل نظر روض من المني وفي كل سطر منها عقد من
الدواء الله انما السامرة وباهرة ذوا المنقول ولربيق لاحد بعد ما يقول
ومخالف العقيدة التي فيها جهول وضلول لكن الله دره نفلت رد عقولهم
خاسرة خامة وانقبت بصائرهم خاسرة عائية ولقد كنت رايت
رئيس هذه الطائفة ككازيه ونا مقير بالمدينة المنورة على نورها
افضل بصلوات والركي السلام وتذاكرت معه في علوم ففقر منه قلبي نفورا
كلها وانشدت في مواجهة تصعب من ينهضك حاله ولا يد لك على الله
مقاله فخلت مبدله ولقد نقلت ما ليشفي ويكفي في الرد على هذه الطائفة
الوهابية في كتابي المسى العنوان العرب وفقلت هنالك ما لصاحب سيوف
الفتك والترجمة الكبري في اخبار هذا العالم برا وبجرا وذلك
رسائل الشيخ الطيب ابن كيران وتلميذه صاحب الفتوحات الوهابية
في الرد على الطائفة الوهابية وكذلك رسالة سيدي ابراهيم الزياحي
التولسي والله در عصرينا احسان الزمان ومجي سنة سيد ولد عدنان
المحفوظ بالنبي العدنان الشيخ يوسف الفياحي حيث ذكر في كتابه شواهد
الحق هاتيك التصبيحات التي هي في فوايدهم شهاب زجرات فلقد قام هو
وصاحب الرسالة بالواجب وتيا بالحكم الصائب ليكن العلم والعدل اصل كل
خير والجميل والنظر اهل كل شروا الله تعالى ارسل رسوله سيدنا وشفيقنا
وسيلتنا الى ربنا دنيا واخرى بالهدى ودين الحق وامر ان يعدل بين
الطوائف ولا تتبع اهواء احد منهم فقال عز من قائل فذللك فذاع
واستقر كما امرت ولا تتبع اهواءهم وقل امننت بما انزل الله
من كتاب وامرت لاعدل بينكم الله ربنا وربكم لنا اعمالنا ولكم اعمالكم
ولا حجة بيننا وبينكم الله يجمع بيننا واليه المصير واصل ما يقال

في هذه الرسالة ذات الحسن والجمال والبهاء والكمال

ايها الناظر فيها	انظر الحق يقينا
وتحققها اعتقادا	وملاذا وبينا
فهو والله اساس	وهي نور المؤمنيين
كملت حقابصدي	وبدرت للعالميين
نشرها في الكون ظاهر	في عيون الحاسدين
ادخني النور حقاً	من نجوم ظاهرينا
نور حق الهدى ظاهر	من جميع المؤمنين
رب مل شمس	عن جميع المرسلين
سما عا لم غيب	وامام المتقين
عالم الخمس يقيناً	بل رأي الحق مبيناً
وعلى آل الكرام	وجميع التابعين

قاله بغيره ورقعه بقلمه خدام الحديث والاسناد وغير النحال
وتبيح الا فعال الراحي غفور ربه المتعال الخال وقته بالهدى بينه
المنورة بعد قبوله مراد حج بيت الله الحرام عبد القادر بن محمد
بن عبد القادر بن الطائب بن سورة القرشي ابا الحسيني اما
الفاسي له جميع المسلمين بالحسن وكتبته في الحرم النبوي لمواجهته
الشريفة مجلد في ٢٩ ربيع الآخر ١٣٢٩ هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد اس کے لئے جس نے حق کو آشکارا کر کے آنکھوں دکھایا اور گروہوں کو ظاہر
اور باطن میں کمال ایمان عطا کیا۔ ترانہ کا ستارہ خوب روشن ہو کر چکا۔ ہم اس
کی حمد کرتے اور اس کی پاکی برتے اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ اور اس پر

ایمان لاتے اور اسے ایک اکیلا جانتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً وہی خدا ہے برحق جس کے سوا کوئی معبود نہیں خالق کائنات ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سروار ہمارے آقا محمد ہیں جنہیں اللہ نے جمیع مخلوقات پر مطلع فرمایا تو انھیں ہر کلی وجہ کی بتایا اور ہر گزشتہ و آئندہ سکھایا لوگوں کو عاجز و مقہور کرنے کیلئے ہر طرح کے کمال ایمان کے ساتھ بھیجے گئے تو کسی کے لئے خدا باقی نہ رہا اللہ ان پر رحمت کا طائر نازل فرمائے اور ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے دین کو راستہ و پیراستہ اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور اس کے پر وہ نشین (راز) اُسے سربستہ کے چہروں سے گھونگھٹ اٹھا دیا۔ بعد ازاں وہ مہجرت اور ہجرت میں فرزند ان سعادت بلاشبہ بندہ فقیر مفتوح بن محمد و تقصیر جب مطلع ہوا الدولۃ الکبیرہ بالماوراء النہدیہ مصنفہ اصولی زمان و علامہ دوراں مشکلم مناظر جس پر مدار کار وہ مفسر و شیعہ زمانہ چاق قاضی قضاۃ آفاق استاد احمد رضا خاں توپیں نے اسے دریائے موج و فرخاریا اور اس کے نقول کو ستاروں کے مانند ضیاء بار۔ اور میں نے جب اس کے مسائل میں گہری نظر کی تو میں نے انہیں تمام اہل ایمان کا شہرہ و بیرونیات کا عقیدہ پایادہ و نازل ہے کہ رفع احادیث کی دامن بنگاری نے اُسے سلوار اور پردگیان کلام کی ہیکلنگ اُسے سجایا ہے

مراؤں کے ہیں باغ ہر لفظ میں تو ہر سطر میں موتیوں کی ٹہنی خدا کی تم دو بلاشبہ عقلوں پر جادو ڈالنے والا اور اہل منقول کا مطلوب کر نوالا ہے اور اس کے بعد اُس کو کچھ کہنے کی جگہ نہ رہی اور خائف اس عقیدہ کا کہ اس میں ہے جاہل و گمراہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کہیئے ہے اس کی خوبی کہ اس نے یقیناً انکی عقلوں کو غائب و خامر پیر اور ان کی بصیرتیں و شکاری چوئیں ہیبت زدہ پلٹیں اور بے شک و شبہ میں نے اس جوئے طائفہ کا گوے کو اپنے قیام مدینہ منورہ کے وقت دیکھا تھا (اس مدینہ کو نور دینے والے پر بہت بہترین اور مستحضر اصلاۃ و سلام) اور میں نے اُس سے علی اندازہ کیا اس سے میرا دل نفرت کلی سے نفور ہو گیا اور اس کے سند پر

میں نے یہ شعر پڑھا ہے

اسکی صحبت ترک کر گزہ چونکہ جو کچھ محال

اور دکھائی ہو نہ راہی تھے اسکی مقال

تو میں نے اس کا راستہ خالی کر دیا اور درحقیقت میں نے نقل کیا اس طائفہ و بابہ کے رد میں وہ کہ کافی و شافی ہے اپنی کتاب سنی بعنوان المغرب میں اور اس میں میں نے نقل کیا وہ کہ مصنف ملوف الفتک اور المرتجعات البکری فی الخلد لہذا العالم بڑا و جہا نے تحریر کیا۔ یونہی رسائل شیخ طیب ابن کیران اور انکے تلمیذ مصنف الفتوحات الوہابیہ فی الرد علی طائفۃ الوہابیہ میں جو تھا اور یونہی رسالہ سیدی ابراہیم راجی تونسلی میں جو تھا اور اللہ کیلئے ہے خوبی ہمارے جو حصص ان زمان زندہ کن سنت سردار عدنان محفوظ بہ بنی عدنانی معروف شیخ یوسف بنہانی کہ انہوں نے اپنی کتاب شواہد الحی میں وہ تنبیہات ذکر فرمائی کہ ان کے اندر کے دلوں میں زجر کرنے والی شہاب ہیں تو درحقیقت بلاشبہ وہ (علامہ بنہانی) اور مصنف رسالہ ہذا (الدولۃ الکبیرہ) اولئے واجب کیلئے کھڑے ہوئے اور حکم صاحب لائے لیکن علم و عدل ہر نیکی کی بڑ ہے۔ اور مولانا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہمارا سردار ہمارا شیخ ہمارا وسیلہ و وسیلہ و آخرت بنا کر رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اور انھیں حکم کیا کہ سب فرقوں میں عدل فرمائیں اور ان میں سے کسی کی ہوائے نفس کی پیروی نہ کریں۔ تو اُٹھا فرمایا دہر قائل مجزئہ تر تو اسی کی دعوت دو اور خود مستقیم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور کہہ دو میں ایمان لایا اللہ کی تائیدی چوٹی کتاب پر اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارا اعمال اللہ تمہارے لئے تمہارے کرتوت ہیں۔ ہم میں تم میں کوئی حجت نہیں اللہ ہم میں اتفاق دے اور اسی کی طرف ہے پھرنا۔ اس رسالہ صاحب حسن و جمال و نور و کمال کے حق میں جو کہا گیا اس کا حاصل کلام و نتیجہ مقال ہے۔

اے مرے پیارے ناظرین حق ہے یہ رسالہ بالیقین
 حق جان اور کر اعتماد جائے پناہ ذکر مراد
 والدودہ ہے اصل دین نور و منیائے مومنین
 کامل ہے صدق و حق میں ہے آشکارا خلق میں
 عالم میں نشر و مہر ہے چشمِ صد بے نور ہے
 کیا نور سچ چھپ ہے انجم سے جب جو سب کھلے
 یہ نور ہند کا نور ہے مسلم میں اس کا پھول ہے
 تحفے صلاۃ و سلام کے سب مرسلین عظام سے
 مخصوص عالم غیب پر سرور اقصیا کے سرور
 اے علم خمس ہے بالیقین کہ خدا بھی اس کے چھپا نہیں

اور مردانِ دین پر

اتباع و تابعین پر

اے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔ خادمِ حدیث و اسناد خاک پاؤش
 علماء و زشت کار عبد القادر فخرِ سودہ القریشی

اپنی برتری والے پروردگار کی بخشش کے امیدوار وار و حال مدینہ منورہ
 بعدِ حصولِ مراد حج بیت المقدس الحرام عبد القادر ابن محمد ابن عبد القادر ابن طالب سودہ
 باپ سے قریشی ماں سے حنفی پیدائش و پرورش سے فاسی اللہ کا اور سارے مسلمانوں کا
 خاتمِ غیرِ منہائے اے حرمِ نبوی میں بوجہ شریفہ بجلت تحریر کیا۔ بتاریخ ۱۹
 رجب الآخر الفار ۱۳۲۹ھ

حضرت حجتہ الاسلام اپنے والد گرامی وقارِ ممدوح خواص و عوام امام احمد رضا خاں
 کے علمی جانشین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ الدولۃ المکیہ کی تسوید ہو یا تمہید ترجمہ ہو یا تقریظ
 ہر محاذ پر بحرینِ طیبین میں آپ ایک ادیبِ لیب اور وکیلِ جلیل نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا کا علمی مظنہ حریرینِ طیبین پر چھایا ہوا تھا۔ اعلم علم کرام
 الدولۃ المکیہ پر شری و صوم و صام سے تقریظ کا رہے تھے۔ مصنف کی علمی جلال
 اور فقیہی مہارت کا بر لا اعتراف کیا جا رہا تھا، سوال و جواب کا بازار بھی گرم تھا۔ مگر
 بجزہ تعالیٰ مصنف خود اپنی تصنیف پر شکوک کے مسکت جوابات کے لئے موجود
 تھے۔ کبھی کبھی ان جوابات سے بعض مفتیان کرام کو اپنی عظمت شان کی وجہ سے ناگوار
 خاطر بھی ہوا مگر مصنف عدیل نے وہی کیا جو انصاف اور انصافِ حق کا تقاضا تھا۔ اس
 محاذ پر بھی حضرت حجتہ الاسلام نے اپنے والد موصوف کی موجودگی میں منقہ شافعیہ کے
 شاگرد شیخ عبد القادر طرابلسی شلبی مدرس کو کہ بعض مسائل میں وہ الجسے ہوئے
 تھے، ایسے جواب دیئے کہ وہ خوش ہو گئے۔ المظنوط ج ۲ ص ۵۰

یہاں تک عنوانِ تحریر صرف الدولۃ المکیہ کا ارد و ترجمہ تھا، اسکی تمہید و فاضل
 مترجم ہی کے قلم سے مع ترجمہ آپ ملاحظہ فرمائیے ہیں۔ اب ہم یہاں سے کفیل الفقیہ
 الغام فی احکام قرطاس الدراہم کی تمہید کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجتہ الاسلام کو امام احمد رضا کی کتابوں پر
 قلم برداشتہ تمہیدی تحریر کے فیضان کا ایک حصہ وافر عطا ہوا تھا کہ تمہید ہی میں
 مصنف کی شانِ تصنیف کی آن اور حسنِ بیان سب کچھ اس طرح کھلے باجائے کہ
 اصل کتاب اور تمہید میں بیان و زبان کا کوئی فرق باقی نہ رہے۔ اس دور میں یہ
 طوفانے امتیاز صرف حجتہ الاسلام کو حاصل رہا ہے۔

الاعمام بل قبلوا ايا ديه والاقدام و
استمعوا منه الحديث المسلسل الاولية
واستجوا زوامنه بالصحيح والتميز
المستند والمعاجير والمصالحات الاربع
المروية حتى يابعدوا على ايدى وانسلخوا
فمن السلسلة العلمية النفاذية
الرضوية وكان ذلك كله
دقه وحيلة بالاخبار فوق الاصرار
من مناديد العلماء وكتبار
الكتاب ذللوا فضل الله بوتييه
من يشاء والله ذو الفضل العظيم
وطابت بطيب ذكره الاذان و
فا حيشمير فضله كل ناد ومكان و
وطار صيت نواله في الزوايا والافان فتا
الافان في لقاؤه بالاشواق بيدانه ناعرف
علومه وقضوه مسلك نهجيه من الرسالة
المباركة الدولة الملكية بالمادة الغيبية
التي صنفها بجواب اسئلة انوها بيه
العبيدية فجزم الاحزاب وبيد اكا
تحت الشيا ب وقتل الرومن والارنا
وسيفه في الجواب واستخف كتتاب
وانتهى الجواب في ثلاث جلسات
سے ملے اور ان کیلئے گواہی دی کہ وہی سرور
وکیا واما ہیں۔ بلکہ اُن کے ہاتھ پاؤں مجھے
اور اُن سے حدیث مسلسل بالاولیہ سنی اور حدیث
کی کتابوں، صحاح ستہ و سنن ومسانید و معایم
اور چاروں مصنفوں کی اجازت لی یہاں تک
کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کی اور حلسہ بالیقارہ
رضویہ میں منسلک ہوئے۔ اور یہ تمام باتیں چھٹی اور
بڑی سب اُن عزیز علماء و اکابر کبر کے اصرار
سے ہوئیں۔ یہ خبر کا فضل ہے جسے چاہے
وے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔
حضرت ہرورج کے تذکرہ سے کان خوش
ہوئے اور اُن کی خوشبوئے فضل سے ہر مجلس
ومنزل بہکنا مٹھی۔ اور اُن کے فیض کا شہرہ
الرافدانی قی میں بلند ہوا تو قلب بڑے
شوق سے اُن کے آرزو مند ہوئے مگر اُن کے
علوم کی خوشبو چھیلنا اور اُن کے مشک
فہم کا خوب بہکنا رسالہ مبارکہ "الدولہ
الملک بالماوۃ الغیبیہ" سے ہوا جسے عجب
وفا پر کے جواب سوالات میں تصنیف فرمایا
قرآن کے گروہوں کو جگایا۔ اور اللہ باہر
نکالنے کی حاجت نہ ہوئی اور اُن کے سروم
قطع کئے اور عمار نیام کی نیام ہی میں رہی۔

لا یبلغ مجموعہ ما عشتو ساعات فدا
کان الا کرامۃ من اللہ وخیر قنا
للعا دۃ لکنہ لہ کذاب و عادیۃ قد
جرب مرارا فی امثال الا فادۃ استہ
اللہ لہ الحسنی و زیادۃ فاقی بھا
بمدیۃ مطلقۃ و بلاغۃ رائیۃ
مختلیۃ بروایات فاستضاء و بالوارھا
السا طعہ واستیقنوا ان لہ قد ما فارقت
فی اعلام العلوم من المنقول و
المفہوم فاستوقفوا عند مطایا
الزاد والنوا الیہ رکاب الطلب
واستغلوا فی مسائل کثیرۃ فاجابہم
عن قریبۃ مشرقۃ منیرۃ منها
اثنتا عشرۃ مسئلۃ قبلوا الاذان
وتجلوا المکان وتسبروا کافران و
تخبر عن قدر الغرسان فی معادک
المیدان بعد ما بحثوا فیہا من
جمل وقل واستسقاوا لہا الوابل
وطل وتعدل الناس بعسلی و لعل
فابتدع فی اجوبتہا یوم السبت
وعادو تہ الی حثی یوم الاحد
فانہما صبحی یوم الاثنين سبع
کتاب اور جوابات صرف تین مجلسوں میں تمام
ہوئے جس کا مجموعہ دس گنتے بھی نہ تھا۔ تو یہ
رشتہ اگر اللہ عزوجل کی طرف سے کرامت خارج عادی
مگر وہ حقیر مدرس کیلئے تو دستور عادی کے مثل ہے
جس کا ایسے افادوں میں اُن سے بار بار تجزیہ ہوا
اللہ ان کیلئے وہ سب بہتر خوبی اور اس پر بھی
زیادہ پوری کرے تو یہ رسالہ ایک نور کا نگار
قراں پیر اور بلاغت ترقی کرنے میں سے لکھ دیا
سیرب روایتوں کے جلوہ ریز اور گہرین اشوار
سے زیور پوش تو وہ علماء اس کے بلند نور
سے ضیا و گہر ہوئے اور انہوں نے یقین کیا کہ
مصنف کا قدم شاہیر علوم و فنون و فنون میں
جستہ۔ تو اُن کے پاس حاجتوں کے ناتے رکے
اور انکی طرف طلب کے جانے سرگرم تیرکے۔ اور
بہت مسائل میں اُن کے فتوے چاہے تو مصنف
نے ہر کچھ نورانی طبیعت کے انکو جواب دیئے۔
ان کا جملہ بارہ مشکے کوڑھنوں کو زرائع اور
ادنی کا مقام کھولیں اور قیمت انجیل رسید
کے معرکوں میں سواروں کی تدبیریں ابھار سکے
وہ علماء ان مسائل میں معارف و کبار بحث کو چکے
تھے اور ان کیلئے بڑی جھڑپیں شہنشاہ کی پانی پگ
چکے تھے اور لوگوں نے اُسے بے کر کے مان لیا

بقیہ من المرحوم الخوام ^{۱۳۲۲ھ} تھیں۔
 فی بلد اللہ الحمد قد قتی بفضل
 اللہ المتعالم منزہ عند الکوام
 وكان ذالک الاقتراح من
 انفاضل الصنفی الکامل الوفا
 امام المقام الحنفی مولانا
 الشیخ عبد اللہ میرداد المسکی
 القادری الرضوی ابن شیخ
 الخطیب وسید الزعمہ اقطا
 حفظہ الشیخ احمد الی
 الخیر حفظہما اللہ تعالیٰ عن کل
 ضییر واستاذہ انفاضل الکامل
 الحائذ الزاوی عن کل امساوے
 مولانا الشیخ حامد احمد محمد
 النجد اوی حفظہ عن شتر العدو
 والغاوی ووقاناوا یاہم عن کلاب
 البدع ونباح العاوی وحمانا
 وایاہم عن جمیع المہالک
 والمہاوی وروانا جمیعاً من
 شایب فضلہ الزاوی ونضر
 قلوبہم وقلوب الزاوی وغفر لنا
 ولہم جمیع المساوی ورمز لنا

تھیں ایسے مسائل کا جواب مصنف مدظلہ
 نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخدا
 آگیا تو روز روز شنبہ پہر دن چترے سے تمام
 فرمایا۔ ۲۳ مرحوم الخوام علیہ السلام کو اللہ عزوجل
 کے حرمت والے شہر رکہ معظم میں توجہ
 احسان والے اللہ کے فضل سے پیکس کے
 وقت منہ آیا۔ اور اسکی خواہش دو عالموں کی
 کی طرف پہنچی تھی۔ ایک سافل پاکیزہ کون
 مکمل مصلوٰۃ کے جتنی کیا نام مولانا شتر عبد اللہ
 میرداد کی قادری رضوی شیخ الخطیب اور سردار
 امان با عظمت حضرت شیخ احمد البغیر کے
 صاحبزادے اللہ عزوجل ان کو ہر معرفت کے
 محفوظ رکھے۔ دوسرے ان کے استاد انفاضل کمال
 سب بری باتوں سے کیوں و کناہ گزین بلونا
 شیخ حامد احمد محمد فاضل صراط کی وہ دشمن و گمراہ کے
 شر سے محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے
 ہمیں بندہ ہر کوتاہی اور بھولنے والے کے بھولنے
 سے بچائے اور وہیں اور انہیں سب تھکوں اور
 گرنے کی جگہوں سے بچا کر رکھے۔ اور ہم سب
 کو اپنے فضل سیراب کے چھینٹوں سے سیراب
 کرے۔ اور ان کے دل اور میرے دل پر مروت
 کو ترمیم کرے۔ اور ان کی اور ہماری سب

جمیعاً عوداً بعد عود الی ہینہ
 انکریم و بدیت حبیبہ لرواف
 الرحیم علیہ و علیٰ آلہ
 الصلوٰۃ والتسلیم کرات بعد
 مرات بالقبول والبرکات
 بجاہ مصحح الحسنات و
 مقیل العثرات و لیل
 الخیرات ما حی الذنوب و
 والسیئات صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و علیٰ آلہ وصحابہ
 وازواجہ الطہرات۔ د
 قد سقی الرسالہ کفل
 الفقیہ الفاہم فی احکام
 قرطاس الذراہم ۱۳۲۲ھ
 فعاہی ذہ والحمد للہ علی
 الائمہ والصلوٰۃ والسلام
 علی افضل انبیائہ و علی
 آلہ وصحبہ وسائر اہل بیتہ
 وغیرہم وغیرہم وغیرہم
 وغیرہم وغیرہم وغیرہم
 والمسلمات الاحباء منہم و
 الاموات امین یا رب

برائیاں بخشدے اور ہم سب کو بار بار اپنے
 کرم والے گھر اور اپنے حبیب نہایت
 مہربان رحم والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم کے مزار کی طرف بار بار نکلنا
 حاضری پر حاضری عطا فرمائے۔ تسبیح
 اور برکتوں کے ساتھ ان کی عزت
 کا صدقہ جو نیکیوں کو صحت بخشنے والے
 ہیں اور لغزشوں کے معاف فرمانے والے
 بھلائیوں کے رہنما ہر گناہ و بدی مٹانے
 والے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے
 آلی و اصحاب اور پاک پیچوں پر درود
 بھیجے۔ مصنف نے رسالہ کو نام
کشف الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس
الذراہم (۱۳۲۲ھ) رکھا۔
 ہاں وہ رسالہ پہلے اور اللہ کے
 لئے حمد ہے اس کی نعمتوں پر۔ اور
 درود و سلام افضل انبیاء اور ان کے
 آل و اصحاب اور تمام احباب پر اور ہم
 پر ان کے ساتھ اور ان کے سبب اور
 ان کے گروہ میں اور ان کے صدقہ میں
 اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر
 جو ان میں زندہ ہیں اور جو مر گئے ایسا

العلمین۔ ہی کراے پروردگار سارے جہان

قالہ بقیہ شاہدا بما کے

فیہ راجی رحمۃ ربہ ونعمۃ اسے اپنے منہ سے کہا اور اس

حبہ بالکرم النبوی کے مضمون پر گواہی دیتا ہوا نبی صلی اللہ

واللطف المولوی تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم اور غوث

محمد المعروف اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہربانی

بجاملہ رضا سے اپنے رب کی رحمت اور اس کے

البریلوی ثناء اللہ محبوب کی نعمت کے امیدوار محمد نے

من منہل کرمہ جس کا عرف حامد رضا بریلوی ہے

المروئی وحمدا اللہ تعالیٰ اسے اپنے میرا ب کرنے

اللہ عن والے گھاٹ سے پانی پلائے اور اسے

شراہر پڑ مردہ کرنے والی گرمی کے شر سے

المذاہم بچائے۔

ان تمہیدوں نے بارگاہ امام احمد رضا میں وہ شرف قبول پایا کہ

خود امام موصوف نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ان کا ترجمہ فرمایا اور داخل

رسالہ کیا ہے



لہ عنایت محمد خان غوری، سند سند جاشینی ص ۳

الولد ستر لایب

یہ واقعہ ہے کہ تعنیف و تالیف ہر پاتھن و تصدیق ترجمہ ہر پاتھن و تقریظ
ہر پاتھن ہر جگہ آپ حضرت مجتہد الاسلام کو اپنے والد کی کتاب کے روزگار کا جانشین
مرا پاتھن پائیں گے۔

الذی لکبہ اور کفل الفقیہ الفہام کا رواں ترجمہ اور مسلم برداشتہ تمہید
آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب مندرجہ بالا عنوان سے متعلق "الوظیفۃ الکرمیہ" (۱۴۲۸ھ)
کا تاریخی نام اور خطبہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیے کہ امام احمد رضا نے اس میں بطور
تمہید کچھ فرمایا تھا، مگر وہ مکمل اور سرخیزون سیدہ اللہ کی میں رہا کہ اس
راز سر بستہ اندرون سیدہ کو حضرت مجتہد الاسلام ہی نے اپنے خطبہ میں اظہار کر دیا
اور اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھا کہ امام احمد رضا کی نقل تمہید میں ایک حرف کی
بھی کمی نہ رہ جائے۔

"الوظیفۃ الکرمیہ" (۱۴۲۸ھ) کا پہلا صفحہ "الولد ستر لایب" کا روشن ثبوت
ہے۔ دیدہ بنیاد کو دعوت طلبا ہو چکے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا مَنْ جَعَلَ الدِّعَاءَ عِبَادَةً بِلِمْزِ الْعِبَادَةِ وَ اَمْرًا
بِادْعُوْنِ عَادَةً وَ اَلْزَمَهُ بُوْعْدَةَ الْاِجَابَةِ وَ مَنْ عَادَبَهُ
لَبِیْكَ يَا عَبْدِیْ اِجَابَهُ قَالَ رَبِّکُمْ اِدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لِحُکْمِ
وَ اِذَا مَتَالُکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاَنْیَ قَرِیْبٍ اِجِیْبْ دَعْوَةَ الْمَدَاعِ
اِذَا دَعَاکَ فَانَّهُ سَمِیْعٌ مُّجِیْبٌ وَ مَصْلِحٌ اَوْ مُسْلِمٌ اَعْلٰی
مَنْ اِخْتَبَا دَعْوَتَهُ الْمُسْتَجَابَةُ لِیَوْمِ الْمُنَاقَبَةِ وَ عَلٰی
اَللّٰهِ وَ اَصْحَابِهِ مَا اَنْهَضَ الدِّیْنَ مِنَ الْحَاجَةِ اَمِیْنِ

جسٹس اس وجہ کریم کو جس نے ہمیں مولائے عالم والی اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہنگام بارگاہ عالم کی پناہ میں کیا۔ ہمارے ہاتھ میں حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن کریم دیا۔ اپنے اولیاء ہمارے مشائخ سلسلہ خدو صفا ہمارے آقا و مولے حضور سیدنا اعظم حضرت قسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ رحمت ہم پر دراز کیا۔ جنہوں نے ہم تک پہنچا یا کہ تہا راحیا والا رب کریم فرماتا ہے کہ بندہ اس کے حضور ہاتھ پھیلائے اور وہ خالی ہاتھ پیر دے۔ ہمیں خود حکم و عادی اور اپنے کریم سے اجابت کو لازم فرمایا۔ فعلیک بالذعاء فان الدعاء یرد القضاء بعد ان یمروم بارگاہ کریم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور پر نور سیدنا اعظم حضرت قسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جو مبارک دعائیں ہمیں پہنچیں اور وہ اذکار و اشغال کہ درکنون کی طرح خاندان عالیہ میں مخزون تھے براہ ان اہلسنت و خواجہ نشان قادریت و رضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کا عامل دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہر بلا و آفت سے محفوظ رہے گا مولیٰ تعالیٰ ان کی برکات تمام اہلسنت کو مستفیض فرمائے آمین

لے حضور پر نور سیدنا اعظم حضرت قسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلکہ تمہید کچھ تحریر فرمادیا ہے اسکا گروہ جو ہر روز ہر شغل و درکنون سیدہ اندرس میں غزوں رہے، دل نے سپا کر ان الفاظ کریم سے ایک حرف بھی کم نہ ہو، انھیں بجنبہ نقل کر کے یہیں تک تھے جو فہم قاسم میں آیا ہو یہ ناظرین کیا۔ اس رسالہ کا نام بھی کچھ تجویز فرمایا تھا تاہم ناظرین نے غصہ غیر نے اضافہ کیا۔ گدائے استاذ قدس سرہ فیروزہ غلام علی غفرلہ (رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں بھی امام احمد رضا کا یہی رنگ نظر آئے گا چنانچہ عبد کی ازان ثانی بیرون مسجد ہو اور مسجد کے دروازے پر ہو، اس سنت کا احیا

امام احمد رضا نے فرمایا۔ اس سلسلے میں حیدر آباد، امیر، ہالوں، رامپور کے علما سے تحریری مناظرہ کا بازار خاصا گرم رہا۔ فوجیت مقدمہ تک پہنچی۔ بات چونکہ سنت کی تھی اس لئے اہل حق نے رسم و رواج سے قطع نظر اس مسئلہ حق کو تسلیم کیا۔

اس میدان میں ابھی حضرت عتبہ الاسلام نے عظیم تحریری کارنامہ انجام دیا اور اس مسئلہ حق اور احباب اہلسنت کی تائید و تصویب میں اعلیٰ انوار الرضا، سید انوار وقایہ اہل سنت اور آثار الہیہ، عین لہدم حبیل اللہ الملتین جیسے عظیم رسائل اور مفید مکاتیب ترتیب دیئے اور امام احمد رضا کے مسلک حق اور تحقیق برحق کو آئینہ بے غبار کی طرح واضح رکھا۔

تاریخ گوئی

تاریخ گوئی بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی حضرت عتبہ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی نیابت حاصل تھی۔ انفاذ و معانی پر استحضار کا یہ عالم تھا، دھر انفاذ مسموع ہوئے اور دھر اعدا دسا منے آگئے۔ اس کا مظاہرہ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں بلا تکلف ہوا۔ کتابوں کے نام ہوں یا اشعار، جملے ہوں یا واقعات، ہر مقام پر با معنی پر محل کتاب اور واقعات کے عنوان کے مطابق آپ کی برجستہ تاریخ گوئی فنی مہارت پر شاہد ہے۔

آپ نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء میں مزار اعلام احمد قادیانی کے اذعانے کا ذب سے متعلق سوال پر ایک مبسوط جواب تحریر فرمایا۔ اور اُسے تاریخی نام "انصار الزبانی علی اصراف القادیانی" سے منسجی کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ سال کی تھی۔

مسجد جنکشن بریلی جب بنکر تیار ہوئی، اس کی تاریخ کے لئے بعض احباب کے اصرار پر عربی میں فی البدیہہ مندرجہ ذیل تاریخی قلمدہ مرحمت فرمایا ہے

انبا یسوع مسیح من امن بالاله والاخری
من بناه بنی له بیت در بهجت النکوی
شکرا لله سعی قیامه عمر حاصد رضا شفیق وضا
سبح لعمری بناه ما اشبع ارحم الله قایه بجل وضا
قلت سبحان ربی الاعلی مسجد اسس علی تقوی
۳۴۳ ۱۳ ۲۸ ۵۵۲

مسجد اذان ثانی جمع میں کہ مسجد میں مہر کے پاس پہنچی ہے۔ امام احمد رضا نے اس سنت کو کہ ہر اذان مسجد سے باہر مسنون ہے زندہ کر دیا۔ اس مسئلہ میں حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی نے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ بنام "القول بالانہ" تحریر فرمایا۔ حضرت حجتہ الاسلام نے اس کا نوٹس لیا اور اس کا جواب "اجلی انوار الرضا" کے تاریخی نام سے اس طرح لکھا کہ صاحب رسالہ کے نام کی رعایت کے ساتھ ہی امام احمد رضا کے ارشادات کی تائید کی گئی۔

امام احمد رضا بن افکار دانشغال اور وظائف سے خواجہ تاشان قادریت ضویت کو افاضہ فرماتے رہے، حضرت حجتہ الاسلام نے اس درکون اور سیر غزوں کو "اوقیۃ الکریم" کے تاریخی نام سے شائع فرمادیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کے وصال پر "تاریخ الوفاۃ" کے تاریخی عنوان سے مندرجہ ذیل تاریخ ارشاد فرمائی۔ وہ اس فن کا شاہکار ہیں۔
"نور الضیاع" ۱۳۴۰ھ "شیخ الاسلام والمسلمین" ۱۳۴۰ھ "ام دایۃ النستہ الحاج احمد رضا" ۱۳۴۰ھ "الہاد اہر بڑی القادری البرکاتی" ۱۳۴۰ھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
۱۳۴۰ھ "ہم ادبیا تحت قبائی لایعز فیہ غیری" ۱۳۴۰ھ "راج شیخ الکلی فی کل" ۱۳۴۰ھ
"راز دار رازی سید و ستر ستر" ۱۳۴۰ھ مولوی ذموی قرآن زبانت داری ۱۳۴۰ھ

لے عنایت محمد خان غوری دہسندہ مندرجہ نشینی ص ۳

ان تاریخ میں شیخ الاسلام والمسلمین "۱۳۴۰ھ" کا تاریخی مادہ تو تاریخ جہتہ او بر محل ہے کہ امام احمد رضا کے نام ناخ اور اسم گرامی کے ساتھ تاج زریں کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہ قادریہ نوریہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت نے "خانقاہ قادریہ مبارک" (۱۳۴۵ھ) برجستہ ارشاد فرما کر تاریخ خانقاہ مرحمت فرمادی۔

اپنے شاہزادہ اکبر منصف اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی شادی خاتہ آبادی میں جو منظوم دعوت نامہ مرحمت فرمایا اس میں بھی "تہنیت شادی بلف الہی" (۱۳۴۷ھ) "جشن شادی ابراہیم رضا" ۱۹۲۷ء کے ہجری اور بر محل عمل ارشاد فرما کر سال ہجری اور عیسوی دونوں میں یادگار تاریخیں عطا کر دیں۔ لے

اس فن میں الفاظ و معانی اور ان کے اعداد کا استحضار ضروری ہے حضرت حجتہ الاسلام اس فن میں بھی امام احمد رضا کے شاہین برحق تھے۔ الفاظ کے سموع ہوتے ہی شریعہ یا نظم قدسے رد و بدل کر کے تاریخ کا حسن عطا فرمادیتے۔

دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں مولانا قاری محمد صالح الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ تعلیم ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء میں آپ کی خدمت میں ایک مقابلیہ نظم پیش کی۔ آپ نے اچانک فرمایا۔ "اس نظم میں اس نغظ کے بجائے اگر یہ نغظ رکھ دیا جاتا تو تاریخ بھی ہو جاتی اور وزن شعری بھی برقرار رہتا۔ لے

کبھی کبھی وضو کرتے کرتے کوئی حیدر ارشاد فرمادیتے تو وہی تاریخ ہوتا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد مراد احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خطیمہ انسان فتح و نصرت کی خبر دیوہندی مناظر اعظم کے مقابلے میں سنی تو وضو کرتے کرتے برجستہ فرمایا "قد نذ منظور" ۱۳۵۲ھ تحقیق بھاگ منظور "دقی دن منظور" ۱۳۵۲ھ

لے ماہنامہ اسلم حضرت بریلوی ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء ص ۵

لے معارف رضا ۱۹۸۸ء ص ۲۰۲

منظور کا سبب بنادیا۔ غور کیا گیا تو یہی جملے تاریخی اسے قرار پاتے۔

معاصرین علماء میں کسی کا وصال ہوتا تو ایصالِ ثواب کا اہتمام فرماتے۔ زبانی اور تحریری تعزیت کرتے۔ اور یہ تعزیت نہ صرف اردو میں بلکہ باقاعدہ عربی و فارسی میں نہ صرف شریکِ نظم میں ہوتی۔ مولانا عبدالکریم درس کا لکچر میں وصال ہوا تو آپ نے "تاریخ وصال" ۳۴ھ کے تاریخی عنوان پر عربی و فارسی شریکِ نظم میں کئی ناگنیں کہڑا لیں۔ عربی جملوں میں باقاعدہ تاریخی نامے مندرجہ ذیل ہیں۔

"تواریخ وصال"۔ "مولانا کرنی شاہ عبدالکریم درس" ۲۴ھ "خضرہ مولانا وکیل محمد اولیٰ" ۲۴ھ "مولانا القرشی الصدیقی الکریم" ۲۴ھ "رحمۃ اللہ المولے" "تعلیٰ برحمۃ واسعہ" ۲۴ھ "الشہداء و عندہم لہم اجر ہم و نور ہم" ۲۴ھ "ادخلوا خالدين بہا" ۲۴ھ "نعمۃ العبد البھانی حامد رضا" ۲۴ھ "النور سی الرضوی" ۲۴ھ اور فارسی میں یہ اشعار آج بھی تاریخی یادگار ہیں۔

درس عبدالکریم عبدالکریم	کر و جان خودش بخت تسلیم
موت عالم لیتہ العالم	نکدہ دین احمد بے سیم
روح الزواح و ستارہ	زب کوثر و جعفر و تسیم
درس و غلط حمایت سنت	رد بدعات و طفر اہل جمیم
امر معروف و نہی عن المنکر	کا را بود و در حیات کریم

درس دین ہی بگو حامد ۲۴ھ ۱۳ "نعمت شد و در کراچی تسلیم"

اسی طرح حضرت صدیق المدین جعفر رضوی منظور اسلام بریلی کا وصال ہوا تو تاریخ وصال ۲۴ھ کے زیر عنوان آپ نے ہر جگہ "ناج الحقیقین سراج الدقیقین" ۲۴ھ "اولیٰ جناب نور حسین" ۲۴ھ "رحمۃ اللہ المولے" تعلیٰ رحمتہ واسعہ ۲۴ھ "تاریخ نکال ماورائی میں ایک شاہ کا وصال تعزیت نامہ تحریر کر کے آخری مصرعہ میں یہ تاریخی شعر ادا تمام فرمایا۔

حاکم ارجح الوصل یا حامد رضا کو آید رضوان ادخلوا خالدين

سہ حامد نقیب شافعی مولانا، مناظرہ بریلی کی مفصل رویداد ص ۲۱

وطنہ روز و شب

حضرت جتہ الاسلام عابد شب نیدر و تہجد گزار عامل و شاعر بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کی طرح دنیاوی معاملات سے کنارہ کش رہتے۔ جاگیردار اور مالی امور اپنے فرزند اکبر مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی سیال کے سپرد کر دیئے تھے۔ جو وقت عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف سے بچتا وہ مذہب حق پر اہل سنت و جماعت کے استقامت و اشاعت میں صرف ہوتا۔ آپ اپنے علم نامدار مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال ۲۴ھ ۱۹۰۸ء کے بعد ہی سے دارالعلوم منظور اسلام بریلی کے مہتمم تھے اور آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے شیر زادے حکیم علی احمد خاں صاحب اپنی زندگی بھر دارالعلوم منظور اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم رہے۔ امام احمد رضا کی موجودگی میں دارالعلوم کا سارا انتظام انصرام آپ کے سپرد تھا۔ آپ کے دور اہتمام میں حضرت مولانا رحمہ اللہ شیخ الحدیث، شمس العلماء علامہ ظہور الدین فاروقی نقشبندی مجددی رام پوری، و شمس العلماء کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ نور الدین حسین رام پوری، صدر المدین تھے۔ اہلسنت کے ممتاز علماء مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا احسان علی صاحب صدیقی مظفر پوری، مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سستی پوری، مولانا عبدالواجد گڑھی کپورتی پشاور، مولانا محمد عبدالغفور ہرادی، مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری، مولانا غلام جیلانی میرٹھی غلہ فارغ التحصیل ہوتے

دارالعلوم منظور اسلام کے نہ صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحمہ اللہ کے ۲۴ھ ۱۹۰۸ء میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر المدین کا منصب بھی آپ نے سنبھال لیا۔ حدیث و تفسیر خصوصاً بیضاوی شریف چرچانے کا انداز اتنا دلنشین تھا کہ علماء و موز دور سے آپ کے درس میں شرکت کے لئے شذرعال کرتے اور سفر و حضر میں آپ سے استفادہ کرتے۔

لے مولانا حسین رضا خاں، سیرت اہل حضرت ص ۱۶۱

آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شہرہ آفاق ہوئے

- حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں برادر صفرو صاحب سجاد دارالامان ضیاء ۱۴۰۲ھ
- علامہ مولانا ضیون رضا خاں حسن بریلوی وفیلڈ امام احمد رضا ۱۴۰۱ھ
- شاہ عبدالکريم صاحب تاجی ناگپوری پیر مرشد بابا ذہین شاہ تاجی دہلوی کراچی م ۱۳۹۶ھ
- مولانا مفتی ابراہیم صدیقی ناہری، مدیر شہر ماہنامہ یادگار رضا بریلی
- محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سراج احمد شیخ الحدیث جامعہ خدیوہ منظر اسلام کابل پیر پاکستان ۱۳۸۲ھ
- مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی شیخ القرآن علامہ معقول ومنقول، خطیب شعلہ بیان وزیر آباد پاکستان
- مولانا مفتی عبدالحمید قادی م ۱۳۹۳ھ
- نصیر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں نورزنگہ کرم ۱۳۸۵ھ
- مولانا شاہ رفاعت حسین مفتی اعظم کانپور، امین شریعت صوبہ بہار م ۱۴۰۳ھ لکھ
- مولانا غلام جیلانی مانسہرہ پاکستان
- صدر المدرسین جامع منقول ومنقول مولانا غلام جیلانی اعظمی
- مولانا تاج محمد علی رضوی سابق مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی م ۱۴۰۸ھ
- مولانا محمد علی آفریدی حامی نائب مدیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی۔
- مولانا قاری غلام فی الدین بلدوانی۔ نئی تال کے مدرس

عہدہ مندرجہ بالا نام نہایت اعتقاد کے ساتھ ذہنوں میں وند اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے۔ حضرت اقدس کے تلامذہ حضرات کو جو مایہ نعت قبول قدس سرہ نے سندت عطا فرمائی، دارالعلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی کے رجاء مائی میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی جگہ کام کیا۔ (عنایت محمد خاں خوری سندہ جانشینی، ص ۶)

لے مفتی اعظم اور میں نے وہ قول نے حجۃ الاسلام سے پڑھی ہیں غلیظہ امام احمد رضا علامہ حسین رضا خاں کارشار اقم الحروف کے پاس ٹیپ میں محفوظ ہے۔

کہ حضرت اقدس میں مجرم کار اقم الحروف کے ارشاد

(باقیہ دا شہر صفحہ آئندہ پر)

آپ مولوں کے مطابق روزانہ دارالعلوم کے دفتر میں تشریف لاتے اور مولانا تقدیس علیاں رضوی نائب مہتمم سے انتظامی امور پر تبادلہ خیال کرتے۔ مفتی قدا باخاں مرحوم، مولانا مفتی ابراہیم صدیقی ناہری اور محسن الحسن شمس ریادوی فاضل مشرقیات کے بھی تنظیمی معاملات میں مشورہ فرماتے اور ان کاروائی کے بڑی قدر و منزلت کرتے رہے

لدبا کی تدریس اور قیام و دعاء میں بغض نفیس دلچسپی لیتے۔ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا سراج احمد کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ خود نیت المصلیٰ اور قدوری تک پڑھایا۔ اپنے گھر ہی میں لداام کا انتظام فرمایا تاکہ لوگ شیخ الحدیث کو حامی خاندان کا غرض خیال کرنے لگے۔ اور یہ انداز تعلیم و تربیت آپ کا عام تھا۔ جس سے ہر مفتی طالب استفادہ کرتا۔ جہانوں کی پذیرائی امام احمد رضا کے خاندان کا عام دستور تھا۔ آپ کا وہ نکتہ جہانوں کیلئے مہمان خانہ اور طلبہ کے لئے نگر خانہ ہوتا۔ اور ہر آنے جانے والا آپ کے دسترخوان بکف و کرم کا خوش رہا جس پر ہوتا۔ آپ اُن تمام خصوصیات کے جامع تھے جو ایک مجدد کے جانشین میں ہونی چاہیے آپ کا نہ صرف اپنے معاصر بلکہ اصاغر علماء کے ساتھ یہ معمول تھا کہ وہ جہانوں کی ضروریات کا خود خیال کرتے۔ جلسہ کے ہنگام میں وہ امور جو خدم اور کارکنان کے ذریعے انجام دیئے جاتے حضرت حجۃ الاسلام خود انجام دیتے تھے۔ دارالعلوم منظر اسلام کا عظیم الشان اجلاس بریلی میں ہوا تھا، علماء کا کچھوم، مردین، حقیقین کا شاندار اجتماع تمام شخص کی پذیرائی کا شکل حیثیت بکف تھا انتظام تھا کہ علی الصباح مولانا محمد عارف اللہ قاری میرٹھی نے دستک سنی۔ دو روزہ جو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ خود حضرت حجۃ الاسلام گرم پانی کا لٹائے وضو کیلئے ایسا تو تھے جسے

سے اللہ کے کوئے دوست کی روشن جمالیان، دو ہر فرقہ ہے تجلی ایمان لئے ہوئے (ضیاء باس باشی)

(باقیہ دا شہر صفحہ آئندہ پر)

۱۔ پانے زیر سایہ کھلے آگے تربیت فرمائی اور غیہ شریف اور قند شنگ کتا میں پڑھائیں

۲۔ مہم رضا نے مصطفیٰ حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۸۹ء ۶۱۹۵۹ء لکھ مولانا محمد احمد قادی ذکرہ علامہ اہلسنت ص ۸۰

۳۔ مولانا محمد صدیق خاں بریلی تعارف علماء اہلسنت ص ۲۳۰ لکھ مولانا محمد احمد قادی ذکرہ علامہ اہلسنت ص ۸۰

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد عارف اللہ قاری خاں بریلی شیخ الحدیث دارالعلوم ہند لاہور پاکستان ۱۴۱۲ء پیرانہ علامہ اقبال حوالہ دیتی

۵۔ علامہ اہلسنت جماعت لاہور ص ۲۳۵ حضرت شمس بریلی کا قول اللہ کے نام گرا

۶۔ مولانا محمد عارف اللہ قاری میرٹھی م ۱۳۹۹ء کی روایت

حجۃ الاسلام باقی منظر اسلام

تذکرہ جمیل کے مذکورہ حواشی میں حجۃ الاسلام کے کارہائے نمایاں ہدیہ نافرین کئے جا چکے ہیں۔ مگر مستدرجہ بالا عنوان منظر اسلام کی تاریخ میں جہاں ایک گوشہ مستور کو روشن کر رہے وہاں اکہ نے اور حسین باب کا اضافہ بھی کر رہا ہے۔

امام احمد رضا اپنی تصنیف و تالیف و فتویٰ نویسی اور فرقہ بالحد کی تردید میں اس حد تک مصروف تھے کہ خود بھی ارشاد فرمایا "بسم اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔" (المفروض ج ۳ ص ۹۰)

غالباً ہی وجہ تھی کہ مصباح التہذیب (جسکی بنیاد حضرت مولانا مفتی علی خاں والدہ ماجدہ امام احمد رضا خاں نے ۱۲۸۹ھ میں رکھی) کے بعد بریلی میں اہلسنت کا کوئی باقاعدہ دارالعلوم نہ تھا۔ مگر امام احمد رضا کی ذات ہی اپنے دور میں ایک دارالعلوم اور محضر العلوم تھی ورس و تدیس کے زور شمع کا یہ عالم تھا کہ طلباء دور و دور سے اپنے مدارس چھڑ کر بارگاہ رضوی میں حاضر ہوتے علوم و فنون سے فیضیاب ہوتے۔ حیات اعلیٰ حضرت میں ۱۳۱۱-۱۳۱۲ھ

بائیں ہر ایک باقاعدہ دارالعلوم کی ضرورت مسلم تھی۔ مگر امام احمد رضا اپنی دینی مصروفیات کی وجہ سے اس سلسلہ میں توجہ نہیں فرما سکے کہ امام احمد رضا کے مزاج شناس اصحاب و خدام نے ایک سید صاحب کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا اور سید صاحب نے اس اہم دینی ضرورت (مدرسہ کا قیام) کا ذکر فرمایا اور امام احمد رضا سے اس کی پند و سفارش بھی کر دی۔

امام احمد رضا مدرسہ کی ذمہ داریوں خصوصاً سرکاریہ کے حصول کی دقتوں سے واقف

لے قبیلہ سید امیر احمد صاحب جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے اور ہی قیام دارالعلوم کو جود و جنیل سے نکال کر منظر عام پر لانے والے تھے۔ مولانا حسین رضا خاں سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۱۹

تھے۔ پھر مزید کہاں آپ کے پاس اتنا وقت ہی کہاں تھا کہ آپ بذات خود اس کام کو انجام دیتے۔ آپ نے اس خدمت سے معذرت کر لی۔ مگر مشیت ایزدی کو منظر اسلام کا قیام اور علم دین کا اعلام منظور تھا۔ سید صاحب نے کو امام احمد رضا کی خدمت میں یوں گویا ہوئے۔

"حضرت! اگر آپ نے مدرسہ قیام نہیں فرمایا تو بدعتیہ لوگوں

و ریبندیوں و بابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں

قیامت کے دن خبیث المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ

میں آپ کے خلاف تالش کروں گا۔ یہ سننا تھا اور وہ بھی آل رسول

کی زبان سے! امام احمد رضا لرزہ برآمد ہو گئے اور فرمایا سید صاحب!

آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے

ماہ کے اخراجات میں خود ادا کر دوں گا۔ پھر بعد میں دوسرے لوگ

اس کی ذمہ داری سنبھال لیں گے

اس روایت کے پس منظر سے منظر اسلام کی تاریخی اور ذاتی حقیقت کھل کر سامنے آگئی اور اس سلسلہ میں امام احمد رضا کی رضا اور اعانت و نصرت کا بھی علم ہو گیا۔ سامعی مناسبت سے تاریخ میں امام احمد رضا کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا گیا۔ مگر حاشی سنت حاجی بدعت حضرت مولانا شاہ سراج الدین سلامت اللہ نقشبندی مجددی راہپوری م ۱۳۳۸ھ نے منظر اسلام

کا مدعا نہ فرمایا لہٰذا اور طلباء کا امتحان لیا تو اپنی تفصیلی رپورٹ میں یہ تحریر فرمایا

"ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو بدعت و شوکت و جہاد

و شجاعت اور اقبال و ہمت و قوت و ثروت نمایاں و معنوی علمی و عملی

حق تعالیٰ نے جناب حاشی و ربین متین و بر شہ حق حضرت خاتم النبیین صلی

لہٰ حضرت ملا ناقدین علیہا رضوی سابق تہم دارالعلوم منظر اسلام بریلی کا قیام الحروف سے ارشاد ہے یہ معاذ حضرت و صوف نے حضرت حسن میاں کے دورِ اہتمام میں فرمایا۔ حسن میاں کا سال وفات ۱۳۲۶ھ اور ۱۳۲۷ھ اور منظر اسلام کا سال بنیاد ۱۳۲۳ھ و ۱۹۰۶ء ہے اور یہ مدعا یہ انہیں میں سال عدت کے درمیان ہوا۔

اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی متبع اللہ المسلمین
 پہلی بقائے اللہ کی روزی عمر سے اہل اسلام کو فائدہ نصیب کرے
 کہ جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور ان کی سعی
 و بسعی قبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ روزِ نبطلیس سے دلائل اور
 میراث ہے اور بدشیر مصداق ہیں مضمون حدیث ہذا کے ان اللہ
 جنت کل بدعتہ کبید بعد الاسلام ولتا من اولیائہ ینبئ
 عن دینہ لہ ہے شک ہر بدعت و بدعتی جس سے اسلام پر داکو کیا
 جائے اس کے مقابل اللہ کا شکر اس کے اولیاء میں سے کوئی ولی ہوتا
 ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے (رضوی)

حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند چند
 صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت ماحی بدعت حاصل گئے شریعت
 قرۃ العین العلماء مولانا محمد رضا خان صاحب مول عمر و زید قدسہ ان کی عمر
 طویل اور عزت زیادہ ہو (رضوی) نے ایک مدرسہ خاص اہلسنت کے
 بنام "منظر اسلام" بنیاد ڈالی جسکی صرف بریلی والوں کے نہیں بلکہ تمام
 اہلسنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجود اور خوبیاں
 دوداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے طائر سے مفصل ہوں گی۔

تقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب العطلب تقریر اتم الحروف

لے مطلب یہ ہے کہ بدیشیہ اہل حق اور ایمان دین کی جو منقش پتائی گئی ہیں وہ ان میں موجود ہیں۔
 لے ہر قسم کی خوبوں پر و مذکور کے جانت
 لے بدعت کو مٹانے والے
 لے شریعت کے عالم دار
 لے نگاہ عالم کی ہندو ملک
 لے دارالعلوم منظر اسلام رضا گرواں بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں قائم ہوا۔

وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلبہ اور طرز تعلیم
 واقف ہوا۔ ہر قسم کے طلبہ ہندی و متوسط و منہجی کے متعدد جلسہ امتحان
 میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و
 حدیث و فقہ و سیر و اصول وغیرہ میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد
 للہ کہ ہر کس جس میں مدرسین اور غریب انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین
 کو مستعد اور اس بشارت کے بشیر پایا۔ (ایزال اللہ یغرس فی
 ہذا الدین غرساً یستعملہ فی طاعتہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس
 دین میں کچھ پورے لگاتا رہے گا۔ جن سے اپنی طاعت میں کام لگیا (رضوی)
 بالخصوص منہجی طلبہ کی علو ہمت اور حسن تقریر و مطالبہ اور تحریرات
 فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے
 ہمت عالی اور توجہ خاص منظم و فز جناب مولانا حسن رضا خان صاحب
 دام مجد ہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارک سے جسکی نظیر اقلیم ہند
 میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی برکات فائز (جاری) ہوں جو تمام
 اطراف و جوانب کے کلامات اور کدورت کو مٹائیں۔ اور ترویج عقائد حق
 منیفہ (بلند) اور ملت بیضا شریفہ خفیفہ کے لئے ایسی مشعلین روشن
 ہوں جن سے عالم منور ہو۔

تمام اہلسنت کو واسطے توجہ خاص اور شرکت عام اس مدرسہ
 کے محدثین فقہاء، محققین اور ائمہ دین کیلئے یہ ہدایت پس ہے۔ لہذا
 اللہ دین فائز و اعین ناخذلک دین کو۔ یہ علم دینی ترکان
 و مدیث فقہ و غیرہ کا علم دین ہے۔ لہذا تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل
 کر رہے ہو (رضوی) اور بحسب الصلاۃ فی الدین دین میں تعصب

لازم ہے (رضوی) واللہ سبحانہ الموفق والمعين . فقط
کاتب حبیب احمد لوری جماعتی غفرلہ العزیز - خادم الجامعہ الاسلامیہ الموقدیم
رام پور یو پی - مورخہ ۲۶ صفر منظر اسلام ۱۴۲۸ھ بروز روز شنبہ شریف
مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء

اس مشاہداتی رپورٹ سے ہر کو ایک ہندوستان میں منظر اسلام کی خداست
عالیہ، برکات جاریہ اور طلباء کا معقول و مقبول میں علوم نافذ کا علم ہوا۔ حضرت مولانا سراج
الدین شاہ سلامت الشہ قدس سرہ نے اپنی مندرجہ بالا رپورٹ میں امام احمد رضا کے اولیٰ
ضیافان کے نتیجے میں حجۃ الاسلام کو منظر اسلام کا باقی قرار دیا۔ حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب
حسن بریلوی (۱۳۲۶ھ) کے حسن اہتمام کو سہارا اور منظر اسلام کو بے نظیر مدرسہ فرمایا۔

حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدینین

آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ حجۃ الاسلام نے اپنے والد امداد امام احمد رضا کی زندگی ہمیں
میں طلبہ کو پڑھایا اور آپ نے آپ کے تلامذہ کو سند بھی نوازا۔ انہیں ایام میں حضرت مولانا
حسین رضا خاں خلیفہ امام احمد رضا اور حضرت مفتی عظیم ہند جانشین امام احمد رضا کو آپ نے پڑھایا
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے پڑھانے کا سلسلہ کبھی جزوی اور کبھی کلی طور پر جاری رکھا۔

حضرت مولانا رحمہم الہی صدر المدینین اور محدث منظر اسلام تاج محمد مفتی عظیم ہند کے ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۶ء میں بریلی سے میرٹھ چلے جانے کے بعد منظر اسلام میں صرف حدیث بلکہ معقول و منقول کے
اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید باید۔ ہر درجہ میں پڑھنے والوں
کا ہجوم رہا اور آپ کی مصروفیات میں خامہ اضافہ رہا۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر
فرمایا "اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو کھانا فرصت نہ ملی۔ درمیان سال میں

مدرسہ اقل دارالعلوم منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ کو بھیج دیئے گئے، درس فقیر
کے سر رہا" لے

مدرسہ کے ساتھ ہی جب بھی موقع پیش آیا آپ نے اپنے والد ماجد سے استفادہ کا
سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ امام احمد رضا نے جب علم توحید و جہاد انداز میں پڑھانا شروع کیا تو
حجۃ الاسلام بھی مولانا ظفر الدین بہاری مولانا حکیم سید شاہ عزیز غوث وغیرہم کے ساتھ شریک
درس رہے لے

آپ کا کام اس کے علاوہ امام احمد رضا کیلئے اندر سے کتابیں نکال کر لانا اور سندوں کی
عبارتیں تلاش کر کے پیش کرنا بھی تھا۔ آپ کی یہ خدمت ۱۳۲۶ھ تک جاری رہی۔ تا آنکہ حضرت
مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال کے بعد منظر اسلام کا اہتمام آپ نے سنبھال لیا پھر
امام احمد رضا کی خدمت میں کتابیں پیش کرنے اور سندوں کی تلاش کا کام مفتی اعظم مولانا شاہ
محمد مصطفیٰ رضا خاں کے سپرد ہوا لے

دارالعلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس

تاریخ گواہ ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے یوم تاسیس سے آج تک اس کا ہر سالانہ
اجلاس فقید المثال رہا ہے۔ مگر ان مکتوبوں میں ۲۳، ۲۲، ۲۱ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰، ۹، ۸ دسمبر
۱۹۳۳ء کے شاندار اجلاس کی تیاریوں اس میں مدعوین علماء مشائخ اور علمائے دین کا مختصر ذکر کیا جا
رہا ہے۔ تاکہ حجۃ الاسلام کا منظر اسلام کے تریوں و ذرائع اہتمام کا منظر انکھوں میں آجائے۔ اور آپ کے
لے مروجہ ذرات رسول خدا کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی خوشگوار رقم محض نے جناب و عیادت میں
قادر سے حاصل کر لی ہے۔

لے مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات الطیبت ص ۱۵۹

لے مولانا حسین رضا خاں نیرت علی حضرت ص ۱۱۶-۱۱۹

لے تفسیر وحدیث اصول و فروع کلام و منطق و فلسفہ ریاضی و غیرہ میں آپ کو پہلی حاصل تھا۔ آپ کا درس
میں دای، شرح فقہاء، شرح چینی بہت مشہور تھا۔

حجۃ الاسلام نمبر ۱۲۷ ص ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰

غیر مشتم ہندوستان میں عظمت و شہرت کا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بھی معلوم کیا جاسکے کہ ان ایام میں فاضل
دینی علما کے عالمین اور طلبائے کاہلین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش ہوگا۔ حضرت محمد اسلام کے
مفسر جنرول مکتوب سے آپ کی مہر و نیاں اور کاوشوں کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے
تحریر فرمایا۔ ”یہاں آج کل والا علوم کے جلسہ ہائے سالانہ کے اشتغالات زیر نظر ہیں۔ مجلس
شوری کا انعقاد پورہ ہے اور سارے عائد شہر کی توجہ منطوف ہے۔ اس سال قیچہ امتحان بہترین
صورت میں رکھایا جائے گا قرار پایا ہے۔“ میں طالب علم و ستارہ فضیلت کے قابل تیار ہوئے ہیں،
رومانے شہر کی رائے ہے کہ گورنر بریلی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق
پیشہ اور مرتبہ پر مبنی تھے) اور میرے موجودہ مولے کے باعث ملاقات نہ ہو سکی (چونکہ مسلمان
گورنر ہیں لہذا جلسہ سالانہ میں انھیں دعوت دی جائے۔ اور نواب سر منزل اللہ خاں اور سر محمد یوسف
و غیرہ عائد ہند اور مشائخ میں سے جناب و لیاں صاحب ایچیر قعد میں اور پیر جماعت علی شاہ صاحب
پیر جناب وغیرہ مکتوب حضرت کو بلایا جائے۔ جسکے مصارف کا تخمینہ تقریباً ۹۰۰ کیا گیا ہے۔ مولی
تعالے بنجیر انجام پہنچائے۔ اور جلسہ دارالعلوم کو قیچہ خیر کے لئے

مشاہیر خلفاء

حضرت محمد اسلام جامع و کمالیات بزرگ تھے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء غیر مشتم ہندوستان
کے ہر علاقے میں پائے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ آپ کے خلفاء اکبر حضرت مفسر اعظم ہند مولانا
محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے خلفاء اور صاحبزادگان سے جو صوبہ افریقہ کے علاوہ بارشیس

بے ولایت وزارت، سول مادی کے نام محمد اسلام کے مکتوب کی فوٹو کاپی راقم الحروف نے جناب و حاجت
رسول قادری سے حاصل کر لی ہے۔

اٹھ حضرت میر شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا سلسلہ حضرت کے خاتم الخلفاء فخر العلماء شہید
المعظم حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ اور ان کے خلیفہ و خلف و صاحب سجادہ جناب مولانا
مولوی محمد قاضی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و زاد فی علم و عمل و فضل سے جاری ہے۔ اس سلسلہ کے بھی کثیر
مریدین و صاحب سلسلہ بلاد عرب و عجم و ہند میں ہیں۔ آج العلماء سید محمد میاں قادری خاندان بنگالہ میں ۸۸

میں بھی خوب پیلا۔ ان سطور میں حضرت محمد اسلام کے مشاہیر خلفاء کے نام دینی افسرین آجیا۔

- ۱۔ مولانا ظہیر الحسن اعظمی مدنون اودے پور
- ۲۔ مولانا حافظ محمد عیاض صاحب اشرفی رضوی علیم آباد۔ اسپاری ضلع درجنگ بہار م ۱۹۲۵ء
۱۹۳۵ء
- ۳۔ مولانا عنایت محمد خاں غوری فیروز پوری
- ۴۔ مولانا مفتی ابراہیم حسن عذوقی کلہری مدنون لہر ضلع شاہجہان پور
- ۵۔ مولانا ولی الرحمن پوکھر مدونی مظفر پوری م ۱۹۳۰ء ۱۹۵۱ء
- ۶۔ مولانا خادو رضا خاں نعمانی میاں بریلی ضلع اصغر مدنون کراچی ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء
- ۷۔ مولانا قادری احمد حسین فیروز پوری مدنون گجرات م ۱۹۶۰ء ۱۹۷۰ء
- ۸۔ مولانا سرواڑی خاں عرف غزویاں بریلی مدنون لکھنؤ
- ۹۔ مولانا شمس علی خاں لکھنوی مدنون پٹی جھیت م ۱۹۶۰ء ۱۹۸۰ء
- ۱۰۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد غوری مدنون دارالاملا پور م ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء
- ۱۱۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سرواڑی احمد علی پوری م ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء
- ۱۲۔ مولانا شاہ محمد اجمل سنہلی م ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء
- ۱۳۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی صاحب سجادہ خلف اکبر م ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء
- ۱۴۔ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جوہر پوری مدنون حیدر آباد سندھ م ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء
- ۱۵۔ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلی مدنون لاہور م ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۴ء
- ۱۶۔ محمد اہلقت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن قادری دعام نگری م ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء
- ۱۷۔ محدث بریلی مولانا محمد احسان علی مظفر پوری م ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۷ء
- ۱۸۔ مولانا محمد سعید شہابی فیروز پوری م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۴ء
- ۱۹۔ حاجی ارسلان صوفی عزیز احمد بریلی م ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء
- ۲۰۔ مولانا رحمان رضا خاں رحمانی میاں بریلی نمبر و اکبر م ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء
- ۲۱۔ مولانا شاہ رفاعت حسین مفتی اعظم کان پور امین شریعت بہار م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء

۲۲۔ مولانا رضی احمد اسرار رضوی مدظلہ العالی بہار

۲۳۔ مولانا شاہ ابوسہیل امین عالم امین شریعت بہار

۲۴۔ مولانا قاضی فضل کریم قاضی شریعت بہار

۲۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمعطف اعظمی م ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

۲۶۔ یادگار سلف مولانا الحاج تقدس علیخان رضوی بریلوی مدظلہ العالی پیر جوگٹہ سندھ

۲۷۔ راقم الحروف محمد براہیم نوشتر مدظلہ العالی قادری رضوی بال و سربراہ سنی رضوی موسس اکیڈمی انٹرنیشنل

۲۸۔ مولانا مفتی کفر علی نعمانی، کراچی ۱۹۰۹ء مولانا سید علی محمد قادیان آباد سندھ ۲۰۔ مولانا محمد علی آٹو لوی

تصنیف

آداب سحر گاہی ہوں یا معروفات خانقاہی اور اس وقت میں کے اوقات ہوں یا سنی
مسکلی معاملات۔ ان گونا گوں مشاغل کے باوجود جب کبھی بھی موقع میرا آتا ہے آپ اپنے والد ماجد
کی روش کے مطابق فتویٰ نویسی میں متوجہ ہو جاتے اور تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھتے
اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے فتوے لکھے۔ درسی
اور مسکلی ضرورت کے مطابق کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ نعت گوئی میں تو آپ کو شغف تام تھا
مگر آپ کا علمی اور قلمی ذخیرہ عدم تحفظ کی زد ہو گیا۔ راقم الحروف آپ کے ذخیرہ نعت سے
”بیاض پاک حق الاسلام“ کے تاریخی عنوان سے ایک اور منتخب ”ذریعہ التبا“ جمع کر سکا چند
ذیل مسطور میں آپ کی تصنیفات کی نامکمل فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ راقم الحروف خیر قادری صاحب بارگاہ رضوی محمد براہیم نوشتر مدظلہ العالی، حلسہ عالیہ قادریہ برکاتہ رضویہ میں قطب
مدینہ مولانا شیخ عبدالودین قادری سے حلسہ عالیہ قادریہ رضویہ نوربہ میں حضور مفتی اعظم ہند سے اور
عالیہ نوربہ رضویہ جامعہ میں مولانا مفتی محمد اعجاز دلی خاں، مفسر اعظم ہند مولانا محمد براہیم رضا خاں جیلانی میاں اور
حضرت مولانا الحاج تقدس علیخان رضوی قدس اسرار جم سے آؤں و بجا نہ ہے

داود اور قابلیت شریعت۔ نیز بک شریعت قابلیت داود اور مست
لئے ہند و ورنہ کے معنی کو برزوال۔ حق الاسلام نمبر ۱۳۷ ۱۹۵۹ء ص ۸

۱۔ مجموعہ فتاویٰ قلمی

۲۔ انصار الربانی علی اسراف التقادیری (۱۳۱۵ھ)

۳۔ نعتیہ دیوان

۴۔ تمہید اور ترجمہ الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۵۔ الاجازات المتبینہ لعلہار بکۃ والمدینہ ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۶ء

۶۔ تمہید کف النقیبہ العالم ۱۳۴۰ھ ۱۹۱۶ء

۷۔ تاریخی نام، خطبہ الزلیفۃ المکریمہ ۱۳۳۸ھ

۸۔ سد انوار قلمی

۹۔ سلاطین اللہ بل اللہ من جیل العناو والقشہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء

۱۰۔ حاشیہ طاب لیل قلمی

۱۱۔ کنز المعانی پر حاشیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۱۲۔ اعلیٰ انوار الرضا ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۵ء

۱۳۔ آثار المسند عین الہدیم جیل القدر التین۔ حیات الخیرت ص ۱۱

۱۴۔ وقایہ المہنت، حاشیہ مکتوبات امام احمد رضا خاں ص ۵۳

فرمایا: فقیر اس موت پر موجود تھا۔ اسی خوشی میں دارالشفاء کی برافیناں آئیں۔ اور باقاعدہ مساتح ہوئی اور تقسیم ہوئیں۔ (شیعہ ہدایت ص ۹۲، ۹۳ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

سفر لاہور

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ نہ صرف تاریخی بلکہ مسلکِ اہل سنت کی اعتقادی دنیا میں بڑی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مناظرہ دیر بندوں کے مولانا اشرف علی تھانوی سے ہذا قرار پایا۔ تاکہ اس مستند اختلاف کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ جس کیلئے امام احمد رضا کی زندگی میں کئی بار کوشش کی گئی۔ خصوصاً مراد آباد میں تو تھانوی صاحب کو امام احمد رضا نے آخری دعوت ملاقات بھی دی۔ جس میں صرف تحریری گفتگو کی ضرورت تھی۔ اس کیلئے ۲۷ صفر ۱۳۲۹ھ کی تائید بھی مقرر کر دی گئی۔ اس کا تفصیلی ذکر رسالہ "دائع الفساد عن مراد آباد" میں موجود ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر امام احمد رضا کا مندرجہ ذیل مکتوب قابل مطالعہ ہے اور اس باب میں حرف آخر ہے۔

نقل مفادۃ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ نحمدہ و نصلی علی رسول اللہ ۝
السلام علی من اتبع الهدی فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عزوجل از تو دعوتوں سے
آپ کو دعوت دے رہا ہے، اب حسبِ معاہدہ مراد آباد ہجر فرک ہے۔
مگر آپ سوالات و مواخذات حسامِ اکھبرین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور
آپ جو کہ کہیں لکھ کر کہیں اور سنناویں اور وہی دستخطی پر چر اسی وقت غرضین
مقابلہ کر دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ ہے

معاہدہ میں، ۲ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو
ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات
شانِ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ہیں ہیں یا نہیں؟ یہ
ہو نہ تو اے دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہذا فقیر اس عظیم مذو
العرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر ہذا جاں افروز و شہید اس
کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہر و دستخطی روانہ کریں۔ اور ۲۷
صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔..... اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم
دین کو طے کر لیں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا عاقل
بالع مستطیع غیر مفسدہ کی توکیل کیوں منظور ہو۔ لہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا
ہے کفر و اسلام میں وکالت کیسی۔ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آ سکتے اور
وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسبِ معاہدہ آپ کو لکھنا ہی چاہیے
کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام مضافہ پر وفاقہ قبول حکومت منقول
مدون سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی منور لکھنا چاہا کہ اگر بعون العزیز القہر
عزوجل از آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا نادر ہوا تو کفر سے تو یہ علی الاعلان
آپ کو کرنی اور چاہی ہوگی کہ تو یہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی تو یہ اعلانیہ
لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر باد آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ تو یہ کہہ کر ہی ہوئی تو آپ
ہی پر چپے جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی اس دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں۔ کیا
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے
اور بات بنانے دوسرا آئے لاسول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع غلبت کی سی بے حاصل کرتے ہیں
پہلے ایک ہی جواب کے ہوتے ہیں۔ آخر بار کی یہ آخر دعوت ہے۔ اس پر بھی
آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے غوغے پر

الصفات نہ ہوگا۔ منوادیامیر اکام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ
یہدی من یشاء الخی صراط مستقیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین

نصیر احمد رضا قادری عفی عنہ

دار سفر النظر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

ہر

علی صاحبہا والہ افضل الصلوٰۃ والحدیۃ الامین

مال بھی ہوا کہ اکابر و بندگان گھبراتے رہے، خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے۔ درجہ و اتحاد کی اپنا
سے گریز کیا۔ اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

تاریخین آپ نے امام احمد رضا کا مکتوب گرامی پڑھا۔ اب اسی موضوع سے متعلق
یہ بھی پڑھتے چلے کہ بریلوی (اہلسنت) اور دیوبندی (فرقہ واپس) کے اختلافات کیا
ہیں۔ اس سلسلہ میں مشہور مورخ مولانا حکیم غلام غنی رامپوری ص ۵۱ تا ۱۹۳۲ء کی کتاب
”مذہب الاسلام“ کی مندرجہ صفحات پڑھی معلوماتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فرقہ واپس کے بعض عقائد

مولوی فضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہیں کہ واپس کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے
ایک تو وہ ہیں جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو
کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسری قسم کے واپس
ان کا فتنہ نہایت عظیم و ضرر رساں ہے۔ یہ وہ لوگ جو ظاہر میں بڑے نور و دعویٰ کرتے
ہیں کہ ہم مقلد اور کچے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول و فروع میں واجب سمجھتے ہیں
مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی نا عبادت
اور وہ قابل نفرت ہیں۔ فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔

① خدا سے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ لخصاً از سالہ یک روزی مولفہ مولوی محمد امجد

صاحب دہلوی صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۴ھ ہجری۔

الف) اگر مراد از حال متفق لذات است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس (الفساد
بلفظہ الخ)۔ یک روزی ولقوۃ الایمان مطبوعہ مطبع نول کشور بار دوم ۱۳۵۴ھ۔

ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے
کہ خلف و عید آیا جائے یا نہیں ان اللہ علی کل شئی قہار کے خلاف ہے (بلفظہ برائین
قاعدہ از مولوی خلیل احمد ساکن انبیشی صفحہ ۲۰ مطبوعہ مطبع ہلالی ایٹم پریس ساڈھورہ ضلع
انبالہ ۱۳۵۶ھ۔ وصیانۃ الایمان از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

(لخصاً ولقوۃ الایمان صفحہ ۶۰)

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں

(لخصاً ایضاً صفحہ ۱۳-۱۹)

④ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے دو برابر ایک ذرہ ناچیز سے بھی بکتر ہیں۔

(لخصاً ایضاً صفحہ ۵۵)

⑤ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شیخ بنا دے گا۔

(لخصاً ایضاً صفحہ ۳۳)

⑥ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات البنی نہیں مرکز مٹی ہو گئے۔

(لخصاً ایضاً صفحہ ۶۰)

⑦ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں

(لخصاً ایضاً صفحہ ۸۶-۲۳-۲۹)

⑧ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ناما بھی شرک ہے

(ایضاً صفحہ ۱۰-۲۶-۲۷)

⑨ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دیا جاتا شرک ہے (ایضاً

صفحہ ۲۴ - ۱۵۸

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے

(ایضاً صفحہ ۱۰ - ۴۰)

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا

شرک ہے۔ (ایضاً صفحہ ۴۰ - ۴۱ - ۴۳)

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے

(مخصوصاً ایضاً صفحہ ۲۳)

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے

(ایضاً صفحہ ۳۱)

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں

(لفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۲)

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے

(مخصوصاً لفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو

بلکہ ہر نبی و جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

(لفظہ خطہ الایمان مولفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی)

(صفحہ ۳۲۹)

(۱۷) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں

(بسط البیان مولفہ مولوی اشرف علی صفحہ ۷)

مذہب "بأخدا وایم کار و باخلان کار نیست" لفظہ

(۱۸) حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے

(مخصوصاً ایضاح الحق از مولوی محمد اسماعیل دہلوی صفحہ ۲ - مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۵۶ھ ہجری)

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و

شرک ہے۔ اور بمثل کہنیا کے جسم کے ہے۔ (مخصوصاً فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۲ -

براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۹)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال آنا یا سنا اور گدھے سے بدتر ہے۔

(لفظہ مراد مستقیم از مولوی محمد اسماعیل صفحہ ۸۹ - مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱۳۵۶ھ)

(۲۱) کعبہ شریف میں جو چار ٹکٹے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں

(لفظہ سبیل الرشاد مولفہ مولوی رشید احمد)

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں

شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود

(فتاویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶ - ۱۷)

(۲۳) ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم، دہم، چہم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں

(براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیا صفحہ ۱)

یکسر نزار سودا

آپ کی سفری مصروفیات کا اندازہ ۱۳۵۲ھ تا ۱۹۳۳ء کے اس مکتوب سے بھی ہوگا۔

جس میں لاہور کے جلسہ مذکور میں شرکت کا بھی ذکر ہے۔ اپنے تحریر فرمایا "نیز لاہور

میں انجمن حزب الاحناف کے جلسے مقرر ہیں جہاں میری صدارت کی اشاعت کر دی گئی اور

میں وعدہ شرکت کر چکا ہوں۔ پھر نرویز پور کے احباب نے اصرار کیا ہے کہ میں لاہور سے

وہاں آؤں۔ اور ایک شادی چند ماہ سے صرف میرے آنے پر ملتوی رکھی ہے جب میں

وہاں پہنچوں گا تو تقریر تانچ ہوگا۔ اور تقریر تانچ میرے ہی ذمہ رکھا ہے۔ راہ میں ہر سفر

کے بعض احباب مصر میں کہ یہاں بھی قیام ہو۔ غرض یکسر نزار سودا "لے

و جہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول قادری کے نام کو توبہ کی موصول نوٹ کاپی۔

لاہور میں آپ کا قیام

حضرت حجۃ الاسلام کالہ پور میں قیام عموماً حضرت شاہ محمد غوث قادری کے مزار پر انوار پر ہوتا۔ لوگ جرقہ و جوق آپ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوتے اور خوب خوب استفادہ کرتے آپ کے مرید ہوتے۔ علما و راہب سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نورانیہ میں اذون و نماز ہوتے مولانا ابوالحسنات سید محمد امجد لاہوری کو بھی آپ نے مازون و نماز فرمایا۔ ۱۹۲۳ء میں امتحان کے لئے جامعہ نعمانیہ میں ۱۹۳۳ء میں حضرت مولانا سید دین علی شاہ صاحب محدث الوری امیر انجمن حزب الاحناف لاہور کے عرس چہلم میں لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ برابر ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۳ء تک حزب الاحناف کے جلسے کی صدارت کے لئے لاہور آتے رہے۔ اور فیصلہ کن مناظرہ پر آپ کا یہ سفر لاہور اپنے حسن اختتام کو پہنچا۔ بہر حال آپ کا سفر مسلکی ہو یا ملی۔ یوم مسجد شہید گنج کے لئے لاہور کا ہوا یہ نجدیوں کے خلاف جلسہ خدام اہل حق میں شرکت کے لئے لکھنؤ کا ہو۔ ہندوستان کے طول و عرض میں تاقیہ غیر ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء تک جاری رہا۔ (انوار امیر ملت۔ محمد صادق قصوری ۶۶)

امرتسر کے پندرہ روزہ اخبار الفقہ نے بریلی اور پٹنہ بھیت میں ۱۵، اور ۱۶ جون کو نجدیوں کی مذمت میں ہونے والے دو جلسوں کی کارروائی بڑی تفصیل سے شائع کی ہے۔

پٹنہ بھیت میں تشریف آوری

پٹنہ بھیت حضرت مولانا دوسی احمد محدث سورتی ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۶ء کی قیام گاہ تھا اور محدث سورتی کو امام احمد رضا سے جو موت و حیات تھی وہ شہرہ آفاق۔ پھر صاحبزادہ محدث سورتی مولانا عبدالاحد امام احمد رضا کے شاگرد اور حلیف تھے۔ امام احمد رضا ہی نے آپ کو سلطان الواعظین کے خطاب سے نوازا۔ آپ کو سفر حج میں بھی امام احمد رضا اور حجۃ الاسلام نے محمد بن کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ میں ۲۵۳۔ ہفتہ وار مضامین کے مصنفے اگرچہ انوار میں ۱۸ جولائی ۱۳۷۴ء

کی بحیثیت کا شرف حاصل رہا۔ اور یہ حجۃ الاسلام کا بڑا اعزاز تھا اور اولد ستر لابیہ کا اظہار کہ محدث سورتی کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی۔ اے انہیں خصوصیات کے پیش نظر حجۃ الاسلام کا پہلی بحیثیت میں آجاتا تھا۔ حضرت امام میاں قادری رضوی نمبر و محدث سورتی رقمطراز ہیں۔

”وہ بائیس سال میں دس بارہ مرتبہ پہلی بحیثیت تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی عادت کے مطابق سب سے پہلے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لئے تشریف لے جاتے اور وہی جگہ قیام فرماتے۔ سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے مکان پر یا مولوی عبدالحق صاحب گرگھنوی م ۱۹۳۲ء ۱۳۵۰ھ کے یہاں۔ آخر میں ان دونوں حضرات کی وفات کے بعد آپ کا قیام مولوی محمد ابراہیم صاحب کی کوٹھی میں محدث سورتی کے مزار کے قریب ہوا کرتا تھا۔ پہلی بحیثیت میں آپ کی تشریف آوری اور چند روز قیام مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتے تھے۔ ہر آن اہل عقیدت گھیرے رہتے تھے اور قدم قدم پر لوگ پروانہ وار شمار ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلبیت، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ادب و احترام کے قیام میں آپ ہمیشہ مصروف رہتے اور اعلیٰ حضرت کے قیام کردہ مدرسہ اور ان کی تعلیمات فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت کی جانب خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ آپ کی حیات میں اعلیٰ حضرت کی وفات اور جدائی کا غم بڑی حد تک لوگ محسوس نہیں کرتے تھے۔“

سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

اودے پور میں نزول احلال

اودے پور میواڑ راجستھان کو شرف رہا ہے کہ سارا کاسا علاقہ حضرت حجۃ الاسلام کے گیسو کے ارادت کا اسیر تھا۔ اور آپ کی روحانی مملکت کی راہدہائی۔ یہاں آپ کا

لے خواجہ شمس چیدر۔ تذکرہ محدث سورتی۔ ص ۱۶۶ مطبوعہ کراچی پاکستان

قیام مسلسل رہتا۔ لوگ شب دروز دیوانہ وار آپ کی زیارت سراپا کرامت کرتے، پروانہ دار شمار ہوتے۔ زائرین کے سیلاب رواں میں آپ کا روئے تابان زیارت گاہ عالم ہوتا۔ اس منظر کی خیمہ دید و پودٹ پرٹھئے۔

”بارہ سال کی عمر میں پہلی بار حجۃ الاسلام کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اووے پور سلاوٹ واڈی محلہ کی جامع مسجد میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انسانوں کا ایک سیلاب حجۃ الاسلام کی زیارت کے لئے رواں دواں دیکھا اور اتنے عظیم اجتماع میں مجھے بھی حجۃ الاسلام کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس سے پہلے میری آنکھوں نے ایسا گورا اور نورانی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک ہی جھلک ہر بڑے اور چھوٹے کو مہجوت کر دیتی تھی۔ اور ہر آنے والا حلقہ ارادت میں داخل ہو کر (مرید ہو کر) ہی ٹوٹ پاتا تھا۔ چونکہ ہزاروں لاکھوں اس فیض سے استفادہ کر رہے تھے۔ لہذا کپڑے کی لمبل جو کئی گزوں پر مشتمل ہوتی تھی وہ لمبی کر دی جاتی تھی۔ اور لوگ اس طرح ماحمل کپڑے کو بکڑ لیتے تھے اور حلقہ ارادت میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ یہ عمل گھنٹوں جاری رہتا تھا۔ ایک ایسی کشش آپ کے وجود میں موجود تھی جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ کئی غیر مسلموں کو اسلام کی سعادت حاصل ہونے کا سبب بنی۔ اور یہ فیضان جب تک وہ ذات اووے پور میں رہی یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔“

اووے پور میں آپ کا فیضان

آپ کے اووے پور دورہ کے بعد بیس سال کی عمر تک میں نے دیکھا کہ اووے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا۔ اور ۱۹۴۴ء جب میں پاکستان آ گیا تو پھر تقریباً ہر سال اووے پور اور اجیر شریف غرض میں جاضری کی سعادت حاصل رہی ہر گھر میں محفل میلاد اور صلوة و سلام کی پرکٹیں آج بھی وہاں موجود ہیں۔

لے واقف المروف کے نام جناب قمر الدین احمد انجم مدبر پاکستان نعت کو نسل کراچی کا گرامی نامہ

یہ واقعہ ہے کہ آپ کا سفر ہندوستان کے ہر علاقے میں ہوتا اور جہاں جوتا وسیلہ نظر ہوتا۔ اور ہر جگہ ارادت و زیارت کا منظر دیدنی ہوتا۔

”اے تماشا گاہ عالم روئے تو!“

ہندوستان کے اکابر علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ لگا ہوں نے حجۃ الاسلام سے زیادہ حسین چہرہ نہیں دیکھا۔ پھر اس پر لباس کی سچ و صحیح مزید برآں تھی۔ جو لباس بھی آپ زیب تن فرماتے وہ بھی آپ کے جمال سے جگمگا اٹھتا۔ جس مقام سے گزرتا ہوتا تو لوگ جس صوری و کھسک انگشت بندان رہ جاتے اور سارا ماحول غزل خواں ہوتا۔

”دم میں جب تک دم ہے دیکھا کیجئے“

ان کی سنگت باتوں کا یہ عالم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوتا کہ ”وہ کہیں اور سنا کرے کوئی“ محسن خدا داوا لیا کہ جس محفل میں ہوتے وہی مہمان محفل ہوتے۔ لڑکا ہنس کھل کی کھل رہ جاتیں۔ دیدہ ہوش پر نیم بیہوش ہونے کا لگان ہوتا۔ لوگ دنور دید میں ہر کار کا رہ جاتے اور آنے والا شخص بخوری میں ہکا بکا اٹھتا۔

”ما هذا البشر ان هذا الاملاك كونه“

ان کا حسن و جمال علماء کی بندش و رنجی کی وضع قطع اور پاکیزہ صاف ستھرا لباس اور بزرگی دلوں کو مسخر کر رہی تھی۔ وہاں یہ مشیہ حضرات نے کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی اور نہ ایسی مدلل تقریر سنی۔

(مولانا فاضل محمد صالح الدین صدیقی م ۱۴۲۳ھ ۱۹۰۶ء مدارف رمضان ۲۰۰۱ء)

آپ نہایت حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے سرخ و سفید چہرہ اس پر سفید ریش داؤ آپ کا قد بالائے اٹھارہ فٹ لاکھوں کے مجمع میں پہچان لیا جاتا تھا۔

ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نور

مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے ایسا روشن تھا کہ لیں دیکھنے والے کو بھی دل کرنا کہ وہ حضرت کے شمع کی طرح روشن چہرہ کو دیکھتا ہی رہے۔ اور آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے ہندو کاہن ۱۹۳۴ء میں انجیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس شریف کے موقع پر صرف آپ کا شمع کی طرح روشن چہرہ دیکھ کر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق و صداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔

علامہ نور احمد قادری ایم اے فارسی۔ تاریخ اسلام فرینٹل پبلیشرز ایم۔ اور۔ ایل۔ ایل۔ ایلی۔ بی۔ ایچ۔ پی۔ ایچ۔ یو۔ ایم۔ کے ایل۔ ای۔ اسکے۔ یو۔ کے۔ انڈز

(حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ص ۷ مطبوعہ کراچی)

۱۳۵۲ء لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ ۱۹۳۴ء

مذہب الاسلام کے حوالے سے فرقہ واریہ کے بعض عقائد میں آپ نے یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو۔ بلکہ ہر صبی و بچوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بقولہ حفظہ الایمان مولفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مختبائی دہلی ۱۳۲۹ء ص ۷۷) بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور یہی عقیدہ لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ کا موضوع قرار پایا۔ اس مناظرہ میں اہلسنت کی جانب سے ولید بند یوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے مقابلہ میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں علامہ بریلوی مناظر منتخب ہوئے۔

اہلسنت کا یہ فیصلہ نہایت مناسب تھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ حفظ الایمان میں اس عقیدہ کے لکھنے والے تنبیہات ہیں۔ وہ اس مناظرہ میں خود آکر انہی مندرجہ بالا عبارت کو اسلامی اور اس عبارت کی روشنی میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کریں۔ اور یہ بھی طے پایا کہ وہ اگر خود آسکیں تو کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیج دیں جس کی فتح و شکست تھا تو

صاحب کی فتح و شکست ہو۔ مخالفین نے یہ وعدہ بھی کر لیا کہ اگر مناظرہ میں مولانا تھانوی نہ آسکے تو ان کا وکیل ضرور آئے گا۔ مگر وہی ہوا جو اس سے پہلے ۱۳۴۹ء میں ہوا۔ جس کی تفصیل آپ امام احمد رضا کے مکتوب بنام مولوی اشرف علی تھانوی میں پڑھ چکے ہیں۔

مناظرہ میں علامہ و مشائخ اہلسنت کا ہجوم

چشم فلک شاہد ہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور کا وسیع و عریض صحن حق و باطل کا فیصلہ کن مناظرہ دیکھنے کیلئے ہزاروں فرزندانِ توحید و رسالت سے بھرا ہوا تھا۔ عوام کا بے پناہ ہجوم پھر اس میں مشائخ اہلسنت، حضرت حجۃ الاسلام علامہ بریلوی، شیخ طریقت مولانا شاہ علی حسین کچھچھوی، حضرت سید الاناضل مراد آبادی، حضرت پیر سید الدین سجاد فشتی، حضرت موسیٰ پاک شہید تسانی، حضرت مفتیہ اعظم کوٹلوی، مولانا شاہ محمد صائب سیالکوٹی وغیرہم کی تشریف آوری بڑی ایمان پروری تھی۔ ہر شخص مناظرہ کا منتظر تھا۔ وقت آیا ابو گیا مگر مولانا تھانوی آئے اور نہ ان کے وکیل۔ اور ملت اسلامیہ کا وہ نامور رگستان عبادت جو ہنوز اہل حق کے سینوں کو چھلنی کر رہا ہے، ہمیشہ کے لئے باقی رہ گیا۔ ہاں! یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب و مغلوب رہا ہے۔ اور یہی ہوا کہ حضرت حجۃ الاسلام اس مناظرہ میں بھی فاتح و غالب رہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم عقیدہ، مفتوح و مغلوب۔ (تلخیص مہمہ دار رضا کے مصطفیٰ گوجرانوالہ حجۃ الاسلام غفرہ ص ۷۷) اہلسنت کی اس عظیم نشان کا میاں بی پر مرکزی انجمن حزب الاخوان لاہور کی جانب سے حضرت حجۃ الاسلام کے اعزاز میں ایک شاندار جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اہل پنجاب نے اپنی آنکھوں سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد "حامی امن حامد حامد محمد سے ہے میں حامد سے ہوں" کا نظارہ عام رضا کی صورت میں بلا حجاب کیا۔ لوگوں نے حضرت حجۃ الاسلام کی خدمت میں نذرین عقیدت و محبت کی پیش کشیں۔ شعراء نے ہر مہمہ مغلوب سے اپنے جذبات کا اظہار کیا عوام نے دل کھولی کہ غفرہ تکبیر، غفرہ رسالت سے آپ کا خیر مقدم کیا منظور مہدیت

نامہ میں الحاج سید الیوب علی صاحب رضوی بریلوی کے مندرجہ ذیل اشعار مہنوز زبانِ نثر
عوام میں۔ ملاحظہ ہوں۔

لاہور میں دولہا بنا حامد رضا

ہم منیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا
اعداپ ہے تیرا قضا حامد رضا حامد رضا
چشم و چراغ اصفیا شمع جمال اختیار
گھر گھر ترافنا نہ ہے ہر دل ترا دیوانہ
صورت کے نورانی تری سیرت ہے لاشافی تری
بگال تیرا مجراں مشتاق تیرا کبھی
ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم
کبھی تھے کیا انوکھا ہوا رانی ملیں گے کیا
جلتے رہیں گے حامدیں تیرے ہمیشہ بالقیں

ایوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر

تیرے مقابل منجھلا حامد رضا حامد رضا

”مرادین پارۂ ناں نہیں“

شخصیتیں اپنے معاملات سے پہچانی جاتی ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ضرورت
درپیش ہو۔ جلب منفعت کے لئے ماحول بھی سازگار ہو۔ پھر اپنے دامن کو حرم و ہوس کے
صرف کانٹوں بلکہ پھولوں سے بھی جھٹک دیا جائے۔ ایک باعمل عالم حق کو مصلح اور خود آشنا
وغدہ آشنا شیخ کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا علقہ اراوت ہندوستان میں خاصا وسیع تھا۔ آپ کے گیسوے
محبت کے اسیر امیر و غریب، علماء و مشائخ ارباب دولت و ریاست سبھی لوگ تھے۔ مگر آپ
کی زندگی میں حرم و ہوس، جلب منفعت کا دور دورہ نہ تھا۔ نشانِ نظر نہیں آتا ہاں
اپنی زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اپنے والد و نشانِ امام احمد رضا کی روشِ سرِ وقت
پیشِ نظر رکھتے۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریر اس حقیقت کی کتنی شاندار عکاس ہے ملاحظہ
فرمائیے۔ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

عزیزم مولوی امانت رسول سلمہ کا خط دیکھا۔ مولے تعالیٰ

انھیں دونوں جہان کی نعمت و دولت سے سرفراز کرے۔ ان کی ہمدردی کا

تشکر یہ۔ دل سے دعائے خیر کے سوا کیا ہو سکتا ہے مگر فقیر کوئی زبردست

دنیا دار عبد اللہ ہم عبد الدینا فقیر نہیں۔ اعلیٰ حضرت تہذیب کی روش میرے

لئے بہترین اسوہ ہے۔ میں نے ناظم فکندہ عزیز مہتمم منشی شیخ محمد حسین

صاحب مرحوم کی تحریک پر جب بارہ سو روپے ماہوار کی جگہ پر نظر نہ کی تو اب

چھ سو روپے کی ملازمت کر کے کیا دنیا طلبی کروں گا۔ نو اب راجپور نے

بیچاس ہزار روپے خانقاہ شریف کے نام سے دیئے کالاجی دیا اور بار بار

ان کے خطوط بنا م فقیر آئے مگر الحمد للہ تعالیٰ نے فقیر نے اصلاً توجہ نہ

کی۔ مولیٰ تعالیٰ دین حق کا خادم رکھے اور اس کی سچی خدمتوں کی توفیق رفیق

لئے مراد اعلیٰ حضرت قدس سرہ

لئے یہ اس فیصلہ کن مشاعرہ کی طرف اشارہ ہے جو مسجد وزیر خان لاہور میں منعقد ہوا تھا۔
جس میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام بریلوی (علیہ الرحمہ) اور دیگر اکابر علماء و مشائخ اہل
سنت تشریف لائے لیکن مخالفین میں سے کسی کو بھی آپ کے سامنے آنے کی ہرأت نہ ہو سکی۔

فرمائے اور غرض نیت و اخلاص عمل کے ساتھ خالصاً وجہ اللہ خدمت دین
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلانے اسی پرارے اور اسی پر مشورہ رکھے
آمین۔ میں جب کبھی حیدر آباد گیا ان سے ملوں گا انھیں مطلع کروں گا
یہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی مبالغہ آمیز تقریروں کے اشتہار چھپا کر وہاں
بھیجوں اور دنیا سازی سے طلب دنیا کا جال بچاؤں۔ جب جاؤں گا اپنے
کسی عزیز کے یہاں قیام کروں گا۔ جس سے میرا روحانی یا خون کا رشتہ
چوگا۔ بڑے بڑے روسا سے میرا کوئی علاقہ واسطہ نہیں ہے۔ رہی دین کی
خدمت وہ جس طرح میرا رب مجھ سے لے میں اس کیلئے ہر وقت حاضر
ہوں۔ والدہمار

فیروز محمد حامد رضا خاں غفرلہ
خادم سجادہ و گدا کے آستانہ رضویہ بریلی
دوم شعبان الحیر ۱۲۵۲ھ روز دوشنبہ ۱۵

”اُن کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جن سے مجھ کو چند دن
فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ بڑے حسین و جمیل بڑے عالم بے انتہا خوش اخلاق
تھے۔ ان کی خدمت میں بھی نظام حیدر آباد نے دارالافتاء کی نظامت کی درخواست
کی اور اس سلسلے میں کافی دولت کا لالچ دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جس دروازہ
نعلتے کریم کا حقیر ہوں میرے لئے وہی کافی ہے۔“

ملت بیضا کیلئے خون کا نذرانہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں ۸ روبرو ۱۹۳۵ء ۱۳۵۴ھ یوم مسجد شہید گنج کے سلسلے میں
بعد نماز جمعہ شاہی مسجد لاہور سے ایک لاکھ فرزند ان توحید و رسالت ایک میل لمبا اسلحہ بند جلوس
پولیس کے پہرہ میں روانہ ہوا۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ،
مولانا شوکت علی نواب محمد اسماعیل خاں مولانا غلام جبار نیرنگ ایم ایل اے، مولانا منظر الدین
مدیر لایمان دہلی، مولانا عبدالقدیر بدایونی، مخدوم پیر محمد الدین گیلانی کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا
حامد رضا خاں بریلوی شریک تھے۔ (محمد صادق قصوری، انوار امیر ملت ص ۶۳-۶۶)

جب جلوس دہلی دروازہ لاہور سے گذر رہا تھا کسی ہندو نے ایک پتھر چھینک دیا جو حضرت
حجۃ الاسلام کی پیشانی پر لگا اور خون بہنے لگا حضرت سید البرکات نے اپنے روال سے
چھپا دیا تاکہ مسلمان مشتعل نہ ہوں (سیدی ابوالبرکات ص ۳۵)

یہ استغنا کا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں میں سے کسی کسی کو عطا فرماتا ہے

سے نہ محنت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے

جرات مرد قلندہ رکی بارگاہ میں ہے

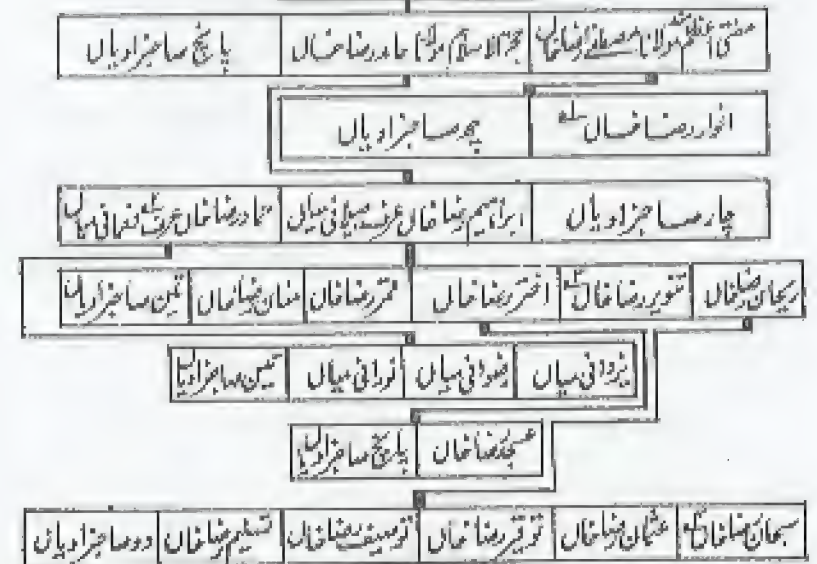
لے وجاہت رسول تبار کی این مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصولہ نوٹ کاپی

لے مولوی سید سیف الاسلام مولانا : تقریب ص ۶۹

شجرۂ نسب

حضرت عتبہ الاسلام کی شادی حاجی وارث علی خاں و جی کا عہد حضرت مولانا علی خاں کی بڑی صاحبزادی، امام احمد رضا کی بڑی بہن حجاب بیگم سے ہوا۔ کی صاحبزادی کنیز عاتقہ سے ہوئی۔ آپ وہ عترم خورش نصیب خاتون ہیں جن سے حضرت عتبہ الاسلام کا نام و نسب چلا۔ تا دم تحریر آپ کا شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

امام احمد رضا خاں



لے دو سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ جس کا خاندان پاکستان میں ہے۔ مفتی وارث العز
 عتبہ موجودہ سجادہ نشین و سنی خاندانہ و شیعہ بریلی شریعت
 عتبہ مولانا اعجاز الدین، حیات علی حضرت ص ۱۰

نسبۂ اکبر کی ولادت باسعادت

دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کا دن نہ صرف خانوادہ امام احمد رضا بلکہ تمام متوسلین کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔ جس میں نسبۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادہ اکبر عتبہ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس جشن مسرت میں امام احمد رضا بنفس نفیس شریک تھے۔ منظر اسلام کے طلبہ کے لئے ان کی خواہش کے مطابق خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

اس جشن مسرت میں شریک مولانا اعجاز الدین فاضل بہاری رقمطراز ہیں

”حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں اس لئے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا تاکہ اس کے ذریعے اعلیٰ حضرت کے حسب و نسب و فضل و کمال کا سلسلہ جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں بچہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلباء کے درساہفت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ ہنگامی طلباء سے فرمایا آپ لوگ کیا کما چاہتے ہیں؟ انکو نے کہا ”مچلی سمات“ چنانچہ وہ مچلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی۔ اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلباء فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا ”بریانی زودہ غیرتی کباب میٹھا مکر وغیرہ“ بہاریوں کے لئے پر تکلف کمانا تیار کرایا گیا۔ پنجاب اور دلائی طلباء کی خواہش ہوتی ”دنبہ کا خوب چرب گوشت اور توند کی کچی گرم گرم دوٹیاں“ غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے کھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا“ (مولانا اعجاز الدین، حیات علی حضرت ص ۲۰، ۲۱)

استاذ من حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی اس جشن مسرت میں شریک تھے اس

موقع پر آپ نے بڑے یادگار اشعار کہے۔ ان میں یہ مصرعہ ”علم و عمر اقبال و طالع دے خدا“ تو اتنا برجستہ تھا کہ تاریخ ولادت ۱۳۲۵ء قرار پایا۔

حضرت جیلانی میاں کو یہ طرہ امتیاز بھی حاصل رہا کہ امام احمد رضا نے خاندان اور بریلی کے معززین کی موجودگی میں ۱۴ شعبان المعظم بروز چار شنبہ ۱۳۲۵ء کو آپ کی بسم اللہ خوانی کرانی ”بعیت لی اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔“ (مفتی عبدالجبار قادری، حیات منسرخم ہند ص ۱۳) صرف یہ بھی نہیں بلکہ فرما کر ”میرا پوتا میری زبان ہو گا“ جیلانی میاں کے جذبہ افتخار حق و ابطال بالجلل کی عظیم بشارت بھی رہی۔ اور دین و ملت کی خدمات سے بھرپور شائاد مستقبل کی نشاندہی فرمادی۔

علامہ دمشقا نے اس بشارت کا مظاہرہ منظر اسلام کے درجاست۔ حدیث و تفسیر ہندوستان کے طول و عرض میں آپ کی تقاریر اور مسلک اہلسنت و جماعت کی ہندوستان گیر خدمت و اشاعت میں بحیثیت خود ملاحظہ فرمایا۔ آپ کی ذات ”لسانِ رضا“ کی بشارت کا مصداق ٹھہری اور منسرخم کا لقب تو اتنا مشہور ہوا کہ علم قرار پایا۔

آپ کی ذات یوں بھی نجیب الطرفین ٹھہری کہ امام احمد رضا نے اپنی پرتی و مفتی اعظم کی بڑی صاحبزادی اور اپنے پوتے جیلانی میاں زحجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے کو اپنی گردن میں بٹھا کر اپنے دونوں صاحبزادوں کی موجودگی میں فرمایا۔ میں تم دونوں کا وکیل ہوں اور اپنی وکالت میں ان دونوں کا کفایت کرتا ہوں۔ (راقم الحروف سے بزرگوں کی روایات)

امام احمد رضا کے ہاتھوں کالگایا چوکی صیب و نسب کا وہ پودا ہے جو سبحان رضا کی صورت بڑھا اور سبحان رضا کی صورت حامی باغ میں ٹھہرا رہا ہے۔ اور ”خاکِ زمینی آئنا میں کائنات“ کی بشارت کا ظہور ہو رہا ہے۔

حضرت منسرخم ہند جیلانی میاں کی زندگی کے یہ تین بڑے روشن نغمے تھے۔
 (۱) منظر اسلام ان کے آباد و آباد کا شجر سد بہار تھا جس کی آبیاری اور گل و غنچہ و جڑ و پتی و شاخ کے ستارے میں زندگی بھر مصروف رہے۔ اس راوی میں بڑے صبر و زما مصائب سے آپ کو گزرنا پڑا۔

سنا کہ کہ مدد میں کی بروقت تنخواہ کے لئے گھر کے زیورات تک دھیں رکھ دیئے جاتے۔ یہ تھا وہ ایتنا جس دارالعلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنا کے رکھا۔ حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ رہے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا زلاہمتم میری زندگی میں نہیں دیکھا۔

اگر صرف مکتب کی کرامت ہوتی تو ختم ہو جاتی مگر یہاں فیضانِ نظر بھی متجاوز دور میں بنا کام کرتا رہا۔ اغیار، حساد کی کار فرمائیاں، مایوں کی خیم پوشیاں اور لیل و نہار کی تبدیلیاں آپ کے آڑے نہ آسکیں۔ آپ کا دارالین علم و عمل شاہراہِ رضا پر دواں دواں رہا۔

(۳) درس و تدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف و شفا شریف پڑھاتے ہوئے ان کی شروح پیش نظر ہوتیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم، امام مسلم بن الحجاج قشیری اور صاحب شفا قاضی عیاض کی درجائیت جلوہ گر ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گذر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قوال کو چھوڑ کر سراپا حال ہو جاتے۔ اپنے اسلاف کرام کی طرح برکت المصطفیٰ فی الہند شیخ عقیق محدث دہلوی سے خاصا شغف رکھتے۔ مقتدات میں ان کی قصائید ازبر ہوتیں مسلک کے اثبات میں دلائل کے انبار لگا دیتے۔ ان کی عبارتیں مجوم جوم کو پڑھتے یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔ (مفتی عبدالجبار قادری، حیات منسرخم ہند ص ۱۳)

(۴) مسلک اہلسنت کی اشاعت میں مسلسل کوشش فرماتے۔ خود ہندوستان گیر دورہ فرماتے اپنے تلامذہ و مریدین کو دور دراز مقامات میں روانہ کرتے۔ صوبہ بہار (جو حامی صوبہ ہے) کے شہروں اور گاؤں میں قشر شریف لے جاتے۔ خیال کے آثار چلے آئیں بھی آپ کا سفر وسیلہ ظفر جاری رہتا۔ آپ جہاں بھی جاتے رضا کی زبان ہوتی، حق آپ کا ہر کلام اور باطل سرنگوں اور خراب ہوتا۔

کچھ چہ اور بریلی

اہلسنت کا شاندار ماضی شاید ہے کہ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین کچھوچھو اور امام احمد رضا افضل بریلوی جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لئے قیام فرماتے، دوست بوسی

بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے۔ احترام بین الاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا ہے یہی منظر اس دور میں بھی محدث اعظم ہند کچھ چوڑی اور منظر عظیم ہند بریلوی کی ملاقات میں دیکھا جاتا ہے۔ جیسے ہی ایک دوسرے کا سامنا ہوتا ہے تماشا آپس میں لپٹ جاتے دست بوسی میں سبقت کرتے بلکہ قدم بوسی کے لئے تیزی سے سٹی فرماتے۔

نیپال کا سفر

منظر عظیم ہند بریلی شریف سے نیپال کیلئے براستہ منظر پور روانہ ہوئے۔ لکھنؤ سے وہ پ کے درجہ اول میں تشریف فرما ہو کر مفتی عبدالواحد سے فرمایا۔ ”فائبا محدث اعظم ہند اسی گاڑی سے کہیں جا رہے ہیں انھیں دیکھا جائے اور اسی گاڑی میں انھیں لایا جائے۔ مفتی عبدالواحد نے مختلف ڈبوں میں تلاش کرتے ہوئے محدث اعظم ہند کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور جیلانی میاں کا معروضہ پیش کیا کہ وہ آپ کو مع سامان اپنے ڈبے میں بلا رہے ہیں۔ محدث اعظم نے فرمایا چلو میں وہیں آتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں سید والا جیلانی میاں کے ڈبے میں باکی دروازہ ہی ایک سوچے تھے کہ جیلانی میاں نے قیام تعین می فرمایا۔ دونوں حضرات نے وہاں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت کی۔ محدث اعظم اس سبقت میں بازی لے گئے اور پہلے جیلانی میاں کے ہاتھ چومے اور پھر جیلانی میاں نے یہ سعادت حاصل کی۔ یہی نہیں بلکہ قدم بوسی کے لئے ایک دوسرے کے آگے جھکے پھر معاف فرمایا۔ ۱۷

نسبت کا احترام

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ نسبت کے احترام کا ایک ایک گوشہ مستور اجاگر کر رہا ہے۔ اب اسی دور خود بخود آگئی یہ بھی پڑھتے چلتے کہ ضلع سرہا ہی نیپال میں محدث اعظم

۱۷ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری مولانا قدس علی کی راقم الحروف سے روایت ہے۔ راقم الحروف سے بھی مفتی عبدالواحد قادری کی رپورٹ ہے البتہ ۱۹۹۹ء میں قلمبند کر لی گئی۔

ہند کچھ چوڑی تشریف فرما ہیں اور امتدوں کا جو ہے لوگ مرید ہونے کے لئے آ رہے ہیں مگر اپنے اور امتدوں کو منسلک عظیم ہند جیلانی میاں بریلوی کی خدمت میں مرید ہونے کیلئے بھیج رہے ہیں۔ یہ تما اپنے استاد گرامی امام احمد رضا کی نسبت کا احترام۔ غالب نے جانے کمن اور اول کو بلائے جان قرار دیا۔ مگر یہاں تو احساس شعری کا یہ عالم ہے۔

حیات جاں بحق خوشتر ان کی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا (غالب)

دارالعلوم منظر اسلام۔ ماہنامہ علیحضرت بریلی اپنے پس منظر میں

نشر و اشاعت اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کے لئے جماعت دہائے مصطفیٰ بریلی کا کارنامہ ہماری تاریخ کا عظیم حصہ ہے۔ بایں ہمہ ہر دور میں مسلک امام احمد رضا اہلسنت کی آواز گھر گھر پہنچانے کے لئے بریلی شریف سے ایک ماہنامے کی ضرورت مسلم رہی ہے۔ ہمارے اکابر و جن خصوصاً حجت الاسلام مولانا شاہ محمد جاد رضا خاں علامہ بریلوی کی سرپرستی اور ابوالعانی مفتی ابراہیم صدیقی کی ادارت میں ماہنامہ یادگار رضا کا بریلی سے اجرا ہوا۔ مولانا ابراہیم محمد علی قادری نائب مدیر مقرر ہوئے۔ اس رسالے کا اہتمام حضرت جیلانی میاں کے سپرد ہوا۔ یہ ماہنامہ ترکی

۱۷ مولانا محمد علی قادری ساکن قصبہ آنور، حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے خاص شاگرد و تربیت یافتہ تھے۔ ان کا بیان کہ جب میں حفظ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کتابوں سے فارغ ہوا تو میرے والد مرحوم نے بریلی شریف کے در سے میں بھیجے گا اور دیکھا۔ حضرت فاضل بریلوی کا آخری زمانہ حیات تھا، جب والد صاحب بریلی پہنچے تو براہ راست علیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے نہایت شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا مولانا صاحب علی نام شکر بیت و عائیں دین اور حضرت مولانا حامد رضا خاں کو دیا اور ان کے سپرد کیا کہ یہ کتاب اسے ایڈیٹر مولانا محمد علی ہیں ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ مولانا محمد علی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حامد رضا خاں کی نہایت درجہ شفقت و محبت میرے حال پر دیکھ کر ان کی تعلیم و تربیت کا فیض ہے (راقم الحروف سے روایت)

فارسی زبان میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت کیلئے تحریر فرمائی ہے۔

پیراغ اعلیٰ حضرت مسجد و گشت چہمہ و ماہ برپسرخ صحافت
تسائی اللہ از تابائی اور ہوردشن ول مسراہل سنت
ہرکشت نجدیت چوں برقی خالفت چو باران کرم بر امیل سنت
ہر مدح مصطفیٰ و لب اللہ است چہ شیریں ہست کام اعلیٰ حضرت
نیاید چوں ہر بزم قدسیاں ہم ز شور مسوخبانگ مہر
ہر زیر سر پرستی مبراہیم رخ تاباں نمودست اعلیٰ حضرت
براہیم آل منتر آل مدث کہ چوں اونیت کس در اہل سنت
خود انرا ہمہ اقوال اویند سبق بردہ زیواں او بہر حکمت
عرب ہم پیشوائے خویش خوانند نہہاں عزوشت ان اعلیٰ حضرت

طیفیل ساقی تسنیم و کوثر
منم تسنیم مست اعلیٰ حضرت

(ماخوذ ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۰ء)

مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں اپنی آنے والی نسلوں اور سنیوں کیلئے اعلیٰ عملی، مسلکی،
خانقاہی شاہراہ عمل اور طریقہ کاوشی کے ۱۱ صفر المنظر بروز ہفتہ ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء علی
العصباح، رجب کے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ وصال پر محل کی خبر سے زیارت اور جنازہ
میں شرکت کے لئے پورا شہر فوش پڑا۔ رات کو، اربعے غسل دیا گیا۔ دوسرے دن اسلامیکہ کالج
بریلی کے وسیع میدان میں مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور
۹/۲۰ بجے نہرو امام احمد رضا کو انھیں کے دائیں جانب آرام سے شادیایا گیا۔

نہیرۃ الصغریٰ ولادت باسعادت

امام احمد رضا قاضی بریلوی کے چھوٹے پوتے اور حجت الاسلام کے چھٹے صاحبزادے تھوڑا
خال نعمانی میاں ۱۳۴۴ھ ۱۹۱۶ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے جد امجد کے زیر سایہ پانچ سال
تک پر واز چمکتے رہے۔ ۱۴۱۱ھ احمد رضا نے اپنے اس چھوٹے تیرہ سالہ امجد عبدالسلام جلیلی کے نام
ایک مکتوب میں اس طرح ذکر فرمایا۔ چھوٹا میر و شدت اس میں ہوتا ہوا یہ سب محمد اللہ کے بعد و گئے
شقایا ب ہوئے۔ ولادت الحمد دوم ربیع الاول شریف ۱۹۱۶ء ۱۳۳۴ھ

(مولانا میر محمد احمد قادری، مکتوبات امام احمد رضا قاضی بریلی)۔
حضرت نعمانی میاں نے اپنے والد ماجد حجت الاسلام کا پورا زمانہ پایا۔ منہر حضرت میں استفادہ کرتے
رہے۔ آپ کی شادی خانہ آبادی سیدہ طاہرہ خاتون بنت سید حسن ولد ملک پور بریلی سے ۱۹۲۸ء ۱۳۵۰ھ میں ہوئی
آپ کا وصال پر لال ۱۳۵۵ھ ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ کراچی میں آپ کا دفن بنارہم الحروف نے مولانا احمد رضا خاں
نعمانی میاں سے عری کی ابتدا کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کی اولاد کوثر میں ۱۳ اور ۱۴ ش میں ہم شادی شدہ پاکستان
میں مقیم ہیں۔

نہیرۃ اکبر حجت الاسلام

حضرت حجت الاسلام کا بڑا پوتا مفتی اعظم ہند کا بڑا نواسہ مولانا محمد ریحان خاں صاحب سجادہ نشین
خانقاہ عالیہ قادریہ ضویہ نور محمدیہ مرکز اہلسنت بریلی خلیفہ خواجہ قطب میں ۱۳۵۳ھ ۱۹۶۳ء کو
منہر شہو پر جلوہ گر ہوا۔ اپنی ولادت سے رحلت تک آفتاب تاباں کی طرح چمکتا، ابر باران کی طرح
برستا، سفیل دریا کی طرح اپنی خوشبو بکھیرتا مرد میدان کی طرح گرجتا صرف ۵۳ سال کی عمر میں سجد
و دوسرے خانقاہ اور ملک و ملت کی خدمات نمایاں انجام دیتا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء کو
اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

نزدہ رہے تو دین کی خاطر سخی زندگی، اور جان کی تو خدمت اسلام کر گئے

آپ کی سیرت و خدمات پرستل را تم الحروف کا تاریخی کتب خانہ اس کا منظم و مندرجہ
تاریخ ہے۔

فدوی و عمریزی حضرت مولانا سچان رضا خاں صاحب سہانی میان و برادران ولیشان۔ و دوران
امام احمد رضا خان میرا لشکر و آفتان اعز کم مولانا انسان پر یہ سلام مسنون !

"جبرائیلؑ" "و حشمت اثر" "موصول ہوئی کہ" "آؤ آؤ ایکے جانشین علیہ السلام" —
 غیر قابل علیہ السلام "آؤ دایم خالق و عالمی رضویہ" "کو کسب اسلام حضرت مولانا ربیعانؑ" —
 حضرت ربیعانؑ "علاوہ روزگار خجائے خلافت" "الحاج محمد ربیعانؑ رضا" "شمع شہبازانؑ" —
 دیوان عالم "بزرگ نہاد و متجاہد انجمن" "شاہ عالمی" "مرحمت امام سجادؑ رضی اللہ عنہ" "قادر" —
 رضویہ و انجمن اہل "جنت مکان نبیہ حجتہ الاسلامؑ" "ربیعان امام احمد رضاؑ" "ہادی شامہ نوریؑ" —
 رضویؑ "ہرم گم قادر دی رضوی" "لے اتنا قاصد الٰہی نہ ملال فرمایا" —

ایک عظیم دور - فکری، تعلیمی، تعمیری - حضرت علامہ الاسلام سے شروع ہو کر بخارہ حضرت ریحان
رضا کے وصال پر ختم ہو گیا۔ امام احمد رضا کے یہ سہ تن خوشتر از صد تن تھے۔ آپ کے فیضان کے یہ مینوں بڑے
روشن مینار تھے۔ سلسلہ عالیت قادریہ رضویہ حامیہ کا گل شاداب اپنی ریحان کبیر گیا، جو کچھ ہونا تھا، وہ ہوا
مقداد کا فیصلہ ہی تھا۔ ہاں صاحب سجادہ کے کاغذوں پر عظیم ذمہ داریاں آگئیں ہیں۔ مگر یہ کام
رضا ہے۔ نہ پہلے و کا ہے نہ اب رکے گا۔ رضا کی رضا شاہی حال رہے گی۔ آپ کا انہی صبر و شکر سے
روشن ہے۔ اپنے والد گرامی اور جدہ سانی کی اعلیٰ روایات اور جد و زما کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھتے
کار رضا میں پوری ثابت قدمی کے ساتھ قدم آگے بڑھائے۔ آپ صاحب منزل ہیں اور نشان
منزل آپ کے سامنے ہے۔

یہ چند جملے اس نسبت کے پیش نظر لکھ رہا ہوں جو راقم الحروف کو آپ کے جد و گرام سے ہے۔ آپ کے جد گرامی حضرت جیلانی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پر ایک تعزیتی عرفیہ آپ کے والد رحمہ و مغفور کو ۶۵ء میں لکھا تھا اور آج آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خبر تیار مت اثر سنتے ہیں آپ کے نام تعزیتی شینگرام روانہ کیا جا رہا ہے۔ مارشیس، جنوبی افریقہ، برطانیہ میں صفا مہتمم بھی رہتی ہے۔

ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنے خطوط سے اس فقیر قادری کو آگہی بخشیں۔ تفصیلات کا منظر
جوں۔ اس بندہ کو در اور اس کے اہل خاشارت و قادری رضوی غلام کی جانب سے اپنے جملہ برادرانِ بزرگان
والذہ محترمہ تاجِ خود مرید کی خدمت میں یہ سلام مسنون کے بعد تعزیت پیش کیجئے۔ اپنے بد و دنیاں اور
بارگاہِ دیکان میں سلام پیش کریں۔ فقیر قادری سب بارگاہِ رضوی عبد رباعیم خوشتر صدیقی

۶ شوال الحکم ۱۴۰۵ هـ / ۲۵ رجب ۱۴۰۵ م

قتلہ ہائیڈر

کون دنیائے گیارہویں ہے! کی منظر اسلام، مسجد، مخالفت
شکر ایہ مصرعہ "تاریخ کا" "داخل جنت ہوا، ریحاں الہ" (۱۳، ۱۴)

ہر جمعرات کو مولانا پیلی جہیت سے بیٹی شریف حاضر ہوتے۔ اور اک صاحب فکر و نظر اس صدی کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خاں کی خدمت و صحبت میں رہتے۔ نماز جمعہ انھیں کی امتداد میں ادا کرتے۔ یہ بھی ایک صاحب فیضان کی بارگاہ میں مولانا کی حاضری۔ دل و نظر کی تربیت کے یادگار امام اور م ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۶ء کا زریں دور۔

مولانا دھی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا بریلوی کی تعلیم و تربیت سے شریعت و طریقت کی راہ روشن تھی۔ حضرت مسکین غوث اعظم کی محبت نے دستگیری فرمائی۔ آپ نے ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۵ء میں ہمیشہ کیلئے پنجاب کو چھوڑ دیا اور عشق و محبت کی آخری تربیت گاہ فیضانِ عرفان کی دلکش منزل بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا جوار غوث اعظم میں پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ”ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنما“ آپ کا مقدر بنا۔ آپ کا بغداد شریف میں قیام نو سال چھ ماہ رہا۔ آپ کے یہ ماہ و سال جذب وستی میں گئے۔ استغراق کا اس حد تک غلبہ کہ جنون کے آثار پیدا ہو گئے۔ بایں ہمہ آپ سر و موہی منزلوں میں جان و جانوں کے حضور محو جاناں رہے۔ تاکہ اک مرید نے مراد کی منزل پائی اور خود آگاہ خدا آگاہ ہو گیا۔

انھیں مبارک آیام میں ایک عارف کامل حضرت سید حسین الحسنی الکردی نے آپ کے حال پر کرم فرمایا۔ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کو جذب و مستی کے عالم سے نکال کر سلوک و عرفان کی منزل تک پہنچا دیا۔ حضرت کردی آپ کو اپنے ساتھ بستی چہ قلعہ کردستان لے آئے۔ یہاں آپ نے سید حسین کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال قیام کیا۔

جذبہ عشق رسول بیدار تھا اور وصال محبوب آپ کا مقدر۔ آپ نے رونقہ رسول پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سید حسین الحسنی کردی نے ساکنِ سفر

مہیا کیا۔ اور اپنی دعاؤں نصیحتوں کے ساتھ اس عاشق رسول کو مذنیۃ الرسول کیلئے رخصت کیا۔ اس طرح آپ کا جذبہ دروں جان سے جان جاناں اور منزل سے جان منزل تک لے آیا۔

آپ بغداد سے براستہ دمشق بذریعہ ریل ۱۰/۱۱/۱۹۱۰ء میں مدینہ طیبہ پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل دل و اہل نظر کی رفاقت میں آئی۔ انھیں آیام میں اپنے حافظہ الحدیث سید احمد النکس المدنی سے بیضاوی شریف پڑھی۔ خود ارشاد فرمایا کہ میں حرمین مطہرین میں جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ آپ کے کمال سادگی سے متاثر ہوتا۔ آپ کو سلاسل طریقت و فضیلت میں خلافت و اجازت سے نوازا۔ یہ تھا آپ کا دور استفادہ جو ”بلکہ شرط قابلیت و ادوست“ کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت سیدی عبد الرحمن سراج کی مفتی اعظم حنفیہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ حضرت علی حسین اشرفی میاں کچھوچھو نے بھی آپ کو خلافت و اجازت سے مدینۃ الرسول میں نوازا تھا۔

آپ جس عہد میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وہ حکومت ترکیہ کا عہد تھا۔ ہر طرف برکت کے آثار ظاہر تھے۔ اسلامی تقاریب بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام کی صدائیں بلند ہوتیں۔ عام و خاص رسول مدنی تاجدار کی محبت میں مست و سرشار نظر آتے۔ ہر سال شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنبد مزار پر غلاف سبز چڑھایا جاتا اور اس غلاف کی تیاری میں مدینے کی سادات شہزادیوں کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ اور ان کو اس خدمت کا نذرانہ ترک حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا۔ اس طرح سادات کرام کی گذراوقات کیلئے روزِ مینہ فراہم کیا جاتا۔ حضرت مولانا موصوف مدینۃ الرسول کے اُن شب و روز کو بڑی حسرت سے یاد فرماتے اور ابدیدہ ہوتے۔

یہ زبانِ برکت نشانِ شریف کی حکومت ۱۲۲۲ھ/۱۹۲۲ء تک رہا۔ تا آنکہ خدیو
نے خروج کیا اور سودیوں کی حکومت ۱۹۲۵ء میں برسرِ اقتدار آئی اور عہدِ ماضی کا
یہ آفتاب اپنے نصفِ انہار پہنچ کر غروب ہو گیا۔

یہ مسلم ہے کہ جو فنا فی الرسول ہوتا ہے وہ فنا فی الشیخ بھی ہوتا ہے۔ حضرت
مولانا ضیاء الدین احمد اپنے شیخِ کامل امام احمد رضا کے (تہ ۱۳۱۲ھ) ہی میں اپنے
زمانہ قیام میں بیعت میں ایک چمکے تھے۔ ہاں بیعتِ اصلاحی کی تکمیل بھی پائی تھی۔
مولانا نے ایک خواب دیکھا، قلبِ مانی نے یہ تصویر دکھائی کہ امام ابراہیم کی زندگی کا یہ
آخری سال ہے۔ اللہ اللہ! جس دلی صفات نے ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۲۹ھ تک
مدینہ سے سوائے حج باہر نکلنا گوارا نہ کیا، اب اس نے اپنے شیخِ کامل کی آخری
 ملاقات کھینچنے پر بیٹی شریف سفر و سید ظفر کا قصد کر لیا۔ یہاں ۱۲۲۹ھ/۱۹۲۰ء
میں پہنچ کر اعلیٰ حضرت مجتہد دومین وقت امام احمد رضا خاں کی بارگاہ میں ۶۲ روز
حاضر رہے۔ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ وہاں آپ کو شریعت و طریقت کا
ایک ساحلِ میکران نظر آیا۔ حضرت امام ابراہیم کے شبِ دروز بھی دیکھے، عبادت
وریاقت، تصنیف و تالیف کے بحرِ العقول مناظر بھی نظر آئے۔ احمد رضا کے پیکر
میں اک کرامت، جہنم اور استقامت مسلم تھا۔ جو از عجم تا عرب اپنے فیضان کے
دریا بہا رہا تھا۔

حج کے ایامِ قریب تھے۔ حضرت مرشد بریلوی نے اپنے مدنی خلیفہ کو
دعاؤں کے ساتھ جوازِ مقدس واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی یہ مدینہ کا
مسافر حج کے بعد مدینہ پہنچا ہی تھا کہ صفرِ مظفر ۱۳۳۰ھ میں بریلی شریف سے
ٹھیکر گم ہو گیا کہ علیٰ حضرت بریلوی کا وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی نے وصال کی انید نے اپنی
پوری زندگی مدینہ کی مجاورت میں گزار دی۔ اور دوری گوارہ نہ کی۔ مریدینِ خلفاء

واعزاعِ عرب و عجم میں تشریف آوری کی دعوت دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ میرا وقت
آخری ہے۔ میں مدینہ سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ کہیں موت نہ آجائے۔ آپ کا
مدینہ منورہ میں ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۵۱ھ تک دم واپس ۲۴ سال تک قیام رہا۔

سادگی آپ کا شعار تھی۔ آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت سیرت رسول کا مظہر
تھی۔ سنت رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالیں۔ اس کے دودھ سے
مہمانانِ رسول کی ضیافت فرماتے۔ حاج و زائرین کا ٹھکانا آپ کا گھر تھا۔ آپ کی
ذاتِ قادری رضوی جیلوہ گاہ تھی۔ آپ کا دولت مندہ قادری خانقاہ تھا۔ آپ
شہرہ آفاق قادری شیخ تھے۔ عرب و عجم میں آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد
ہزاروں ہے۔ آپ کا اصل مشغلہ حبِ رسول کی دولتِ جمیل، نعتِ رسول تھا۔

آپ کی ہر مجلس مجلسِ نعت ہوتی اور ہر غفل یا خدا و ذکر رسول سے آباد ہوتی۔ آپ
کی بارگاہ میں عرب و عجم کے ہر علوتے کے لوگ آتے مجلس و نعت خوانی میں شریک
ہوتے۔ ہندی حجازی ترکی شامی مصری اریلی سڑوانی گرو کی سب اپنی اپنی زبان
میں نعتِ رسول پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارا عالم نعتِ خواں ہے۔ اور آپ
کی حبِ رسول و نبیائے جمیل صرف نعت سے آباو ہے۔ آپ سب سے دوزانو
بیٹھے کی تاکید فرماتے، نعتِ سُنئے، اشکبار ہوتے، مرجارِ جبار فرماتے، سبحان
اللہ صلی علیہ کی گونج میں روتے۔ اپنے شیخِ کامل امام ابراہیم کی کاجوئے نعت
"حداکثر بخشش" سے خصوصاً بار بار نعتِ شریف سُنئے "مصطفیٰ جانِ رحمت پر
لاکھوں سلام کی گونج میں آپ کا قادری دولت مندہ حدائقِ بخشش معلوم ہوتا
اُٹھتے بیٹھے اسی کے اشعار آپ کی زبان پر ہوتے۔ اپنی خلوت و جلوت، بارگاہ
رسول میں حاضری، احباب کی ملاقات اور خلوص و محبت کے اظہار کی وقت اپنے
شیخِ کامل امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے اشعار سے کام لیتے
مختصر یہ کہ آپ کی خلوت و جلوت کا انجام نعتِ رسول پر ہوتا۔ اختتامِ ہر عام

لنگر تقسیم ہوتا۔ مہمانان رسول آپ کے مہمان ہوتے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا ہر آنے والے کو صراحتاً شریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت رسول کا عالم بھی کچھ اور ہوتا۔ پھر صلوٰۃ و سلام اور دعا کے بعد تقسیم سنگرد و بارہنیا کی کاٹرا دنواز منظر تھا۔ جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف و سرور کی اس مجلس میں شریک ہونے والے "ایک باوجود کھانا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی ہوس" دلوں میں لے کر رخصت ہو جاتے۔

آپ مصنف نہیں تھے مگر مصنفین آپ کے حضور اپنا تصنیفی مواد حاصل کرتے۔ آپ کی خدمت میں اہل قال آتے اور مست حال ہو کر واپس جاتے اور دونوں بقدر ظرف اپنا اپنا حصہ پاتے۔ عام و خاص آپ کو سیدی کہہ کر مخاطب کرتے۔ علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ آپ سے ملنے وہ لوگ خود آتے اور آپ کو شیخ المسلماء کہہ کر یاد کرتے۔ حضرت مبلغ عالم اسلام مولانا شاہ محمد عبد العظیم صدیقی مدنی سے رشتہ مودت و اخوت تو دوم واپس تک رہا۔ حضرت مسدیقی کے ایام علالت و رحلت میں آپ ان کے پاس بھی رہے اور اپنے فرزند گرامی مولانا محمد فضل الرحمن قادری مدنی کو ان کی خدمت کیلئے مانو فرمایا۔ مولانا علی حسین ابیکر مدنی آپ کے محب و مخلص اور قد و ال تھے۔

آپ کی محبت میں غرباء و فقراء کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی۔ تواضع و انکساری تو آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا آپ حسب تہا اس کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لئے کھلا اور دسترخوان کرم عام ہوتا۔

مریدین مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنجگانہ کی تاکید فرماتے۔ طہارت قلب و نظر کی تلقین کرتے۔ عقائد و اعمال کی تصحیح پر زور دیتے۔ مخلصین علماء اہل محبت کی قدر کرتے۔ افتراق و انتشار سے ہمیشہ

الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت کرتے۔ مبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔ آپ مدینۃ الرسول میں حضرت حسان کے نقش قدم اور امام بوصیری کی راہ پر گامزن اور حضرت جامی کا سرور لئے مست و سرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی کے مسلک کی یاد گار تھے۔ طریقت کا ہر خانوادہ آپ سے مانوس تھا۔ آپ مذہب حق اہل سنت و جماعت کے اعلم العلماء و شیخ المشائخ تھے۔

آپ نے اتباع سنت میں سائنہ زندگی بھی بسر فرمائی۔ عبادت و ریاضت سکرو صحو کی منزلوں سے گذر کر ۴۵ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ پھر پہلی اہلیہ کی منہارت کے بعد دوسرا نکاح بھی مدینہ ہی میں کیا۔ آپ کی باقیات صالحات میں آپ کے جانشین برحق مولانا فضل الرحمن قادری مدنی اور ایک صاحبزادی ہیں۔ آپ ہی کی پوتی حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شریک حیات ہیں۔ مگر ڈاکٹر الصدر بزرگوار کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپ کے تعلقات دیرینہ تھے۔ حضرت محدث علی پوری، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا تو مدینہ منورہ میں قیام بھی آپ کے پاس ہوتا۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نورانی بریلوی کی قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ ایک بار حج کا ارادہ فرما کر اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آئے۔ مدینہ میں حضرت موصوف کے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا تو آپ نے اس کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے طلب ہو رہا ہے۔ پھر وہیں مرشد زادے سے اس کو بیعت کرایا۔ حضرت حافظ ملت حافظ عبد العزیز مبارک پوری، مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات، محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد، حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن، حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی اور علامہ احمد سعید کانپوری

قدست اسرارہم العزیز فیہم علیہم السلام و مشائخ طریقت آپ کی خدمت میں ضرور
گئے۔ اور آپ سب کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا آستانہ مردور میں ایک بین
الاقوامی پلیٹ فارم رہا جہاں عرب و عجم کے علماء و عوام ایک دوسرے سے ملتے، قری
وئی مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے۔ فیصلے ہوتے اور دین و ملت کے پیغام کو
لے کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے علاقے میں جاتے۔ نئے جوگ
اور نئی امنگوں کے ساتھ درس و تدریس و عطا و تلقین اور تصنیف و تالیف
کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔

یہ تھا حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کا عالمی فیضان
اور یہ تھے مدینہ الرسول میں ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رومان
آفسر میں مسیح و شام۔



معاصر

مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی ابن محمد قلی خاں (۱۳۲۵ھ
۱۹۰۶ء) ۲۸ شعبان ۱۲۸۳ھ ۵ جنوری ۱۸۶۷ء کو شیروانی

خانانہ حکیم پور میں پیدا ہوئے اور اس خانانہ کے کل سرسید پڑھائے۔ مولانا کی تعلیم تربیت بڑے اہتمام سے
خالص مشرقی ماحول میں ہوئی۔ مشرقی زبانوں پر خاصا عبور تھا، مزاج خالص علمی تھا۔ ذوق و شوق کا یہ
عالم تھا کہ اپنی حبيب خاصہ سے ایک کثیر رقم خرچ کر کے حبیب گنج میں ایک ایسا نادرا و قیمتی کتب خانہ
جمع کیا کہ اس کی شہرت ملک سے باہر پہنچی۔ اسی علم و فضل کی بنیاد پر یونیورسٹی علیگندہ میں شعبہ دنیا
کے سربراہ مقرر ہوئے۔ یہاں تک کہ میر عثمان علی خاں بہادر نظام دکن نے آپ کو ریاست کا صدراعظم
بنانا عہدہ آباد بلالیا۔ وہاں نظام دکن نے بڑی پذیرائی کی اور مولانا کو صدراعظم کے خطاب سے نوازا۔
مولانا کے خصوصی مراسم تادم اخیر مولانا سید سلیمان اشرف سے قائم تھے۔ مولانا شیروانی جب تک علی گندہ میں
رہے سید صاحب مرحوم کی صحبت میں گھنٹوں بیٹھتے۔ ان کی علمی تصنیفی برتری کے دل سے قائل تھے۔
مولانا سید سلیمان اشرف کی الانہار، کوثر، شمع کی شعرا و شعریات پر فوقیت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا اپنے اس ملک
میں آزاد خیالی پر جسے بھی ترک مولانا کے زمانہ میں تحریر کیا ہے الگ رہے۔ حضرت صدراعظم مولانا امجد
علی اعظمی کی تدریس مہارت کے دل سے قائل تھے۔

حضرت حجت الاسلام سے تعلقات کی بنیاد خالص علمی تھی۔ پھر دونوں رئیس امین رہے۔ مولانا
نے دارالعلوم شفا اسلام بریلی کا معائنہ بھی فرمایا اور یہاں ان کی تدریسی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر حیدر آباد
دکن سے ایک مابازہ وظیفہ مقرر کرایا جو تقسیم ہند تک جاری رہا۔
مولانا کا انتقال ۸ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء علیگندہ میں ہوا۔ اپنے موروثی
قبرستان جمود کی نزد حبیب گنج آسودہ خواب ہوئے۔

۱۔ ہوا کلام آزاد، مقدمہ غبار خاطر۔ ص ۸-۹۔

۲۔ علامہ محمد احمد قادری: تذکرہ علماء طریقت ص ۱۰۰-۵۳۔

۳۔ مولانا حسین رضا خان صاحب کا ارشاد

مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محل لکھنؤ فاضل کمال مولانا عبدالباری ابن حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب ۱۲۹۵ھ ۱۹۷۷ء کو فرنگی محل

لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ایسے کہ ابابن جد صاحب خانقاہ، مدرس ایسے کہ جامع معقول و منقول، شیخ الحدیث ایسے کہ بڑے بڑے علامہ نے آپ سے دس حدیث لیا اور آخر تک درس حدیث دیتے رہے۔ آپ ہی کی کوشش سے فرنگی محل لکھنؤ میں مدرسہ امیر قائم ہوا۔ تحریک خلافت، تحریک اسلامیات میں بھی گاندھی کی آدمی ہیں آگے۔ مگر صاحب نسبت تھے۔ بزرگوں کا فیضان کام آگیا۔ امام احمد رضا پھر آپ کے شہزادہ اکبر خیر الاسلام مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب کی توجہ دلانے پر آپ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلافت شرع باتوں سے رجوع کر لیا۔ زمین بستیں میں مزارات کے انہدام بخیروں کے ہاتھوں تہور کے سہارے جانے کے خلاف، خدام الکعبہ، خدام الحرمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی پریشانی زبور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی۔ آپ نے تھانوی صاحب کو حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا۔ مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی تھی۔

آپ علامہ فرنگی محل کے شیخ تھے۔ آپ کے وصال پر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ ۱۹۲۵ء پرنفرتی محل کا ایک عہد ختم ہو گیا۔

مولانا رحمہ اللہ منظر نگری امام ۱۔ مقالات حضرت مولانا سید عبدالعزیز انبیسٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ دسیات پر پوری مہارت تھی۔

تدریس کا انداز بڑا دلنشین پایا تھا۔ امام احمد رضا بریلوی کے مرید اور تلمیذ تھے۔ ریطر کا امتیاز آپ کو حاصل تھا کہ مفتی مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں آپ کے تلمیذ بلند مرتبت تھے۔ آپ کے تلامذہ میں اکابر علمائے منظر عظیم مولانا احسن لکھنوی م ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء مولانا غلام حبیبی اعظمی مولانا حامد حسن فاروقی، مولانا عزیز الرحمن پھیرچوری م ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۳ء مولانا احسان علی منظر پوری محدث بریلی م ۱۴۰۲ھ

سے محمد مسعود احمد پروفیسر، تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم ص ۱۰۲ - ۱۰۳

سے محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۷۳ - ۱۷۴

۱۹۰۲ء کے امام بھی آئے ہیں۔ پوری زندگی تدریس میں گزری۔ عمر کا آخری حصہ طعنہ بنانی کی وجہ سے وطن میں گذرا۔ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء صفر المنظر میں بریلی شریف حاضری دی۔ احباب تلامذہ سے ملاقات کے بعد وطن واپس ہوئے۔ گاڑی میں اختلاج قلب کا دورہ پڑا اور پھر کچھ تندرست چل سکا۔ شبہ تدریس نے سفر میں مرتبہ شہادت پالیا۔ اے

مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری معاصرین میں یہ تھا آپ کو شرف حاصل تھا کہ آپ امام احمد رضا کے درس میں حضرت حجت الاسلام کے شریک اسباق تھے۔ آپ کو عبدالسلام کا لقب پیر و مرشد کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔ امام احمد رضا نے آپ کو علمی عملی ذہنی اخلاقی تعلیم و تربیت کے ساتھ بیعت و خلافت سے ۱۳۱۳ھ ۱۹۹۶ء میں سرفراز فرمایا۔ آپ تحریک زور کی بیخ کنی سے لیکر اودھال اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کے مطابقی احیاء سنت اور سرکوبی بدعت میں ہر مقام پر پیش پیش رہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے صاحبزائے مولانا مفتی محمد ربان الحق بھی امام احمد رضا کے تلمیذ اور تلمیذ تھے۔ آپ کا وصال جبیلور میں ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء کو ہوا۔ امام احمد رضا نے اپنے خلفاء میں آپ دونوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے

عبد سلام سلامت جس سے بڑا سخت آفات میں آئے یہ ہیں

آل الرحمن، برصان بخت بڑا شرق پر برقی گراتے یہ ہیں

آپ کی آنری کرام گاہ قلعہ دار السلام جبیلور میں زیارت گاہ خاص رعام ہے۔

مولانا احمد علی اعظمی مولانا محمد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین ۱۲۹۶ھ ۱۹۱۸ء قصبہ گھوسی اعظم گڑھ یوپی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اپنے

جد ماجد مولانا خاندان بخش اور رشتہ کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے پڑھیں۔ پھر انھیں کے مشورے سے شہر علم و حکمت جون پور آکر حضرت امام الحکیم مولانا ہدایت اللہ صاحب

لے محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۹ وغیرہ

لے محمد ربان الحق مفتی جبیلوری، اکرام امام احمد رضا ص ۳۲ - ۳۵ - ۳۶

سے الاستاذ علی الامام، تذکرہ علمائے اہلسنت

جوں پوری سے ایسا استفادہ کیا کہ خود مصنف الطالبعین بن گئے۔ پھر محدث سورتی کا شہرہ آفاق مدرسہ الحدیث پبلی بحیثیت آپ کی مثال تکمیل بنا۔ علم طب کا سورتی ذوق آپ کو لکھنؤ لے آیا ۱۳۲۳ء میں محکم عبدالولی سے علم طب حاصل کیا ۱۳۲۳ء سے ۱۳۲۶ء تک اپنے استاد محدث سورتی کے مدرسہ الحدیث پبلی بحیثیت میں درس دیتے رہے۔ اور پٹنہ عظیم آباد میں ایک سال تک طب بھی کرتے رہے کہ ۱۴۱۱ء احمد رضا کو بریلی میں ایک مدرس کی ضرورت ہوئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کو پٹنہ عظیم آباد عتقی وقت کی آخری قتل گاہ بریلی خریف روانہ کر دیا۔ پھر کیا تھا پھر کیا تھا ایک لعل کو معدنی نشان اور آپ کو ساحل مراد وقت کے سب سے بڑے نقیب نے انھیں صدر الشریعہ کے لقب سے نوازا۔ معاصرین نے اسی کو مسلسل شب و روز دینی مصروفیات کی بنا پر ان کو کام کی مشین قرار دیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا کے دست حق پرست پر ایسی بیعت کی کہ اٹھارہ سال تک شیخ کامل کی بارگاہ میں حاضر رہے۔ عہد اور فتانی شیخ کے مرتبہ کمال کو پہنچے اور وفات سے نوازے گئے۔ مرشد کامل نے "میرا عہد عہد کا پکا" لکھ کر بزرگی و دیندار کی لگو ای دی کی۔ فقیر ایسے کہ صدر الشریعہ آپ کے نام کا جزو اعظم قرار پایا۔ پوری زندگی احکام شریعت کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ آپ کے معاصرین نے آپ کی کتاب "ابواب شریعت" کو شریعت کا باغ سد اسرار تسلیم کر لیا۔ درس ایسے کہ اس صدی کی تدریسی دنیا پر آپ کا اور آپ کے تلامذہ کا سکہ چل رہا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ جن میں محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد لکھنؤ کا، حافظہ ملت مولانا ابوالخیر محمد عبدالعزیز محدث مبارک پوری، مجاہد وقت مولانا حبیب الرحمن، رئیس اڑیسہ، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین، مولانا قاضی شمس الدین جوہر کی فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، مناظر اعظم مولانا اختر علی ان لکھنؤ، مولانا غلام نیرانی صدر المدینہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، مولانا تقی علی علیہ السلام شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ سیر جوگو خیر پور پاکستان، فقیرہ عصرونہ مفتی اعجاز ولی خاں قادری لاہور، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث برائے شریف

۱۳۲۳ء میں دارالعلوم مدینہ منورہ میں افتاء امیر شریعت کی صدارت کیلئے آپ نے معذرت کر لی اور استاد شیخ کی ترک مجاہدیت پر راضی نہ ہوئے۔ تا آنکہ صاحب تجاود حضرت عتبہ الاسلام نے مولانا سید سلیمان اشرف کی درخواست پر اجازت دے دی۔

مولانا احسان علی صدیقی محدث بریلی مظفر پور کی، مولانا ولی البی صاحب یکی خریف، مولانا سید آبی مصطفیٰ مبارک پوری، علامہ عبدالمصطفیٰ انصاری کراچی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہرہ آفاق ہوئے اور مولانا قوادری کی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی، مولانا قاری محبوب رضا خاں کراچی، مولانا سید ظہیر الدین علیگڑھی بقید حیات ہیں۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ ۹ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ منشی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کی معیت میں حج و زیارت کے ارادے سے رات کو بمبئی پہنچے۔ اسی رات ۱۲ بجکر ۹۰ منٹ پر وصال فرما کر حج و زیارت کی سعادت ابدی حاصل کر لی۔

قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

دینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

مولانا عبد الاحد محدث پبلی بحیثی سلطان الرافضین مولانا عبد الاحد محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد کے تنہا و یکتا صاحبزادے تھے ۱۳۹۰ء ۱۹۸۳ء میں پبلی بحیثیت میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی حاضر ہو گئے اور آپ ہی سے دور حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ امام احمد رضا نے خود اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی۔ اپنے والد نامہ محدث سورتی سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں طب کی تکمیل کی اور ایک عرصہ تک طبابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر دوسرے حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں چند سال تک درس نظامی کے جلد فزونی پڑھاتے رہے۔ پھر آخر عمر تک مدرسہ الحدیث پبلی بحیثیت میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپ کے مواظبا حسنہ کی وجہ پر بڑے ہندوستان میں تھی۔ آواز بڑی پاٹ دار پائی تھی۔ امام احمد رضا نے ایک خصوصی تقریب میں سلطان الرافضین کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اپنی کتاب الاستدوار میں خلفاء کے تذکرہ میں آپ کا ذکر اس طرح فرمایا۔

ایک ایک وعظ عبدالاحد کے کئے تھے پہلا یہ ہیں

یہ شرف بھی آپ کو حاصل رہا کہ آپ نے حجت الاسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں کے ساتھ امام احمد رضا خاں کی معیت میں فریڈنچج اوکیا۔ جرمن لطیفین میں ساتھ ساتھ رہے۔ وہاں کے دینی تصنیفیں مسکلی

مراحل میں حق رفاقت و عدمیت ادا کرتے رہے۔ آخر عمر تک تحریک خلافت تحریک ترک موالات، تحریک مسجد نبویہ، بازار کا پیور، ہندو مسلم اتحاد، حجاز میں نجدیوں کے مقابلہ کے خلاف اپنے پیرو مشد امام احمد رضا کے مسلک اور ہدایات کے مطابق صنف اول میں ہر طرح ضرورت آزار ہے۔ حجۃ الاسلام سے خصوصی مراسم تھے۔ آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ جنوری میں امام احمد رضا سے ماؤنڈن و جاز تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۲ھ شعبان ۱۳۵۲ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔ گنج مراد آبادی کے باغ میں اپنے خسر مولانا عبدالحکیم گنج مراد آبادی کے پہلو میں آرام فرمایا۔ آپ کی باتیات صالحات کا سلسلہ قادری احمدی سبیلی بھیتی اور ان کے صاحبزادے خواجہ رضی حیدر اور دیگر اولاد کو روایات سے جاری ہے۔ آپ کے وصال سے درستہ الحدیث سبیلی بہت کا عہد زری ختم ہو گیا۔ مسجد نبویہ ہی موجود کے جلسہ تعزیت میں حضرت حجۃ الاسلام نے دعا کے معفرت فرمائی۔

(خواجہ رضی حیدر، وفات سورتی۔ عمود احمد قادری مولانا تذکرہ علماء اہلسنت ص ۱۶۸-۱۶۹)

تلامذہ

حجۃ الاسلام کے تلامذہ کی فہرست میں مفتی اعظم کا نام نامی جہاں تبیع کے دانوں میں امام کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں حجۃ الاسلام کی زندگی کا یہ گوشہ مستور بھی جگہ لگا اٹھتا ہے کہ آپ امام احمد رضا کی موجودگی میں سند تدریس پر فائز ہوئے۔ اور آپ نے نہ صرف باہر بلکہ گھروں کو بھی پڑھایا۔ مندرجہ ذیل سطور میں یہ حقیقت آشکار ہے

احوال پاکیزہ کرم مفتی اعظم

صورت و سیرت شریعت و طریقت کے غماز کو اگر ختم کرو یا جائے تو وہ مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کا سراپا قرار پائے گا۔ آپ کی ولادت و ولایت، عاقل و فاضل کا عنوان آتنا ہر گیر ہے کہ لکھنے والے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ مگر یہ قصہ تمام اکھی ناتمام ہے۔

مفتی اعظم اپنے بڑے بھائی حجۃ الاسلام سے عمر میں ۱۰ سال چھوٹے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے پڑھائی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔ مگر اصل وہ صحبت و تربیت ہے جو اپنے اپنے والد گرامی وقاد امام احمد رضا سے حاصل کی۔ جس نے آپ کو سب کچھ بنایا۔ خود تحریر فرماتے ہیں۔

”فقیر جب تک سن شو کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برس کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہوا کیا معنی۔ پھر جب سن شو کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہے مگر مصیبت کوثرہ نصبت بغیر نگ لائے نہیں رہتی۔ اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنھیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنھیں تاج الصفا کہیں بجا، جنھیں مجدد وقت اور امام اولیا سے تعبیر کریں تو صیح، جنھیں حرمین طیبین کے علماء سے کرام نے ملائے جلیل سے سراہا۔ ”امہ سید الفرد الاعمام“ کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اپنا شیخ طریقت بنایا، ان کے سیدی

لیں جا تریں لیں انھیں اپنا اشارہ پھر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی
 کج تو یہ سچا اس صحبت کی برکت نے دفنان کر دیا..... جبکہ نظر عنایت نے پکا سلام
 بنا دیا اللہ فوہد، ص ۳۴

راقم الحروف احوال پاکیزہ و کرم مفتی اعظم کے تاریخی عنوان سے منقبت اور تاریخی اقدار
 پر روشنی سیرت منظوم ہر قارئین کے لیے ہے

فراق مفتی اعظم ہند

رشید مسعود ابراہیم

۱۹۰۶ء - ۱۹۰۷ء

رشید مسعود زمانہ

کیا بتاؤں کون کیسا مقتدا جا تاربا
 مقتدا کرتے تھے حکمی اقتدا جا تاربا
 خوبصورت ثوب سیرت خوش قلبا تاربا
 خوبی خواہاں کا جو معیار تھا جا تاربا
 حق شعار و حق مگر حق آشنا جا تاربا
 حق نگار و حق نظر حق رہنما جا تاربا
 پارسائی کی سند ملتی تھی جبکی ذات سے
 پارسائی میں وہ ایسا پار سا جا تاربا
 آفتاب نور پہنچا جس کا نصف انہار
 وہ ہوا زائل تو عالم نور کا جا تاربا
 اٹھ گیا نوری میاں کا دار شہنشاہی اٹھ گیا
 جانشین حضرت احمد رضا جا تاربا
 کسی کو وہ نہ دے کہ کو پاؤں کو گوس پاؤں
 خود تھا ہر اک بات کا جو فیصلہ جا تاربا
 نطق ہی خاموش ہو جاتا کہ جس کے حضور
 وہ بیس جے بدل اسلام کا جا تاربا
 مجلس بیت میں آجاتے تھے جبکہ غرض گیا
 دوست راہ و نائب غرض الوری جا تاربا
 اس پر ملی اسے زمین تاجدار مسلم دفن
 جو امانت دار تھا اسلام کا جا تاربا
 جانے والے تجوید ہوں سو سو صد کی رحمتیں
 تو گیا کیا احمد اسلام کا جا تاربا
 مصطفیٰ تھا امام جس کا وہ تھا مصطفیٰ
 صورت و سیرت میں تھا جو مصطفیٰ جا تاربا
 مصطفیٰ منزل میں تو اور مصطفیٰ منزل نکا
 از برلی نامہ سیرت احمد جا تاربا

لے پسندیدہ سے مراد قیام گاہ مدینہ میں وہاں آپ کا قیام ہوا اس کا نام ہی مصطفیٰ منزل تھا
 لے ذات نبوت مراد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے شہید حضرت احمد رضا پانندہ باد
 تو گیا تو آہ اب احمد رضا جا تاربا
 گھول جو دیتا تھا رس کا نوریں شہید ہو گیا
 اے سراپا گوش و شہید رس نذا جا تاربا
 مدرسہ جو کوئی مسجد ہو یا کوئی خانقاہ
 ہر مکان میں تو ملکیت لاریب تھا جا تاربا
 منزل گم کردہ منزل ہدایت کا نشان
 مرشد ہادی ہمارا احمد رضا جا تاربا
 زندگی بھر تھی رضا کے مصطفیٰ لبیک و رہنما
 وہ رضا کے مصطفیٰ کا مصطفیٰ جا تاربا
 ثوب رحمتنا میں وہ تھا کہ گمشدہ
 بہر دیدار شہر اصل بیت جا تاربا
 احمد نوری نے وہی جسکی ولادت کی خبر
 اس بشارت کی خبر کا مستند جا تاربا
 دل گیا تو غم نہیں کہ دلہا کے پاس تھا
 غم تو رہے آج اپنا دل بجا جا تاربا
 ہر دل کیل کوکل ملتی تھی جبکی دید سے
 اس دل بے آسرا کا آسرا جا تاربا
 احمد نوری نے وہی جبکہ خلافت مدینہ میں
 امام نوری کا وہ نوری رضا جا تاربا
 دست بھی جبکہ براہ راست دست نوری
 جو مرید پر تھا مدینہ کا لہجہ جا تاربا
 جو رہا شیریں ادا ہر دم فدائی راہ میں
 وہ دے دے حق امام لا تفسیر جا تاربا
 ڈٹ گیا جو جو ہمیشہ موج مدھونہ لایا
 کشتی امت کا ایسا ناخدا جا تاربا
 مصلحت نفس امارہ ہوا جس کے حضور
 جو بہر خواہ تھا سیر تفسیر جا تاربا
 لو کہ جو تبسم شاغل و زائر رحما
 شغل ذکر و فکر وہ مشغول جا تاربا
 فرط دغ و غم و اصرار و شافعہ جل بسا
 ہم گنہگاروں کے دل کا مصلح جا تاربا
 ہو گیا عسرا ب و بے آہ سونا ہو گیا
 راکھ و خاشاک سام لا ولیا جا تاربا
 ہو گیا تاریک عالم اور ظلمت بڑھ گئی
 چھپ گیا دن آفتاب پر ضیا جا تاربا
 ناز تھا جس کے جو ذرا پر خود ناز کو
 وہ سراپا نازش امیں ولا جا تاربا
 پیروہ اپنا کہ لاکھوں لاکھوں جبکہ غرض
 اس صدی کا بے بدل وہ رہنما جا تاربا
 ذات تھی جس کی مریدوں کیلے حقیقتیں
 وہ حفاظت کا مکمل دائرہ جا تاربا

لے اس سے حضرت مصلح کا فیضان ملا ہے

خدا شاہ رضا کا آپ کی طالب رضا ہوگا
و با جاتا پچا جاتا ہوں میں آقا دہائی ہے
ہستہ رستی دنیا تک ہیں دشمنوں کے ملے
ہے دہائی جہاں میں منہ جالا اپنا ہے آقا
یہ ان کے بچے اکی ماں نہیں دہائی میں دہائی
یہ سب دونوں جہاں میں نہیں دہائی میں دہائی

جو آب و تاب و زبان منور و کلمے نوری
مرا بحر سخن سرشہ ہر خوش آب گوہر کا

علامہ حسین رضا خاں بریلوی

حضرت علامہ مولانا حسین رضا خاں ابن استاد زین مولانا حسن
رضا خاں حسن بریلوی ۱۲۱۰ھ تا ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے
آپ مفتی اعظم سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ آپ امام احمد رضا کے بارہ زوہ تعلیم اور خلیفہ تھے۔ آپ
نے حجۃ الاسلام سے بھی مفتی اعظم کی معیت میں کتابیں پڑھی ہیں۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں لیسوی
اعداد کے ساتھ اشاعتی میدان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ حسنی پریس جماعت رضا کے مصنفین اور
ماہر جریدہ الرضا آپ کی زندگی کے کارنامے نمایاں ہیں۔ حسنی پریس سے امام احمد رضا کی تصانیف کی
اشاعت میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ ایک کامیاب مدرس، نامور مصنف، ملجے ہوئے مفسرین نگار اور
بارغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا دہائی ۱۲۰۱ھ تا ۱۲۸۱ھ میں ہوا۔ خانقاہ قادریہ رضویہ نور
بریلی آپ کا مدفن قرار پایا۔ آپ کو بھی حضرت شاہ ابوالحسن احمد نورانی دہرو کی سے شرف بیعت حاصل
تھا۔ آپ کی باتیات مسالحت میں مولانا سبطین رضا خاں، مولانا حسین رضا خاں، مولانا احیاء رضا

حضرت مولانا حسین رضا خان صاحب کے منجملہ اصحاب سے جامع مقبول و مقبول، کامیاب مدرس، بیاد منظر عالم
باجل، تعلیم مفتی اعظم ہند بریلی و نواز شخصیت کے مالک ہیں۔ ۱۲۰۱ھ تا ۱۲۸۱ھ میں مولانا سوا گران بریلی میں پیدا
ہوئے۔ آپ نے نظامیہ کی تکمیل دارالعلوم منظر اسلام و منظر اسلام بریلی میں کی۔ دو دفعہ حدیث محدثہ عظیم پاکستان کو لانا
سوار احمد محلہ کپور پاکستان میں پڑھا۔ اللہ شریعہ کے استحضار اور آبادی کے امتیاز سے (بالائی نواز احمد)۔

خان اور ایک صاحبزادی (دہائی مولانا اختر رضا خان ازہری آپس)۔ اس سلسلہ میں میں قطب عالم مولانا
رضا علیخان بریلوی سے ان تینوں صاحبزادگان تک علم دین اور حدیث دین کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے
سنی رضوی کا ڈی اے ایشیاس کے جتنی ماحولیں پر ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کو ایک بڑا ایمان افروز اور تاریخی پیغام
ارسال فرمایا تھا

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں

مولانا تقدس علی خاں اپنے والد ذیشان الحاج شہار
ولی خاں م ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار حکیم ہادی علی خاں کے
گھر بریلی میں پیدا ہوئے۔ استاد زین مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی سے تاریخی نام "تقدس علی خاں"
عطا فرمایا۔ آپ کے پروردگار تین علی خاں ابن کاظم علی خاں امام احمد رضا کے مجدد مولانا رضا علی
خاں کے سگ بھائی تھے۔ آپ اپنے چاروں بھائیوں تقدس علی خاں، انجاز ولی خاں، عبد العلی خاں، تقدس علی
خاں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب کاظم طینا میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔ آپ
حسب و نسب کے اعتبار سے کاشمی اور بیعت کے اعتبار سے رضوی اور راجازت و خلافت کے اعتبار سے
حادی ہیں۔ آپ امام احمد رضا کے فرزند معنوی اور جتہ الاسلام مولانا محمد عابد رضا خاں کے ارشد تلمیذ و فرزند

(مترجمہ گذشتہ کا باقی حاشیہ) درجات پاس کئے۔ پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ
پڑھا سہا سہا کہیں زیادہ پڑھایا۔ مگر پھر بھی نام نہور سے دور شہرت سے نفور ہوں اور گناہوں کے شکار نہ ہوں
اللہ اعلم۔ باتیات میں میں صاحبزادے سنان رضا خاں، رضوان رضا خاں، حبیب رضا خاں اور ایک صاحبزادی
ہیں۔ راقم خطوط کے لئے یہ باعث شرف ہے کہ وہ حب موصوف کا ہم عمر فرزند ہیں۔ والدہ رحمہ اللہ اور والدہ رحمہ اللہ
کے علاوہ قاضی مبارک و غیرہ بعض کتابوں میں ہم کس ہیں۔ آپ سے موت و وفات کا سلسلہ اس میں سوری
کے پانچویں عشرے سے اب تک جاری ہے۔ تقریباً یہ کہنا صحیح ہو گا۔

یہ نصف صدی کا قصبہ دو چار گھنٹہ کی بات نہیں

"اور ذرا چ جو بندہ" کے حدیث ارشاد کے مطابق اس جہان میں تو اس کا مشاہدہ ہر لمحہ اور نئی و نو
کی طبع یک گیر حکم کرے یہی امید ہے کہ دوسرے جہان میں بھی ایسا ہی ہو گا۔
یہ کیفیت اسے قلم بوجھتے تھیں، اے اللہ تم میں ہمیشہ نئی سانچیں
منورہ بلا سطر محب گرامی قدر کیلئے صرف واقعاتی ہیں ان میں تعلقات کو کوئی دخل نہیں۔

نسبتی اور چاروں سلسل میں خلیفہ و مجاز ہیں۔ نیز حضرت مغربی رفیق و خادم اور اعز امیں سب سے زیادہ قریب تھے۔ آپ کو امام احمد رضا سے ۱۳۴۲ھ سے شرف بہت حاصل ہے۔ آپ نے شرح جامی کا خطبہ براہ راست امام احمد رضا سے پڑھا ہے۔ بہت سے ملا و خصوصاً محمد رشاد عظیم مولانا سحر دار احمد نے آپ سے یہی خطبہ پڑھ کر رضوی نسبت لکھنے کا حصول کیا ہے۔ دوسرا علیہ رامپور اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے اساتذہ میں شمس العلماء مولانا ظہور الدین فاروقی صاحب مکتبہ فاروقی صدر المدینہ دارالعلوم منظر اسلام، مولانا نور الدین فاضل قادیان، محمد یوسف رامپوری، مولانا نجم الدین الزکریا، ضحیٰ رضا خاں، صدر الشریعہ مولانا اشجد علی اور عتبہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں ہیں۔ آپ نے درسیات کے علاوہ رد المحتار کا مفت دہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۵۳ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی تدریس تقدس علی "قرار پایا۔ اگرچہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دارالعلوم عرس قادری وغیرہ کا سامانہ انتہام آپ سے متعلق تھا۔ اور نائب صاحب "کے لقب سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ جس محفل میں ہوتے جاب ملحق ہوتے۔ اعلام و اسرار میں نئے نئے معنی پیدا کرنا، علمی ضرورت کے ساتھ، مذاق و مزاح کا رنگ پیدا کرنا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ پوری زندگی تدریس، مجلس، مسلکی، قومی میدان میں سرگرم مل رہے۔ عرس قادری رضوی، ایوم رضا، ملی اور مسلکی اجتماع کی مسند صدارت کو زینت بناتے رہے۔ ۵ مئی ۱۹۵۲ء سے جامعہ راشدیہ بیر جوگٹھ ضلع خیر پور سندھ کے شیخ الجامعہ کے منصب پر تاحیات فائز رہے۔ آپ کی تدریس زندگی ساٹھ سال شب و روز میں رواں دواں نظر آتی ہے۔ آپ مفتی کا نفرنس مراد آباد کی دونوں تقریب ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء، ۲۰ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء میں شریک رہے اور تحریک پاکستان کے ہر اہل دستہ میں کئی خدمات نمایاں رہیں۔ امام احمد رضا کے مسلک کی اشاعت اور رضوی مسجد و مدرسہ خافتہ کی تعمیر آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ پیر جوگٹھ میں امام احمد رضا کی یاد میں "مسجد رضا" تعمیر کی اور زندگی بھر اسی مسجد کی خدمت کرتے رہے۔

آپ نے عربی و فارسی کا پہلا سفر ۱۳۶۰ھ (۱۹۴۹ء) میں بریلی شریف ہندوستان سے کیا۔ راقم الحروف کا یہ زمانہ تعلیم تھا۔ مگر مصروف زندگی تعلیم و تربیت سے مالا مال تھا۔ اس سفر میں اپنے سفر

والہیہ پر وار العلوم منظر اسلام میں ایک شاندار جلسہ تہنیت کا انعقاد ہوا۔ اس فقیر نے سہ ماہی تاریخی رابعہ پیش کی ہے۔

جہو بیاناں نمونہ تہا میں سے بھر کر اپنی
شاد و مسرور میں کس رجب و دو اکت اللہ
ہوئی تائی بخیر و خوشتر ز سر کفیر و دام
آپ نے دوسرا سفر حج و زیارت ۱۳۷۸ھ تا ۱۳۷۹ھ میں کیا۔ یہ فقیر قادری مع اہل و عیال اس مبارک
سفر میں حضرت موصوف کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ پھر آپ نے پاکستان سے تیسرا حج و زیارت
کا سفر کیا۔ اور عمر و زیارت مدینہ منورہ و قادم اخیر مسلسل بارہ سال تک کرتے رہے۔
اس واقعہ الحروف کو ۲ ششہائے الغنیم، ۱۴م و ۱۵م شرح جامی کا خطبہ پڑھا کر آرام احمد رضا کی خدمت
مقدسہ نوازا اور رسلا صل ارباب میں خلافت و اجازت سے مالا مال فرمایا۔ ہندوپاک کو اپنے ملی و روحانی
فیضان سے نوازتے ہوئے ۱۳ بروز پیر ۱۹۸۷ء خدائے واعدہ و مس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے
اپنے والد گرامی و قاصد کے سپرد میں پیر جو گوشت خیر پور سندھ میں آرام فرمایا۔

[illegible]

مجلسه اول

فاضل جلیل مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں ضوی بریلوی

آپ وقت کے نامور نقیب و دانشمند سنی عالم دین اور پاکستان میں رضویت کے علمبردار البریت
اشانی ۱۳۳۳ھ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء بروز منگل بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا رئیس الحکام
فقہ علی خاں ابن کاظم علی خاں حضرت مولانا رضا علی خاں جدِ اجداد امام احمد رضا خاں کے حقیقی چچا تھے۔ اس
طرح آپ کا سلسلہ نسب کاظم علی خاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔

حقیقت کی تعریف پر آپ کا نام ”محمد“ رکھا گیا۔ اعجاز ولی خاں عرف خرمایا ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ
کو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بسم اللہ شروع کرائی اور ترقی کا فائدہ اٹھایا کہ قاری کا بریلوی سے چلے۔
مولانا تقدس علی خاں رضوی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگ ٹھ سمنڈ، برادو اکبر مولانا مختار احمد سلفی پوری
اور مولانا مبینہ رضا خاں بریلوی سے مناسبات تعلیم حاصل کی۔ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں
بریلوی سے شرح جامی اور مولانا سرمد زول خاں عزیمیاں سے جلالین پڑھی۔ آپ نے روسیات کی تکمیل حضرت صد
الشریہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت سے مدرسہ سعیدیہ یادوولی علیگڑھ میں کی۔ مفتی اعظم ہند نے
۱۳۵۶ء ۱۹۳۶ء سندھیت عطا فرمائی۔ آپ نے مدرسہ دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ بریلی شریف، جھنگ، جہلم،
لاہور میں کتب معقول و مشغول کی تدوین میں بڑی شہرت حاصل کی۔ شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت سے تو
آپ کی ذات مسلم تھی۔ بریلی شریف ہی سے آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ اور پاکستان میں اس منصب
جلیل پر آپ مفتی اعظم ہند کے وارث و امین تھے۔ جمہوریت کے پاکستان کی تنظیم میں آپ نے بڑا نمایاں کردار
ادا کیا۔ آپ کو حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں بریلوی سے سندھیت حاصل تھی۔ اور شرف
تلمذ بھی تھا۔ آپ سلاسل اربعہ میں حضرت موصوف سے فاضل و ممتاز تھے۔

امام احمد رضا کے خاندان میں آپ کو علم جفر سے قدرے مناسبت تھی۔ اس کا شاہدہ راقم
الحروف نے خود کیا ہے۔ آپ نے چند سال پہلے ہی مجھے اپنے وصال کی خبر دی۔ پھر میں نے رمضان سے
پہلے اسکی تصدیق چاہی کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق رحلت آپ کی رمضان میں ہوگی۔ ہنوز برقرار ہے
آپ نے جو ابا ارشاد فرمایا اب قدرے تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اب یہ ساخنہ شمال میں ہو گا۔ چنانچہ آپ کا

وصال ۲۳ شوال ۱۳۹۳ھ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء لاہور میں ہوا۔ اور اپنی خواہش کے مطابق مدینۃ الاولیاء لاہور
میاں صاحب علیؒ آسودۂ خواب ہوئے۔

آپ کی اولاد و اجار میں محمد یوسف نضر پاشا (ولادت ۵ اگست ۱۹۱۹ء) بی ایس سی انجینئرنگ
بی اے برطانیہ، تحصیل فاطمہ بی ایس سی فرانس گورنمنٹ لٹ (ولادت ۱۹۵۳ء) کراچی پاکستان میں مقیم
راقم الحروف کے لکھے ہوئے تاریخی قطعات مزار پاک کی تختی پر کندہ ہیں۔

اعظم کیا دنیا سے وہ عالم فنیہ کو ہر سخن جسکا تھا پیغام طلب
سال رحلت کا ہے تاریخ قریح ۱۳۹۳ھ تیکسویں شوال سنہ شہر کی شب

نصرت ہوا جہاں یہ کوئی با کمال ۲۰ رمضان کی زمین تلک نم سے اتر چلا
عینی کی غریب کا جسکو اسول ۲۰ آباد انجیر عاقبت اس کا سن وصال
تحدیث نعت کے نور پر کمر ہا ہوں کہ تاریکی استخراج کے فن میں حضرت نقیب عصرے میں نے استفادہ کیا ہے

حدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سرور احمد قند الغزیر

حضرت شیخ الحدیث ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں قصبہ دیال کوڑھ تحصیل بنالہ ضلع
گوردوا سپور پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام چودھری میران بخش تھا
والدہ نے سرور محمد ہیکر پکارا۔ والد نے سرور احمد نام رکھا۔ اور اپنے خود اپنا
نام "محمد سرور احمد" تحریر فرمایا۔

ابتدائی تعلیم قصبہ دیال کوڑھ میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول بنالہ سے میٹرک
کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لئے ۱۹۲۴ء میں لاہور تشریف لائے
ع "کو شہ دامن دل می کشد کہ جا این جا ست" کا وقت آگیا۔

متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کا مرکز علم و فن لاہور کی مرکزی انجمن
حزب الاخوان کا عظیم الشان جلسہ ہیرزن مہلی دروازہ اپنے زیر شامیانہ ملک
ملت کو دنیا کے اہمیت کے نام شہرہ آفاق علم و مشائخ کا دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا
کو علم عمل کا تاج محل حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمت اللہ
تعالیٰ علیہ نے دوران خطاب یہ اعلان فرمایا۔

لہذا ہم الحروف نے حضرت کی مہراہ تصنیف "اسلامی قانون وراثت" پر اپنی منظوم تقریظ کا مقطع
"سرور محمد پر قربان ہیں ہوجاؤں پ خوشتر تھنا ہے پوری ہیر عزت ہے"
جب خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ "میسری ماں نے مجھے
"سرور محمد" ہی کہہ کر پکارا۔"

"حضرات! امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں
بریلوی کے شاہزادے (صاحبزادے) حضرت فیض و رحمت منقہ امام
مرتب الخواص والاعوام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں نلال
گاڑی سے تشریف لارہے ہیں۔"

اس اعلان کو ہزاروں کے اجتماع میں ایک اسٹوڈنٹ سراپا گوش
سرور احمد نامی بچہ سن رہا تھا۔ اور یہ فیصلہ کے بغیر نہ رہ سکا اور اس کا یہ فیصلہ
درست تھا کہ جس شخصیت کا تعارف اپنے وقت کا صدر الافاضل فضیلت و
کرامت کے خوبصورت الفاظ سے کر رہا ہو وہ شخصیت خود کتنی بلند مرتبت اور
امام شریعت و طریقت ہوگی۔ اور یہ اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ قدرت
نے حضرت حجتہ الاسلام کی صورت میں سرور احمد کو ایک ایسا سرور فراہم کر دیا
جسکی تعلیم و تربیت نے ایک انگریزی پڑھنے والے اسٹوڈنٹ کو عالم، فاضل،
شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان بنا دیا۔

"دامد اور قابلیت شرط نیست، بلکہ شرط قابلیت دادوست۔"

سرور احمد حجتہ الاسلام کی بارگاہ میں

امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا شاہزادہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں لاہور میں
جلوہ فرما تھا۔ عوام کی بات نہیں، خواص کے دیدہ و دل بھی فرس رہے تھے۔ اب
بیرون مہلی دروازہ لاہور کا جلسہ گاہ جنوہ گاہ اہل نظر تھا۔ حضرت موصوف کا حسن خدا داد
نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا "لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا" کی چادر دل لطف
دھوم تھی کہ یہی سرور احمد کشان کشان حضرت حجتہ الاسلام کی بارگاہ تک رسا ہوا۔
زیارت و دست برداری کی سعادت میسر آئی۔ فیضانِ نظر پنا کام کر گیا اب لاہور کے یہی
ایف اے کا طالب علم اس حجتہ الاسلام کو مرکز ایمان آرگنیزیشن شریف کی جانب رواں دواں تھا۔

تعلیم و تربیت

شہر بریلی مسجد سواگران خانقاہ عالیہ رضویہ کی گلی میں ایک طالب علم صرف دغور کی ابتدائی کتاب پاتھ میں لئے سرکاری لائبریری کی روشنی میں پڑھ رہا تھا۔ مطالعہ تحاریر میں علم کے یہ انداز بڑے دلکش تھے۔ رات کے سنائے کا عالم اس طالب علم کے درختوں مستقبل کو آواز دے رہا تھا کہ اتنے میں مرنے کی روحانی وادی روحانی حضرت حجتہ الاسلام کی نگاہ حق آگاہ علم و عمل کے اس سبیل طالب علم پر جا پڑی۔ آپ کی شفقت بے نہایت نے آواز دی "تقدس میاں!" (مولانا تقدس علیہاں) فرزند نبوتی حضرت عتبہ الاسلام (سردار احمد کو مطالعہ کیلئے ان کے کمرے میں روشنی فراہم کی جائے۔

واقعات بتا رہے ہیں کہ چراغ کی روشنی میں یہی طالب علم اپنا دیدہ و دل فروزا کرتا۔ حضرت موصوف کے زیر سایہ تعلیم و تربیت کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا تھا۔ اب اس کے طعام و قیام کا انتظام ابھی رضوی مودت کدہ سے متعلق تھا۔ مگر لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ یہ طالب علم خاندان رضا کا ایک فرد ہے۔

دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ یہی طالب علم مسجد میں ہوتا تو مابعد و زماہ خانقاہ میں ہوتا تو فتاویٰ الشیخ اور درس گاہ میں ہوتا تو تحصیل علم میں شاغل اور سرایا ادب تلمیذ نظر آتا۔

صرف دغور کی خشک گرد و چپ وادیوں سے گذرتا جب اس کو تقفہ فی الدین کی منزلی نظر آئی تو اس نے اپنے آپ کو وقت کے سب سے بڑے فقیہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ الحاج مصطفیٰ رضا خاں کے حضور پایا۔ اب نیت المصل کے ابواب روشن تھے اور فقہ کی اس بنیادی منزل میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ جلیا استاد میرا گیا۔

یہ واقعہ ہے کہ حضرت عتبہ الاسلام کی تربیت اور حضرت مفتی اعظم کی تدریس نے مولانا احمد کو ایک ایسے بجا معلوم (حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساحل تک پہنچا دیا جو خیر آبادی علوم کا گنجینہ اور رضوی معارف کا خزانہ تھا۔

بریلی سے اجیر

یہ قادری فیضان کہتے یا جتنی نسبت کہ اب مولانا کی منزل دار الخیر اجیر خواجہ خواجگان کی چوکھٹ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت و خدمت میں علوم و فنون کی تکمیل تھی۔ چنانچہ رضوی خانقاہ کا یہ پروردہ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجیر مقدس میں اپنے علم و عرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال تک بجھاتا رہا۔ اور اپنے استاد کے حضور منقول اور منقول علوم کی منزلیں طے کرتا یہاں تک کہ پر دان چڑھا کہ یہ شجرہ علمی سدا بہار ہو گیا۔

اجیر مقدس کے قیام میں حانقلہ مولانا حافظ عبدالغفور محدث مبارکپوری باقی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور حضرت مولانا غلام نیر دانی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی و حضرت صدر الصدور مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ علم و بر جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سب کے سب اپنے علم و فن میں مشاہیر روزگار تھے۔

حضرت شیخ الحدیث نے ان ماہ و سال میں کتب و رسائل کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت مجتہد دین ولایت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی کی تصنیفات کا بڑا گہرا مطالعہ فرمایا۔ خود ہی ارشاد فرمایا کہ امام اہل سنت قدس سرہ کے مسائل و مکتب نے میرے لئے وجدان و یقین کی تمام راہیں کشادہ کر دیں۔ کتاب سنت

اجماع امت کے تمام نفوس کو آئینہ کر دیا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی مسئلے کے مابعد کی تلاش میں راہیں گم نہ جاتیں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ کی عالم بنانے والی کتاب ”بہار شریعت“ کے کسی مسئلے پر کسی نے اعتراض کیا۔ اور آپ نے اس کے اخذ کی تلاش میں فتحِ تقدیر کی تمام جہریں دیکھ ڈالیں۔

یہ نوروزانہ کا معمول تھا کہ عصر و مغرب کے درمیان حضرت صدر الشریعہ کے ساتھ چل قدمی میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے ہاتھ میں ضرور ہوتی۔ اور کہیں بھی کوئی موقع میسر آ جاتا تو معلم کے حصول میں کوئی منٹ ضائع نہیں فرماتے چنانچہ فاضل خیر آبادی کی شرحِ مرقاة المفہمیں اوقات میں اپنے پڑھی۔

حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں اپنے اکابر سے بے پناہ شغف و اساتذہ کا جذبہ احترام بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اپنے استاد اہل فیہ کی شکل حضرت صدر الشریعہ کا نام لیتے تو ادب و احترام کا پیگر نظر آتے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کا نام نامی تو ان کا ولیف تھا ان سے بڑھتے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ سے متعلق مساجد مدرس میں ہر جگہ آپ کو نسبت رضا نمایاں نظر آئے گی۔ چنانچہ برصغیر ہندوپاک کے علاوہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، مالیشیا میں مسجد سنی رضوی سوسائٹی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی اکیڈمی، سنی رضوی عید گاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد اور جامعہ رضویہ آپ ہی کی اور آپ کے ارشد تلامذہ کی یادگار ہیں۔

یہ سب کچھ نتیجہ ہے الحب فی اللہ والبنی فی اللہ کا کہ اس رنگ میں حضرت موصوف اپنی مثال آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی سلف صالحین کا ہی طرح احتیاق حق و الباطل کے جذبے سے بھر پور نظر آتی ہے۔ کیا مجال کہ خلاف سنت کوئی عمل ان کے سامنے آئے۔ اور وہ اصلاح نہ کریں۔ و فی مضمون کے مقابلے میں جالبِ شغف نام کی کوئی چیز ان کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ اس راہ

میں جو مضامین و اقلام سامنے آتے صبر و شکر کے ساتھ سہتے اور ہر حال میں مسلک اہلسنت کی ترویج و احیا فرماتے۔ اسلاف کے مسلک اور علمی برتری کی خلاف کوئی لفظ سننا گوارہ نہیں فرماتے۔ جامعہ معینہ عثمانیہ امیرِ قدس کا ایک واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا۔

”جامعہ میں ایک فاضل مدرس جامع معقول و منقول تھے۔ ایچ دیو دریں میں الامام البریلوی کی تفسیر فی الدین کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فقہ میں ماہر تھے۔ اس جملہ میں فقہ کی قید اعتراضی تھی۔ اشارۃً فاضل بریلوی قدس سرہ کی علوم معقول پر مہارت کا انکار تھا۔“ حضرت شیخ الحدیث یہ سن کر تڑپ اٹھے اور دوسرے ہی دن حضرت کی معرکہ آرا اور امکان کذب باجیہ قلعے کے رو پر پندرہ کتاب ”سبحن السبوح“ کا ایک ورق کھول کر فاضل مدرس کے سامنے درس میں بیٹھ گئے۔ اور اس پر اظہار خیال چاہا۔ مدرس مذکور فاضل تھے۔ دو چار بار دیکھتے ہی کہا میں پہلے مطالعہ کروں پھر کتاب کے باب میں کچھ سکون گا۔ چنانچہ دوسرا اور تیسرا دن بھی آگیا۔ اور یہ کہہ کر فاضل مذکور نے کتاب اور مصنف قدس سرہ کی انفرادی حیثیت کا بر لاقرار کر لیا کہ ”سبحن السبوح“ اپنے موضوع میں لاجواب ہے۔ قاضی اور افتی المبین جیسی کتب معقول کے علمی مباحث کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔ اور اس کا مصنف یقیناً علوم معقول (مطلق و منطوق) پر استحضار رکھتا ہے۔

شیخ الحدیث نے درس نظامی کی تکمیل میں بڑی محنت شائع فرمائی۔ اپنی کہانیوں کے بل پوری پوری رات کتب درسیہ کا مطالعہ فرماتے۔ اپنے استاد گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ عصر و مغرب کے درمیان بھی حصولِ علم کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ الامام البریلوی کی تصنیفات اور تحقیقات عالیہ تو آپ کا جزو ایمان و یقین تھیں۔ حضرت بحر

المعلوم اور فاضل خیر آبادی کی کتابوں کو بڑی وقعت دیتے۔ ردوہابیہ اور منافضیہ میں ان بزرگوں کی عبارتیں جہوم جہوم کر پڑھتے پڑھاتے اور دانتیں دیتے۔

آپ کے مشائخ حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید آل رسول مارہروی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے اسماء نمایاں ہیں۔ اس طرح علوم منطقی و فلسفہ میں آپ کا سلسلہ زریں امام غنی مولینا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ان فضائل و محاسن کے علاوہ آپ کا سلسلہ عالیہ حبشیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق حبشی گروہ واپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت و خلافت کا شرف بھی حاصل تھا۔ مزید برآں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں آپ اپنے مرنے کا ہر ایک لمحہ عجب الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ماذون و مجاز تھے۔ فاضل علماء کی ایک بڑی تعداد آپ کے گیسوئے طریقت کی امیر ہے۔ آپ کے خلفاء و تلامذہ کے ذریعے اس سلسلے کے مریدین پاکستان کے علاوہ برطانیہ افریقہ مارشس اور سری لنکا میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث کی ذات میں ان سلاسل کا طرہ امتیاز "اتحاق و البطلان باطل" کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ بے ویزوں کا دہری قوت سے فرماتے۔ اپنے تلامذہ اور مشر شیعین کو اس کا حکم دیتے۔ اور اسی لئے موقع پر الامام البریلوی کے یہ اشعار جہوم جہوم کر پڑھتے۔

و دشمن احمد پر شدت کیجئے
شک ٹھہرے جس میں غلطی نہ ہو
محدودوں کی کیا معرفت کیجئے
اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

ہے حضرت محدث عظیم پاکستان کے اس شرف کا جواب ہی نہیں کہ اپنے اپنے ان دونوں شیوخ کی فساد جنازہ کا بر علماء کی موجودگی میں پڑھائی۔

اجمیر سے بریلی

آخر وہ وقت آ ہی گیا کہ صدر الشریعہ کا تلمیذ جلیل مفتی اعظم خد کا چاند اور حجت الاسلام کا میرا بنی ارادت و عقیدت کی آخری تسار کاہ بریلی واپس چلا۔ یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام میں ہدایہ اخیر میں سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام جہاں آپ کو مطالعہ کے لئے لائبریری فراہم کی گئی تھی۔ اب آپ کو وہاں ہر کوچک میں علم و دانش کی روشنی چیلانے کے لئے مقرر کیا جا چکا تھا۔ بریلی کی صبح کیجئے یا علم و فضل کے سورج کا طلوع، کہ اس نئے گروہ اسلام کی آمد سے منظر اسلام میں غیر معمولی چمک بھل تھی۔ ہدایہ اخیر میں شروع ہونے والا تھا۔ طلباء متن شرح پیرہاشیہ کی عبارتوں کو یاد کئے سوال دہوا چکے آراستہ اپنے استاد گرامی کے سامنے حاضر تھے۔

حضرت سیدی و استاد ذی شجاعت الحدیث نور اللہ مرقدہ نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ طلباء اس سے پہلے کہ مسائل فقہ میں کچھ کہتے، شرح و متن میں البقیہ اعتراض کرتے اپنے فقہ و اصول فقہ سے متعلق چند سوالات ارشاد فرماتے۔ ہدایہ اخیر میں کے طلبہ دم بخود لا جواب تھے۔ فقہ وافی کا سارا نشہ ہرن تھا۔ اور انہیں یہ شور ہو چلا تھا کہ آج نظر اے لے بحر علم کے ساحل کو پالیا ہے۔

اور یہ پر لطف چیر چھاڑ تھی اور اصرار حضرت شیخ الحدیث کا مرکز آرزو مزاج خواص و عوام حضرت حجت الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اس علمی منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ فرط مسرت سے آپ کی پانچویں کھلی تھیں۔ اپنے صاحبزادے حبیب اللہ میاں سے بار بار ارشاد فرما رہے تھے، دیکھو! کل کی بات ہے۔ مولانا نے اسی مدرسہ میں میزان شروع کی تھی۔ اور آج خود علم کے مسیذان و کفائی نوے رہے ہیں۔ اور مسلسل دانتیں تھیں اور اصرار شیخ الحدیث کی تقریر

ہدایہ انجیل میں نفع اور موضوع فقہ پر سیر حاصل گفتگو فرما رہے تھے۔

تدریس کا یہ اتنا حسین آغاز تھا کہ منظر اسلام بریلی کے درو دیوار آباد اور طلباء و شاد تھے۔ فیضانِ رضا کا دریا موج پر تھا۔ پھر اسی فیضان نے جب حضرت موصوف کو جامعہ رضویہ مظہر اسلام مسجد نبویؐ کی صاحبہ بڑی شریف میں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز کیا تو برائے افتخار انسان ملک کے طلباء آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ بلند تھا۔ مظہر اسلام میں دورہ حدیث کا یہ مبارک دور برصغیر کی تقسیم تک رہا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے مفتی اعظم ہند کے اشارے کے مطابق لاہور پنجاب کو اپنا مستقر بنالیا۔ اور اس طرح پاکستان شیخ الحدیث کی ذات میں محدث اعظم پاکستان بن کر آ گیا۔

بریلی سے لاہور

خالق کائنات کو یہ منظور تھا کہ لاہور کی زر خیز میں خدامِ دین وعتِ عالمائے اہل سنت سے آباد ہو۔ چنانچہ محدث اعظم پاکستان نے جنگ بازار کے گول میں نماز جمعہ کا آغاز فرمایا۔ مخلوق خدا دور دور سے آپ کا وعظ سننے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ آپ کی گفتار نے ہزاروں باگمدار افراد پیدا کئے۔ اور مذہبِ حق اہلسنت وجماعت کی وہ حمایت فرمائی کہ نہ صرف لاہور بلکہ پاکستان کا ہر شہر دینِ حجاز کی کامرکز بن گیا۔ مساجد و مدارس و خانقاہ قیسیہ و قال محمد سے گرنے لگے۔ نظامی درس و غیر آبادی حکمت اور رضوی مسلک اہل سنت کی نشر و اشاعت کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی۔ دورہ حدیث شریف آپ نے خود پڑھانا شروع کر دیا۔ آپ کے علم و فضل کی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ نہ صرف طلباء بلکہ علمائے آپ کے چاروں طرف ڈیرے ڈال دیئے۔ تا آنکہ جامعہ رضویہ کے فارغ

التحصیل علماء نہ صرف پاک ہند بلکہ سری لنکا، ایشیاس، مغربی افریقہ اور برطانیہ خدمتِ دین کے لئے پھیل گئے۔ اور جہاں جہاں پہنچے فتح و نصرت نے اُن کے قدم چوم لئے۔

معمولات

سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عامل اہل سنت وجماعت کا حامی اور پاکستان کا محدث اعظم، یہی اوصاف آپ کے معمولات کا بھی عنوان ہیں۔ صورتِ سیرت میں کوئی بات خلافِ شرع پاتے تو سخت برہم ہونے مسئلہ شرعیہ سے آگاہ فرماتے، تو بہ کراتے اور اُسندہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتے۔

وظیفہ شب وروز

طلوع صبح سے پہلے جیدار ہونا، ضروریات سے فارغ ہو کر ذکر و مناجات کرنا۔ شاہی مسجد میں نماز پنجگانہ کی جماعت میں تکبیر اٹھنے سے پہلے حاضر ہونا، درس و تدریس کی مسلسل مصروفیات کے باوجود اشاعتِ مسلک اہل سنت کے لئے جلسوں میں شرکت بھی فرماتے۔ خدام و مریدین کی درخواست رو نہیں فرماتے۔ سب کی ہنسنے اور سب کو سنااتے، گراہنے معمولات میں فرق نہیں کئے دیتے جو کام جس وقت اور جس مقام کے لئے متعین ہوتا اُسی وقت اور اسی مقام میں اُسے ادا فرماتے۔ نماز جمعہ کے لئے اگر چہ کراچی جاکر عرس قادری رضوی میں شرکت کرتے ہی کیوں نہ واپس آنا پڑے، لاہور بھی آتے۔ ان شب وروز کی مصروفیات کے باوجود تدریس کے اوقات میں بروقت تشریف فرما ہوتے حدیث پڑھاتے ہوئے کوئی صاحبِ کیوں نہ آجائیں تو جہ نہیں فرماتے۔ ان اوقات میں وصتِ برسی اور گفتگو سخت ناپسند فرماتے۔ قصیدہ بروہ اور انام اہل سنت

حضرت مجدد دین وقت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے اشعار جو وقت جہاں بھی میسر آ جاتا اکثر اپنے کلام اور نعت خواں سے سنتے اور شاد شاد ہوتے۔ بایں ہمہ عصر و مغرب کے درمیان استثناء اور غلطی کے جو بات عطا فرماتے۔ مہانوں کے ملاقات، آنے والوں کی پذیرائی، بعد عشاء اہم معاملات پر خود۔ خدام دین، خدام رضا کو بھی مشورے، مسجد و مدرسہ کے تعمیری منصوبے۔ یہاں تک کہ چادر شب ہر کس و نا کس پہن جاتی، طلبہ و ن کے تھکے لہرے مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے گر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی چار دیواری میں دین کا درد پہلہ میں اور ملت اسلامیہ اعلیٰ درجات کا غم و داغ میں لے ایک شیخ الحدیث کی ذات ہوتی جو بیدار نظر آتی۔

فختر ہے کہ آپ کے میل و نہار خدمت دین اور خدمت خلق سے ہمیشہ روشن رہتے۔ اور آپ کی خلوت و جلوت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ نظر آتی۔

یہ مشاہدہ تو برسوں کا ہے کہ کھانے پینے لینے دینے میں سنت کے مطابق ہمیشہ اٹائیں پیش نظر ہوتا۔ چائے پینے میں یہ اہتمام ہوتا کہ اپنے ہاتھ سے فرش پر رکھی ہوئی پرچی اٹھا کر چائے نوش فرماتے۔ اسی طرح مسجد کی حاضری میں جھٹے سے بایاں پاؤں پہلے اور وایاں بعد میں نکالتے اور مسجد میں وایاں پاؤں پہلے اور بایاں بعد میں داخل فرماتے۔ اسی طرح مسجد سے نکلنے پر بے بایاں پاؤں پہلے اور وایاں بعد میں نکالتے اس طرح کہ بایاں پاؤں ہر پر رکھتے اور وایاں پہلے جوتے میں داخل فرماتے پھر بایاں۔

حدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے شب و روزہ کی یہ ادائیں جتنی جنہیں سنت اور سنت پر عمل کی کورامت کا صدور ہر وقت نظر آتا تھا۔

حج و زیارت کیلئے دوبارہ حاضری

حرمین طہین میں پہلی حاضری کا شرف حضرت شیخ الحدیث بڑی شریفی سے

مفتی اعظم ہند کے ساتھ ۱۹۴۵ء میں حاصل کر چکے تھے۔ اور قبول حضرت جامی سے شرف گر چہ شد ہے چارو جامی ۶ خدا یا ایہ کرم بار و گو کن

دس سال ۱۹۵۵ء تک حج و زیارت کی دوبارہ حاضری کے لئے بے چین رہے کہ مفتی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ۱۹۵۶ء میں آ گیا۔

اس سفر وسیلہ نظر کیلئے کئی درخواستیں لکھ کر دی گئیں۔ جو نامعلوم ہوئیں۔ اور اقامت الحروف کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا۔ اور ”قرعہ مال بنام من دیوانہ زندہ“ بھی اس سفر حج و زیارت میں کراچی سے مکہ مدینہ جاتے آتے حضرت کی معیت و خدمت کا شرف حاصل رہا۔

داد اور اقامت شریفیت و بلکہ شرف قابلیت و ادا دست

انداز سفر یہ رہا کہ اس کی پہلی منزل (قبل حج) مدینہ رہا۔ اور آخری منزل (بعد حج) بھی مدینہ رہا۔ آپ کا کل قیام مدینہ میں ۵۴ یوم رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ششٹی صبح العقیدہ افراد کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ گنبد خضریٰ کی چٹاؤں میں قیام کا شرف حاصل رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خصال کبریٰ کا مطالعہ فرماتے۔ اور نگاہیں گنبد خضریٰ پر ہوتیں۔ کعبہ کے ہر الدجی تم پر کروڑوں درود اور مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام کا تذکرہ صبح و شام پیش کرتے۔

حرمین طہین میں آپ نے مسلک حق اہل سنت و جماعت پر جس استقامت اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس محبت و ارادت کا مظاہرہ فرمایا، وہ آپ کی سیرت کا بڑا درخشاں باب ہے۔ جو آپ کی مستقل سوانح میں زیب عنوان ہوگا۔ اس دور میں استقامت علی الشریعت کی یہ بڑی روشن مثال ہے کہ آپ نے فوٹو سے مستثنیٰ پاسپورٹ پر حج و زیارت کا سفر کیا۔

تلامذہ

- عالم الغیب والشہادۃ نے آپ کے درس میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔
- معلوم و منسوخ کے علاوہ حدیث میں آپ کے تلامذہ کی تعداد بیک وقت ہندو پاک میں سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔
- علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ایم این اے شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا وقار الدین ناظم تعلیمات نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا غلام رسول لاہپور شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہپور۔
- مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالعلوم اشرفیہ معینہ العلوم مبارکپور۔
- مولانا تحسین رضا خان صاحب سابق صدر المدینہ مدینہ منظر اسلام بریلی شریف۔
- مولانا مفتی عبدالقیدم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ لاہپور۔
- مولانا الحاج البرادہ محمد صادق، مدیر ماہنامہ رضا کے مصطفیٰ کو حجازوالہ۔
- مولانا الحاج محمد صابر قادری نسیم مستوی، مدیر ماہنامہ فیض الرسول برائوں شریف، سی ہند۔
- مولانا مفتی نجیب الاسلام اعظمی ہند۔
- مولانا عبدالرشید شیخ الحدیث جنگ۔
- مولانا ابراہیم شاہ محمد اشرف چشتی سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف۔
- مولانا حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ، والی پھران۔
- مولانا سید جلال الدین شاہ بھکی شریف۔
- مولانا غیاث الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر اہلسنت ساکنہ ہل۔
- مولانا ابراہیم المعالی محمد عین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لاہپور۔
- مولانا ابو الشاہ محمد عبدالقادر شہید لاہپوری قدس سرہ لاہپور۔
- مولانا سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ نور رضویہ لاہپور۔

- مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ لاہپور۔
- مولانا ابراہیم احمد مختار احمد لاہپوری۔
- مولانا حافظ احسان الحق صدر مدرس جامعہ امینیہ لاہپور۔
- مولانا مفتی محمد حسین سکروی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر۔
- مولانا سید حسین الدین شاہ ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ فیاض العلوم راولپنڈی۔
- مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسی بہاول پور۔
- مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سکری ضلع مظفر گڑھ۔
- راقم الحروف محمد ابراہیم نوشتر صدیقی قادری رضوی جنوبی افریقہ۔

نائب الخیرت کی رحلت

مختصر یہ کہ آفتاب علم و فضل سا اٹھ سال تک انہی کڑوں سے بے شمار عوام و خواص طلباء علم و اہل سنت اسلامیہ اہلسنت کو اپنے فیضان سے تابدار کرتا ہوا یکم شعبان ۱۴۲۳ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۲ء کی درمیانی رات کو کراچی میں غروب ہو گیا۔ آپ کا جد مبارک شاہ حسین ایکسپریس کے ذریعے کراچی سے لائل پور لایا گیا۔ اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک علامہ مشائخ عوام کے بے پناہ ہجوم نے ایمان افروز نظارہ بھی دیکھا کہ آپ کے جنازہ پر نور کی چھوڑ پڑ رہی تھی۔ اور ابر کا نام و نشان نہ تھا۔ نماز جنازہ مولانا ابراہیم شاہ محمد عبدالقادر احمد آبادی شہید اہلسنت قدس سرہ نے آپ کی وصیت کے مطابق پڑھائی۔ نماز جنازہ میں تین لاکھ فرزندان توحید و رسالت کی شرکت علماء مشائخ کے سفر آخرت کی آخری تقریب میں فقید المثال ہے۔ آپ کا فرار آپ ہی کی بنائی چوٹی ششی رضوی جامع مسجد لائل پور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

لے محمد علیہ السلام شریف قادری مولانا، تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۲، ۱۵۳

لے تذکرہ علمائے اہل سنت مولانا ص ۱۵۶، ۱۵۷

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز نے خود اپنے
اعظم خلفا اور تلمیذ جلیل کی تاریخ وصال اپنے اشعار میں ارشاد فرمائی ہے
مرگیا فیضان جسکی موت سے ہوا ہے وہ فیضانِ آسمانی جانا رہا
”یاجیہ اغفر لہ“ تاریخ ہے ہاں کس پر کس وہ رہا جاتا رہا
دیر کا سرکات کر توری کہو ہاں چاند روشن علم کا جاتا رہا

باقیات صالحات

آپکی باقیات صالحات میں تین صاحبزادے اپنے والد گرامی وقار کے
مسند کے امین اور حاجی دین مبین ہیں۔ آپکی کنیت ابو الفضل کی رعایت کے
تینوں کے نام ہند جبرہ ذیل ہیں۔

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر خوی سجادہ نشین

صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا

صاحبزادہ حاجی فضل کریم دامت برکاتہم العالیہ

مندرجہ بالا سطور صاف بتا رہے ہیں کہ محدث نامدار پاکستان کی تابندہ
زندگی کا مرقع ابھی نامکمل اور ناقص الحروف کی سہی نامتام ہے۔

یہ کہند وار باب نیکہ سے یہ جام کیا تم برونہ حاد
وہ میر کیا ہو سکے گا جو نشہ کام شیخ الحدیث آیا



حضرت حجة الاسلام کے سلاسل طریقت

آپکے مرشد گرامی وقار حضرت نور الدین مولانا سید ابوالحسن محمد نوری
(م ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء) اور مرشد گرامی ہی کے حکم سے آپکے والد نامدار امام احمد رضا
قادر کی برکاتی نے آپ کو تمام سلاسل عالیہ اقصا علوم عقلیہ نقلیہ جملہ ذلیائف اور دواشغال
میں مازون و مجاز فرمایا۔

امام احمد رضا نے اس کا نوکر سند مسند جانشینی میں ۱۲۴۳ھ
۱۹۱۵ء کو اپنے مرشد سرا بافضل و کمال سید آل رسول (م ۱۲۹۹ھ ۱۸۷۹ء) کے روز
عرس سرا با قدس اس طرح کیا۔

”بلاشبک میں اپنے عزیز تربیٹے محمد معروف ببولوی حامد رضا خاں

کو تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و دواشغال اور اورداد و

اعمال اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ شاخ کرام اجازت پہنچی

اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق شیخ

طریقت نور الدین کا ملین خلافت المواصلین سید ماشاہ ابوالحسن احمد نوری

میاں صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا۔ اسے اردو ترجمہ مختصراً

طریقت و معرفت کے جن تیرہ سلاسل میں آپکو اجازت و خلافت حاصل

تھی وہ یہ ہیں۔ ① قادریہ برکاتیہ جدیدہ ② قادریہ اکائیہ قدیمہ ③ قادریہ

ادبیہ ④ قادریہ دراتیہ ⑤ قادریہ منوریہ ⑥ حنفیہ نظامیہ قدیمہ ⑦ چشتیہ

جدیدہ ⑧ سہروردیہ قدیم ⑨ سہروردیہ جدیدہ ⑩ نقشبندیہ خلائیہ جدیدہ

⑪ نقشبندیہ خلائیہ علویہ ⑫ بدلیہ ⑬ علویہ منامیہ

لے سند مسند جانشینی میں ۸ مرتبہ خلافت محمد خاں غوری

ان میں افضل سلاسل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرہ طریقت

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ

۱۔ مولائے کائنات ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۲۔ سیدنا امام حسین ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۳۔ سیدنا امام زین العابدین ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ
۴۔ سیدنا امام موسیٰ کاظم ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۵۔ سیدنا امام جعفر ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۶۔ سیدنا امام باقر ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ
۷۔ سیدنا امام علی رضا ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۸۔ سیدنا شیخ معروف کرخی ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۹۔ سیدنا شیخ سری سقطی ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ
۱۰۔ سیدنا عبدالواحد عجمی ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۱۱۔ سیدنا ابوبکر کبیر ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۱۲۔ سیدنا جعفر ابی طالب ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ
۱۳۔ سیدنا ابوالفرح طبرسی ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۱۴۔ سیدنا ابوالحسن علی ہمدانی ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	۱۵۔ سیدنا ابوسعید خدری ۱۰۰۰ھ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ
سیدنا لغوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ		
۱۶۔ سیدنا عبدالرزاق ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۱۷۔ سیدنا ابوصالح ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۱۸۔ سیدنا ابی الدین ابراہیم ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۱۹۔ سیدنا سید علی ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۰۔ سیدنا سید موسیٰ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۱۔ سیدنا حسین ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۲۲۔ سیدنا سید احمد جیلانی ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۳۔ سیدنا ابی ہاشم ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۴۔ سیدنا ابراہیم ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۲۵۔ سیدنا شیخ جمال الاولیاء ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۶۔ سیدنا قاضی فصیح الدین ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۷۔ سیدنا محمد سعید ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ

۱۔ سیدنا سید محمد ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۲۔ سیدنا سید احمد ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۳۔ سیدنا فضل اللہ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۴۔ سیدنا شاہ حمزہ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۵۔ سیدنا شاہ آل محمد ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۶۔ سیدنا شاہ برکت اللہ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۷۔ سیدنا شاہ آل احمد ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۸۔ سیدنا شاہ آل رسول ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۹۔ سیدنا ابوالحسن احمد نوری ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
۱۰۔ سیدنا عظیم العظمیٰ ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۱۱۔ سیدنا احمد رضا ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	۱۲۔ سیدنا محمد احمد رضا ۱۱۰۰ھ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ کے مشائخ کرام مندرجہ ذیل ہیں

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ

بزرگ	اسماء گرامی	وصال	مدفن
۱۔	سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربيع الاول ۱۰۰۰ھ	مدینہ منورہ
۲۔	حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۱ رمضان ۱۰۰۰ھ	بغداد شریف
۳۔	خواجہ حسن بصری	۳ محرم ۱۱۰۰ھ	بصرہ
۴۔	خواجہ عبدالواحد بن زید	۲۴ صفر ۱۱۰۰ھ	بصرہ
۵۔	خواجہ فضیل بن عیاض	۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۰ھ	بصرہ
۶۔	خواجہ خلیفہ مرعشی	۲۴ شوال ۱۱۰۰ھ	مرعش شام
۷۔	خواجہ پیرہ بصری	۴ شوال ۱۱۰۰ھ	بصرہ
۸۔	خواجہ محمد شاہ علی دہلوی	۳ محرم ۱۱۰۰ھ	دہلی عراق
۹۔	خواجہ ابوالحسن شامی چشتی	۲۴ ربيع الثانی ۱۱۰۰ھ	شام
۱۰۔	خواجہ ابوالحسن ابدال چشتی	۱۰ جمادی الثانی ۱۱۰۰ھ	چشت
۱۱۔	خواجہ محمد بن احمد چشتی	۱۱ ربيع الثانی ۱۱۰۰ھ	چشت
۱۲۔	خواجہ ناصر الدین ابویوسف بن محمد	۳ ربيع الاول ۱۱۰۰ھ	چشت

۱۳	سلطان انبند خواجه معین الدین چشتی	۶ رجب ۶۳۳ھ	اجیر شریف
۱۴	حضرت قطب الدین بختیار کاکلی	۱۳ ربیع الاول ۶۴۳ھ	دہلی
۱۵	حضرت فرید الدین گنج شکر	۵ محرم ۶۶۶ھ	پاکپٹن
۱۶	حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی	۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ	دہلی
۱۷	حضرت نصیر الدین چراغ بدای	۱۸ رمضان ۷۵۷ھ	
۱۸	حضرت جلال بخاری خدیم جہانیا	۷۵۹ھ	
۱۹	میر سید راجہ قتال	۸۵۵ھ	لکھنؤ
۲۰	مخدوم سجاد سنگ	۳ صفر ۸۷۷ھ	
۲۱	حضرت شاہ عینا	۱۴ محرم ۸۸۲ھ	خیر آباد
۲۲	شیخ سعد الدین خیر آبادی	۱۹ محرم ۹۳۳ھ	ساقی پور
۲۳	شاہ صفی	۹۷۶ھ	سکندریہ
۲۴	شاہ حسین	۳۰ رمضان ۱۰۱۷ھ	بلگرام
۲۵	میر عبد الواحد	۸ صفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۲۰ رجب ۱۰۹۷ھ	
۲۷	شاہ اویس	۱۰ محرم ۱۱۲۲ھ	
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۶ رمضان ۱۱۶۲ھ	
۲۹	آل محمد	۱۴ رمضان ۱۱۹۸ھ	
۳۰	سید شاہ ہنرہ	۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	
۳۱	سید آل احمد اچھے میاں	۱۸ رزی الحج ۱۲۹۵ھ	
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۱ رجب ۱۳۲۲ھ	
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نودی	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۵	مولانا شاہ محمد خاں		

حضرت حجتہ الاسلام کا شجرہ سہروردیہ مندرجہ ذیل ہے۔

سلسلہ سہروردیہ

۱	سید روحانہ علی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت مولیٰ علی کم اللہ تعالیٰ وجہہ	۲۱ رمضان ۱۱۱۱ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴ محرم ۱۱۱۱ھ	بصرہ
۴	شیخ حبیب غمی	۱۵۶ھ	
۵	شیخ داؤد طائی	۱۶۲ھ	
۶	خواجہ معروف کرخی	۲ محرم ۲۰۰ھ	بغداد شریف
۷	خواجہ سرکی سقطی	۱۳ رمضان ۲۶۲ھ	
۸	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب ۲۹۹ھ	
۹	خواجہ ممشا و علود نوری	۴ محرم ۲۹۹ھ	دہلی
۱۰	خواجہ ابوالاحمد اسود نوری		
۱۱	خواجہ محمد المعروف بقنویہ		
۱۲	خواجہ وحید الدین ابو فضل		
۱۳	شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی		
۱۴	شیخ شہاب الدین سہروردی	۶۲۲ھ	بغداد
۱۵	شیخ بہار الدین زکریا ملتانی	۶۷۰ھ	ملتان
۱۶	شیخ صدر الدین		
۱۷	شیخ رکن الدین	۷۹۶ھ	
۱۸	مخدوم جہانیاں	۷۵۸ھ	
۱۹	سید راجو		

۲۰	شیخ سنانک	۵۸۵۵	کشتو
۲۱	حضرت خدوم شاہ مینا	۵۸۶۲	م مفر
۲۲	شیخ سعد بن خیر آبادی	۵۸۸۲	خیر آباد
۲۳	شاہ صفی	۵۹۳۳	سائی پور
۲۴	شاہ حسین	۵۹۴۶	سکند آباد
۲۵	میر عبد الواحد	۱۱۱۴	بگرام
۲۶	شاہ عبد الحسین	۱۰۵۰	مارہرہ
۲۷	شاہ ادیس	۲۰	رجب
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۱۴۲	م مفر
۲۹	شاہ آل محمد	۱۱۹۴	م رمضان
۳۰	سید شاہ ہمزہ	۱۱۹۸	م رمضان
۳۱	شاہ آل احمد چھ بیاں	۱۲۳۵	۱۴
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۲۹۶	۱۸
۳۳	شاہ ابوالحسن احمد نوری	۱۳۲۴	۱۱
۳۴	شاہ اکا احمد رضا قادری برکاتی	۱۳۴۰	۲۵
۳۵	شاہ محمد حامد رضا نوری برکاتی	۱۳۶۲	۱۴

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ علویہ مجددیہ کے مشائخ کے اسماء گرامی مشہور و ذیل ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علویہ

۱	حضرت نور الدین علی بن علی علیہ السلام	۱۲	ربیع الاول
۲	حضرت ابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱	رمضان
۳	حضرت امام حسین	۱۰	م مفر
۴	حضرت امام زین العابدین	۸	م مفر
۵	حضرت امام محمد باقر	۴	م مفر
۶	حضرت امام جعفر صادق	۵	م مفر
۷	حضرت بایزید بطلانی	۵	م مفر
۸	خواجہ ابوالحسن خرقانی	۱۰	م مفر
۹	شیخ ابوالقاسم کزکائی	۲۵۰	
۱۰	شیخ ابو علی فارسی طوسی	۳	م مفر
۱۱	شیخ ابو یوسف مدنی	۲۴	م مفر
۱۲	خواجہ عبدالغفار خجندیہ	۱۲	م مفر
۱۳	خواجہ محمد عارف ریویزی	۱۵	م مفر
۱۴	خواجہ محمد ابوالخیر فاضل	۱۴	م مفر
۱۵	خواجہ عزیز الدین علی راشدی	۲۴	م مفر
۱۶	خواجہ محمد بابا سناسی	۱۰	م مفر
۱۷	خواجہ سید امیر کلاں	۸	م مفر
۱۸	حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند	۳	م مفر
۱۹	حضرت خواجہ یعقوب چرخ	۵	م مفر

۲۰	حضرت خواجہ عابد اللہ احرار	۲۶ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند
۲۱	خواجہ عبدالحق		
۲۲	خواجہ بھٹی		
۲۳	حضرت شیخ ابوالعلاء سید عبداللہ		آگرہ
۲۴	سید محمد کاپوری	۶ شعبان ۱۰۷۱ھ	کاپی
۲۵	میر سید احمد کاپوری	۱۰ صفر ۱۰۸۳ھ	کاپی
۲۶	میر سید شاہ فضل اللہ	۳۱ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ	کاپی
۲۷	حضرت شاہ برکت اللہ	۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ
۲۸	حضرت شاہ آل محمد	۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ
۲۹	سید شاہ مہرہ	۱۴ رمضان ۱۱۸۹ھ	مارہرہ
۳۰	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ	مارہرہ
۳۱	سید شاہ آل رسول	۱۸ رزی الحج ۱۲۹۶ھ	مارہرہ
۳۲	سید شاہ ابوالحسن احمد نوری	۱۱ رجب ۱۳۲۲ھ	مارہرہ
۳۳	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵ صفر ۱۳۴۳ھ	برہنہ
۳۴	شاہ محمد حامد رضا	۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	د

سلسلہ نقشبندیہ علامہ صدیقیہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

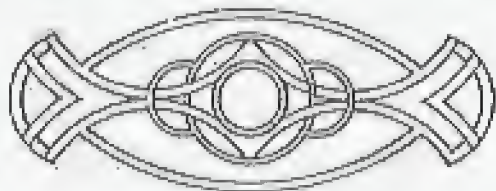
سلسلہ نقشبندیہ علامہ صدیقیہ

۱	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت ابو بکر صدیق	۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	مدینہ منورہ
۳	حضرت سلیمان فارسی	۱۰ رجب ۲۲ھ - ۳۳ھ	مدینہ
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر	۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۱۱ھ - ۱۱۴ھ	مدینہ منورہ

۵	حضرت امام جعفر صادق	۵ رجب ۴۵ھ	مدینہ منورہ
۶	حضرت خواجہ بابا زید بسطامی	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام

بقیہ ترتیب سلسلہ مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مندرجہ بالا سلسلہ میں آخری سلسلہ بیعت باعلویہ منامیہ اور رسول گرامی وقار
 صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے کیونکہ حضرت خیر الاسلام نے اپنے شیخ
 طریقت حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری اور اپنے والد امام احمد رضا قادری برکاتی کے
 ہاتھ پر بیعت کی اور ان دونوں نے اپنے مرشد سید آل رسول احمدی کے ہاتھ پر
 بیعت کی۔ اور انہوں نے صرف اس سلسلے میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ہاتھ
 پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنے بچے خواجہ میں امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی
 اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جبکہ ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ یعنی
 ہم سب کے آقا ہم سب کے مولے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
 حق پرست پر۔ تو محمد توانے یہ سند شاہ محمد حامد رضا سے جلیل الشان آقا کلمت صحیح
 مسلم کی اعلیٰ سند باعلیٰ کی طرح صرف چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔





حضرت حجت الاسلام جامع الاسکال بزرگ تھے۔ انھوں نے براہ راست اپنے مرشد برحق نور اعمار فیض شاہ ابو الحسین احمد نوری اور اپنے والد زیشان امام احمد رضا خاں قادری برکاتی سے استفادہ کیا تھا۔ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں اجازت مطلقہ و خلافت کا طرہ حاصل تھی۔ آپ اُن تمام اسکال و اساتذہ کے حامل تھے جن کا بیان "النور والہامانی اسانید الحدیث و سلاسل الادب" اور "الاجازۃ المستنیرۃ لعلماء کبیر المدینہ" میں موجود ہے۔ انہی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

قرآن مجید۔ کتب احادیث صحاح، سنن، مسانید، جوامع، معاجم، اجزاء، شروح کتب اصول حدیث، کتب اسما و الرجال، فقہ، تفسیر، قرأت، تجوید، کلام، اصول فقہ، سیر، تواریخ، ادب، نحو، صرف، لغت، معانی، بیان، بیخ، منطق، حکمت، ہندسہ، ہیئت، زینیات اور مقاصد آلات کی بقیہ کتابیں۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل تمام اذکار و اشغال اور اعمال کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ وہ یہ

۱۔ عربی کا رس حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری کا مصنف ہے۔ سلاسل طریقت و اسناد احادیث صحاح "مسلسل الاولیہ" حصن حصین، دلائل الخیرات، حزب البحر، اذکار و اشغال و اعمال و کفر و برہانیت منہ ہے۔ عمر و خلفاء سلسلہ کوہ باجائے شہادہ غیر قادری سبب بارگاہِ قادری اتم الحروف کو حضرت مفتی اعظم ہند نور الدین مرقدہ کی بارگاہ سے ۱۰۶۶ھ میں عطا ہوا۔

۲۔ عربی کا رس ایک سلسلہ و اسناد علوم و فنون اذکار و اشغال و اعمال و کفر و برہانیت خاصانِ خدا کے لئے امام احمد رضا کے فیضان کا شاہکار ہے۔ پھر اس پر حضرت حجت الاسلام کی تہذیب امام احمد رضا کے حالات و واقعات پر عربی تحریر کا بڑا نادر نمونہ ہے۔



ہیں۔ قرآن عظیم کے خواص۔ اسما و الہیہ۔ دلائل الخیرات۔ حصن حصین۔ قصر شہین۔ اسما و اولیٰ شیعہ۔ حزب البحر۔ حزب البحر۔ حزب النصر۔ سلسلہ شاذلیہ کے تمام اہزاب۔ ایک لاکھ چارویسوں کا حزب۔ حزب الامیر بن مرزبان۔ دعا و غنی۔ دعا و حیدری۔ دعا و عزرائیلی۔ دعا و شریانی۔ قصیدہ تجرید جبکہ شہرہ آفاق قصیدہ غوثیہ ہے۔ صلوٰۃ غوثیہ (صلوٰۃ الاسرار) قصیدہ بروہ۔ دعا و شمع۔ تبکیر عاشقان۔ نیم تبکیر۔ ارسال الکواشف۔

حدیث "مسلسل بالاولیت" کی سند

یہ حدیث حجت الاسلام کو اپنے مرشد گرامی کی طرف سے تین سندوں کیساتھ حاصل ہوئی ہے۔ پہلی سید شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی طرف سے، دوسری شاہ عبد العزیز دہلوی کی طرف سے اور تیسری مولانا صوفی احمد حسن مراد آبادی کی طرف سے ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی سند

حجت الاسلام	۷۔ شیخ ابو الرضا ابن الطیلس دہلوی نواسہ
۱۔ شاہ ابو الحسین احمد نوری امام احمد رضا	۸۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۲۔ سید شاہ آل رسول	۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۳۔ سید آل احمد اچھے میاں	۱۰۔ شیخ عبد الوہاب بن فتح اللہ بروہی
۴۔ سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بگڑامی	۱۱۔ شیخ محمد بن علی امینی
۵۔ سید شکیل محمد اترولی	۱۲۔ شیخ وجیہ الدین عبد الرحمن بن ابراہیم
۶۔ سید مبارک خیر الدین بگڑامی	۱۳۔ شیخ شمس الدین سخاوی

۱۔ اگر برادری "ہو قول حدیث سکتہ منہ" لا اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے اُن سے سنی ہے برقی ہو کر اس کو "مسلسل بالاولیت" کہتے ہیں۔

۱۳ شیخ الشہاب ابو الفضل احمد بن علی	۲۰ ابو صالح احمد بن عبد الملک التوذن
العسقلانی علامہ ابن حجر	۲۱ ابو طاهر محمد بن محمد شمس الزمادکی
۱۴ ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین العراقي	۲۲ ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن لعل البزار
۱۵ شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد التدمری	۲۳ عبد الرحمن بن بشیر بن الحکم
۱۶ ابو القاسم محمد بن محمد بن ابراہیم البیہقی	۲۴ سفیان بن عیینہ
۱۷ ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد النعم الحارثی	۲۵ سفیان بن عمر بن دینار
۱۸ حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی	۲۶ ابو قابوس مولیٰ عبد اللہ بن عمرو بن لعل
۱۹ ابو سعید الخلیل بن ابی صالح احمد بن عبد	۲۷ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرو
الملک نیشاپوری	رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الراحمون
یرحمہم الرحمن وتبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض
یورحمکم من فی السماء

انھوں نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم
کمنے والوں پر رب رحمان تبارک وتعالیٰ رحم فرمائے تم ان پر رحم کرو ورنہ میں پر
ہیں تو تم پر وارہم کرے گا جو آسمان پر ہے۔

شاہ عیوب العسقلانی کی سند

- حجت الاسلام ○ شاہ ابو الحسین احمد نوری امام احمد رضا ○ سید شاہ آمل رسولی
- شاہ عبد العزیز دہلوی ○ شاہ ولی اللہ دہلوی ○ سید عمر ○ شیخ عبد اللہ
- بن سالم البصری ○ شیخ یحییٰ بن محمد شادوی ○ شیخ سعید بن ابراہیم ابن جوزی
- المفتی قدورہ ○ شیخ مفتی سعید بن محمد القری ○ شیخ محمد جی الوہانی
- شیخ سعید ابراہیم اتازی ○ شیخ ابو النبی محمد بن ابو بکر بن الحسین

المراغی ○ شیخ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقي ○ ابو النبی محمد بن محمد بن
ابراہیم البکری البیہقی۔

اس کے بعد سند اور متن وہی ہے جس کا ذکر سند شیخ عبد الحی محمد بن دہلوی
میں ہوا۔

مولانا مہکونی احمد حسن بن مراد آبادی کی سند

- حجت الاسلام ○ شاہ ابو الحسین احمد نوری ○ مولانا احمد حسن مہکونی مراد آبادی
- شیخ احمد بن محمد الدمیاطی ○ شیخ محمد بن عبد العزیز ○ شیخ ابو یحییٰ بن
- عموس الرشیدی ○ شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری۔

اس کے بعد شیخ الشہاب ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی سے سرکار و عالم صلی اللہ علیہ
وسلم تک سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

اس سند کو حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری نے عالی قرار دیا اور تحریر فرمایا کہ میرے
اور شیخ حافظ زین الدین عراقی کے درمیان اس میں صرف چھ واسطے ہیں۔ اور پہلی سند
میں بارہ اور دوسری میں گیارہ ہیں۔

احادیث المسلسلہ بالاضافہ (ضیافت الاسودین)

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی کی بیان کرتا ہے کہ میرے شیخ نے یہ
حدیث روایت کرتے ہوئے پانی اور کھجور کی ضیافت سے بھی نوازا۔ پانی اور کھجور کو اپنی
عرب اسودین کہتے ہیں۔ اس حدیث میں ضیافت کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس
نے ایک مومن کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم کی ضیافت کی۔ جس نے دو کی
ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم و حوا کی ضیافت کی۔ جس نے تین مسلمانوں کی ضیافت
کی اس نے گویا حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کی ضیافت کی۔ چار کی صورت میں

مرشد گرامی

نورالعارفین ابوالحسن احمد نوری کی حضرت میاں صاحب کی ولادت باسعادت مارہرو مقدسہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ پلہور حسن کے گھر ۱۹ شوال ۱۲۵۵ھ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۹ء کو ہوئی۔ آپ صرف ڈھائی سال کے تھے کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اور آپ جب گیارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد نے بھی انتقال فرمایا۔ اس طرح آپ کی پوری پوری کفالت و تربیت جدہ کریمہ اور حضرت جد کریم خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے کی۔ آپ ہی کی نگرانی میں آپ نے تعلیم و تربیت عبادت و ریاضت کے تمام مراحل طے کئے اپنے جد کریم ہی کے دستِ تقدس پر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ فروری ۱۸۵۱ء بیعت کر کے تمام سلاسل طریقت حبلہ از کار و اشغال اور اوراد و معمولہ خاندان برکات کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

امام احمد رضا ان کے خلیفہ اعظم تھے۔ ان کے اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ خانوادہ اکام احمد رضا کے شیخ تھے۔ آپ ہی کے گیسو کے طریقت کے امیر حضرت حسن رضا خاں، مولانا محمد رضا خاں، مولانا شاہ محمد رضا خاں، مولانا حسین رضا خاں، مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں وغیرہم برادران

لے مولانا غلام شبیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۵۴، ۵۵، ۵۶

۱۵۹

لے مولانا غلام الدین فاضل بہاری حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۵

وصاحبزادگان اہل خاندان امام احمد رضا تھے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت جتہ الاسلام مولانا محمد رضا خاں، مولانا علامہ محمد حسین رضا خاں اور خاتم الخلفاء مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کا نام نامی نمایاں نظر آتا ہے۔

آپ اپنے جد کریم حضرت سید شاہ آل رسول احمدی برکاتی کے وصال ۱۲۹۶ھ پر سلسلہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے وارث و امین اور سجادہ نشین ہوئے۔ امام احمد رضا نے ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی کے موقع پر آپ کی خدمت میں ایک شاہکار منقبت پیش کی تھی جس کا پہلا شعر ہی ”برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسن“ سدرہ سے پوچھو نفعت بام ابوالحسنؑ آپ کے بلند و بالا مقامات کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ پورے اکتالیس سال اپنے جد امجد کی محبت و خدمت میں گزار کر مزید ۲۸ سال ۱۳۲۴ھ تک تادمِ اخیر اپنے آباء کرام کے مسلک، اہلسنت کے مطابق اپنے مریدین خلفاء کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ آپ نے ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ/۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو وصال فرمایا۔ خاتم اکابر مہندہ (۱۳۳۴ھ) تارتخ وصال ہے۔ آپ کا مزار مارہرو مقدسہ بڑی سرکاری زیارت گاہ خالص دعا ہے۔

خدمتِ زمیں حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب سجادہ برکاتیہ احمدیہ نوریہ مارہرو مہلہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ پلہور حسین کے گھر ۱۲۵۵ھ ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئے۔

آپ حضرت ابوالحسن احمد نوری کے حقیقی چچا زاد بھائی و خلیفہ اعظم اور سجادہ نشین تھے۔ آپ اپنے جد امجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ نے صدیقی بخشش حصہ دوم

تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی خلافت و اجازت تھی۔ آپ کے دور میں دارہِ مقدسہ کا عرس سراپا قدس اجیر مقدس کے بعد عظیم ترین عرس میں شمار کیا جاتا رہا۔ ایسا کہ بعض امور میں حضرت سید شاہ آل محمد و حضرت سید شاہ حمزہ قدس برہم اعزیز کے عہد کی یاد تازہ ہوتی رہتی۔ لے

آپ ہرگز خدمتِ کردہ و خدمت شدہ کے مظہر تھے۔ آپ اپنے فریدین و متوسلین کی پشت پر ہاتھ رکھ کر وقتِ رخصت فرماتے۔

”تیرے پشت پر تھیں۔ اللہ محمدی الدین“

آپ کا وصال ۸ ازلیقعدہ ۱۳۶۱ھ ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو دارہِ مقدسہ میں ہوا۔ ”منقولہ“ ماہِ تاریخ ہے (۱۳۶۱ھ)

شرفِ بیعت

امام احمد رضا کا پورا خاوندہ دارہِ مقدسہ سے نسبتِ بیعت رکھنا تھا وہ خود اپنے والدِ خاتمِ اجل الفقہار حضرت مولانا تقی علی خاں کے ساتھ تاجدارِ دارہِ حضرت سید آل رسول سے ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۵ء میں بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ حضرت سید آل رسول نے اپنے وصال ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء سے قبل امام احمد رضا کو اپنے ابنِ الابن (پوتے) حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں کے سپرد فرما دیا۔ حضرت نوری میاں کو امام احمد رضا پر کس درجہ اعتماد تھا اس کا اندازہ فتاویٰ رضویہ میں حضرت کے استفتاء سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام احمد رضا کو اپنے مرکزِ عقیدت نوری میاں سے کتنی محبت تھی اس پر آپ کے قصائد و

لے مولانا غلام شہر قادری نوری بہاروفی تذکرہ نوری ص ۱۰۰-۱۰۱

لے احسن العلماء حضرت حسن میاں دارہِ مقدسہ کا تیم کار قلم لکھتے ہیں ارشاد

لے حیات الطیطرت ص ۳۵ مولانا لکھنؤ الدین فاضل بیہری۔

منقبتیں شاہد ہیں۔

ان قرائن اور امام احمد رضا کی اپنے مشائخ کرام سے روحانی وابستگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ اکبر حضرت حجت الاسلام کو حضرت نور العاوشین شاہ ابوالحسن احمد نوری صاحبِ تاج و سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بچپن ہی میں بیعت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آپ کے صاحبزادہ اصغر حضرت مفتی اعظم ہند کو یہ شرف صرف چھ ماہ کی عمر میں حاصل ہوا۔ لے

اجازت و خلافت

یہ امام احمد رضا کی تعلیم و تربیت کا شاندار نتیجہ تھا کہ حجت الاسلام چودھری صدیقی نے شروع ہی میں علومِ تبارک سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور علمی حلقوں میں آپ کو فاضلِ نوجوان کہہ کر پکارا جانے لگا۔ چودھری صدیقی کی مہتممیت و باطلِ تحریکِ کفریہ کنفی میں آپ اپنے والدِ نامور امام احمد رضا کے ساتھ ساتھ رہے۔ پھر حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں کی سرپرستی انھیں ہر طرح حاصل رہی۔ انھیں کے حکم سے امام احمد رضا نے اپنے عزیز تر صاحبزادے حجت الاسلام کے تمام سلسلہ عالیہ و علوم و فنون، افکار و اشغال اور اُردو و اعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کا ذکر سندِ مستند جاشینی میں اس طرح کیا۔

وقد كنت اجزت وليي العزيز محمد بن المعروف بالمعروف

حامد رضا خان سلمه الرحمن عن طوارق الجنان و لوانغ

الشیطان وجعله خیر خلف سلفه الصالحین و وقفه مدته

حمدة لحداية الدين و نكاية المفسدين و انه و لحي ذالك

و خیر ما لك و الحمد لله رب العالمین بجمع السلاسل

لے سالانہ بخشش ص ۱۰۹ اور امت تصنیفات رضا بریلی شریف۔

والعلوم والآثار والاشغال والايراد والاحمال وما
ما وصلت الى اجازته من مشايخي الاجلاء اولى الانصاف
وكان ذاك باهر شيخه نور انكاملين خلاصة الواصيلين
سيدنا السيد الفاضل ابي الحسين احمد النوري ميان
صاحب المار هو روى قدس سره النوري

ترجمہ: بلاشبک میں اپنے بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو واللہ تعالیٰ اُسے
چاہا کہ دو ٹوں شیطاں کے کوچل سے محفوظ رکھے۔ اور مولائے کریم اُسے سلف
صالحین کا بہترین جانشین بنائے اور تمام عمر اُسے حمایت دین و رد مفسدین کی
توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہی مولائے اس کا مددگار اور بہتر مالک ہے۔
پروردگارِ عالم ہی کیلئے حمد ہے تمام مسکون اور تمام علوم اور ساری اذکار و
اشغال اور اوراد و اعمال کی اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ شاگرد کرام
سے اجازت پہنچی۔ اجازت دے چکا تھا۔ اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق
و شیخ طریقت نور اکملین، خلافت المصلحین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری امیال
صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تقاضا ہے۔

اس نعمت جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام نے بھی اپنے مرید و خلیفہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جو دہلی (مفتی اعظم حیدرآباد سندھ پاکستان) ۱۳۵۰ھ ۱۹۷۰ء کے خلافت نامے میں تحریر فرمایا۔

”ابا بعدنی گوید فقیرنا سزا مرگہ بیان فکر جزا محمد المدعو بجاہد ضا
عفا اللہ عنہ، ماحبی کہ حضور پر نور و ربی کے رحمت آفا کے نعمت قدوت
الوا حلین سراج السالکین نور العارفین حضرت سیدنا مولانا سید شاہ
ابو الحسین احمد نورانی میاں صاحب قسبہ و کعبہ افاض اللہ علیہا من

۱۰ سند مذکور شخص ۴۰۰۰ در نهایت محمد نواز غوری۔

شایب فیضہ النوری وزیر اشدات سراپا بشارت حضور مدح حضرت
سیدی ووالدی واسنادی و ملاذی امام المہنت محمد الماتۃ الحاضرہ
مکرمہ اللہ العظاہرہ سیدنا و مولانا شاہ محمد رضا خان صاحب تہجد
و کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بالرضا السردی۔ آیت ماہی سراپا ظلم چیل
را مانورین و حجاز ساخت۔ لے

حضرت ابوالمحسن شاہ احمد فوری قدس سرہ النورانی کا وصال ۱۲۲۴ھ
۱۹۰۶ء میں ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے حج و زیارت کا شرف اپنے والد گرامی وقار
کے ساتھ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء حاصل کیا۔

مندرجہ بالا تصانیق کی روشنی میں یہ اندازہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت
شاہ ابوالحسنین احمد نوری نے حجۃ الاسلام کو تمام سلاسل اور علوم وادکار وغیرہم
سے اذوق و حجاز فرمایا۔ پھر امام احمد رضا نے بھی انھیں کے عرش گراہی کے حکم سے
اپنے عزیز تربیے کو اجازت و خلافت دیدی۔

یہ یقینی طور پر تو نہیں ہیں کہہا جاسکتا کہ حجۃ الاسلام کو اجازت و خلافت کب حاصل ہوئی ، ہاں تو ممکن بتا رہے ہیں کہ ان نعمتوں (اجازت و خلافت) کا حصول چودہ ہجری صدی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔

حیدر

حضرت حجتہ الاسلام کا حسن خدا و پیر اس پر علم و فضل سونے پر سہاگہ تھا۔ آپ کا حلقہ اُردو ہندوستان کے ہر صوبے میں تھا۔ لاہور سے کلکتہ تک جو دھبہ پور سے مظفر پور، نیک پال کی سرحد تک آپ کے مریدین، خلفاء و ہر ہر مقام پر پائے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت (قادری رضوی، نورانی) ہر کو جاک میں ہر جگہ

اے نقی خانست! ہمارا لڑا سیہیہ راجہ! الحسن شاہ صاحب، جو وہ چھوٹی مرحوم

ہیٹلہ ہوا تھا۔

جودھپور جہاں امام احمد رضا کے صرف گیارہ مزید تھے وہاں جوق در جوق لوگ آتے رہا مکتھول دیا جاتا۔ ہاتھوں میں لیتے اور بیک وقت سیکڑوں افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ اور یہ تعداد ہزاروں سے تجاوز ہو جاتی۔ اس انداز بیعت کا مغلطہ ہر طرف جودھپور یا اودھے پور میں نہیں ہوتا بلکہ آپ جہاں جہاں تشریف لے جاتے، ارادت و عقیدت کا یہی نظارہ دیکھنے میں آتا۔

ان سطور میں آپ کے مریدین اور خلفاء کا جائزہ مقصود نہیں، ہاں راقم الحروف کی نظر میں اس وقت وہ چار فوس قدسیہ ہیں جو حضرت حجتہ الاسلام کی خلوت و جلوت میں شریک و رفیق اور سب سے زیادہ قریب رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا نام فاضل فدا یار خاں رضوی مرحوم و مقصور نائب مستم جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آتا ہے۔ آپ اسم با ستمی تھے۔ ہر طرح اپنے شیخ (یار) پر اور شیخ کے صاحبزادگان پر فدا تھے۔ حضرت حجتہ الاسلام کے ذیم خاص اور خادم عام تھے۔ پھر منظر اسلام کی زمindari مزید برآں تھی۔ پوری زندگی اپنے شیخ کی کے آثار کی جا روپ کشی اور صاحبزادگان کی خدمت میں گزار دی۔

دوسرا نام بلا اختلاف حضرت مولانا نقیہ علی خاں رضوی مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا آتا ہے۔ حضرت حجتہ الاسلام کے سفر و حضر میں ساتھ معاذت میں امین، دینی اور دنیوی ذمہ داریوں میں شریک و متین رہے۔ آپ فرزند نسبتی تھے۔ گریز زندگی بھر حق فرزند کی ادا کرتے رہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے انتظام و انصرام میں اور سلسلہ حامدہ رضویہ کی ترویج و اشاعت میں آپ حضرت حجتہ الاسلام کے مازون و مجاز اور خلیفہ برحق تھے۔

تیسرا نام حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابراہیم صدیقی تھری مدیر شہیر

ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا سامنے آتا ہے۔

آپ سراپا حامدی اور سلسلہ حامدہ رضویہ میں مازون و مجاز نیز حضرت حجتہ الاسلام کے معتقد و مستند تھے۔ آپ عربی اور اردو کے ادیب اور صاحب طرز مفتی تھے۔ آپ کی شخصیت میں علم و فضل کا وقار عظیم ہو کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ آپ گفتگو فرماتے تو منہ سے سچول جھرتے۔ اپنے اپنی پوری زندگی عالمائے شان اور شریفانہ آداب و بان میں خموشی کے ساتھ گزار دی۔

”خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را“

چوتھا اور آخری نام جو ہمارے لئے سراپا احترام ہے، وہ ادیب مہیب مترجم نیل مصنف بے عدیل، محقق بے مثیل حضرت علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی فاضل مشرتبات سابق سربراہ شعبہ فارسی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا ہے۔ آپ حضرت حجتہ الاسلام کے نہ صرف ہم نشین بلکہ مزاج میں وکیل تھے۔ حضرت موصوف جامعہ رضویہ کے تبلیغی معاملات میں آپ سے مشورت فرماتے۔ اور آپ کی رائے کی بڑی قدر و منزلت فرماتے۔ آپ کے دور میں اللہ آباد بورڈ کے امتحانات فنی کامل کو جامعہ میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ طلباء میں فارسی کا عام مذاق پیدا ہوا۔ آپ انجمن جید ادیب اور شاعر ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ کی تصنیف ہو یا تالیف، تحقیق ہو یا تدقیق، تدوین ہو یا ترتیب، مفہم و نگار کی ہر یا شعرو شاعری، ہر جگہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں آپ کی محنت کی علامت اور تحقیق و جستجو کا نشان ہیں۔ آپ کی ذات قوم کا بہترین سرمایہ اور اہل مسلم کی عزت و آبرو ہے آپ حضرت حجتہ الاسلام کے مذکورہ الصلہ چار یار میں ہا یار ایک صاحب اسرار بقید حیات ہیں۔ رب کریم آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔ اور آپ کی علمی تحقیقی فیضان کو شمس مایاں کی طرح جاری و ساری رکھے۔ آمین

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن یکساں ہزار

بیاض پاک حجۃ الاسلام

۱۰ ————— ۱۲

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کی پوری زندگی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے میل و نہار کی عکاسی تھی۔ علم و فن ہر یا تصنیف و تالیف، مصروفیات خانقاہی ہوں یا آداب سحر گاہی۔ ہر صبح گیارہ بجے حامد رضا کی مسرت میں احمد رضا کی سیرت نظر آئے گی۔ وقت کا یہ بڑا عظیم المیہ ہے کہ حجۃ الاسلام کے یہ روشن نقوش بھی آہستہ آہستہ دھم پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

جن لوگوں نے آپ کے شب و روز کو دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ آپ کے افواق و اخواق میں نعت گوئی کا بھی بڑا حصہ رہا ہے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں نعتیہ مشاعرہ جس کا آغاز عرس تہذیبی رضوی کی دوسری شب میں ہوا۔ اور بریلی کا ہر ہر علاقہ اس سے گونج اٹھا۔ پورے شہر میں ادبی مجلسیں قائم ہوئیں، اور ایک بار پھر بریلی مرکز اہل سنت کے علاوہ مرکز نعت بھی قرار پایا۔

نعتیہ مشاعروں میں مقامی شعراء شیدا، حیرت، شمس الحسن شمس، راقم، ضمیر، امید، بخت اور بیرونی شعراء میں روشن صدیقی، تنفیق صدیقی، جوہر دی، ضیاء قادری، جانی بدایونی وغیرہم نظر آنے لگے۔

عرس قادری رضوی بریلی کا نعتیہ مشاعرہ نہ صرف شرعی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی معیاری سمجھا جاتا تھا۔ اس مشاعرہ میں نعتیہ کلام کا پڑھ لینا بھی شعر اور شاعری سمیٹنے استاد کا درجہ رکھتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضرت

حجۃ الاسلام کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا۔ آپ نے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی روشنی کے مطابق بہت سی نعتیں کہیں۔ جن میں کچھ ماہنامہ یادگار رضا بریلی میں چھپیں اور کچھ تحفظ کی نذر ہو گئیں۔

تذکرہ جمیل کی ترتیب میں راقم الحروف مرتب نے "بیاض پاک حجۃ الاسلام" (۲۱۰ء) کے تاریخی عنوان کے ذیل میں منتشر نعتوں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور ان میں کم از کم ایک نعت اور ایک پوری منتخب "ذریعہ النجا" (۲۱۰ء) غیر مطبوعہ کو پہلی بار شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

حمد باری

کون میں کون ہے تو ہی تو، تو ہی تو ہے یا منی ہو
تو ہی تو ہے تو ہر سو، یا من لیس الا ہو

لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو یا من لیس الا ہو
ذراے میں نور ہے گل ہیں بو، کوئل کوکم کو کو کو
پی کہاں پیہا کہے ہر سو، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا ہو ————— یا من لیس الا ہو

کثرت میں ہے کیسی وحدت، وحدت میں پھر کیسی کثرت
چشم مست میں تیری رنگت، پھولوں میں تیری خوشبو

لا الہ الا ہو ————— یا من لیس الا ہو

طرب بنا ہے ذرہ ذرہ، نور بنا ہے قطرہ قطرہ
تیرا ثنا اگر بت کا بندہ، سجدہ بتوں کا تیری سو

لا الہ الا ہو ————— یا من لیس الا ہو

روح میں تو ہے پس تو، میری آب و گل میں تو
اصل میں تو ہے گل میں تو حق حق حق ہو ہو ہو

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

لا معبود الا اللہ، لا مشہود الا اللہ
لا موجود الا ک، لا مقصود الا ک

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

روح و دل سرور غنی، انھی میں بھی ہے تو ہی
قلب منور بنیل و مری، جاری ساری سب میں تو

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی عنہ اللہ
نور محمد صلی اللہ، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

اول تو ہے آخر تو، باطن تو ہے ظاہر تو
قادر قادر قادر تو، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

تو میرا قسا میں تیرا بندہ، بندہ بھی کیسا گھنوا بندہ
روث معاصی ہے اگندہ، کر لے کرم سے عفو عفو

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

تھرہ ہے آب زرد سے ورق ہے دلیں کھانا مگر کتنی
انت الہادی انت الحق، لبث الہادی الا هو

لا الہ الا هو یا من لیس الا هو

نظم توحید

دل میں گدگداتی رہی آرزو آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش افروز ہونڈیا میں تھکوا تو نکلا اقرب ز جبل و ریدر گلو
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

طاہران جہن کی چمک وحدہ نفس بیل کا ہے لاشریک لا
قمر یوں کا ترانہ ہے لاغیبہ زمسند طوطی کا ہوکا ہوکا
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بیلوں کر جہن میں رہی جستجو پیلا کہتا پھرا پنی کہاں سو بسو
پرستہ چٹکا کہیں غنچہ آرزو ہاں ملا تو ملا میرے دل ہی میں تو
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

شاہان جہن نے لب آب جو آب گل سے نہا کر کے تازہ و خوشو
حافظہ ذکر گل کے کیا رو برو اور لگانے لگے دم بدم ضرب ہو
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوه آرا ہوا بس کے آنکھوں میں کھمک پڑ گیا
آنکھ کا پردہ پردہ ہوا آنکھ کا بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کعبہ کعبہ ہے کعبہ دل میرا کعبہ پیغمبر کا دل جلوه گاہ خدا
ایک دل پر ہزاروں ہی کعبے خدا کعبہ جان و دل کعبے کی آبرو
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پر تو جلوه آرا رہا صاف موسیٰ سے فرما دیا کئی تارا
او ای انا اللہ شجر بول اٹھا تیرے جلوؤں کی نیز نکلیاں سو بسو

اللہ اللہ اللہ اللہ
 جھک دو در پھر اتنی رہی جستجو
 ٹوٹے پائے غلبہ شک رہی آرزو
 فرعون کا تین پھر کو بکو چار سو
 اللہ اللہ اللہ اللہ
 کون تھا جس نے سبحانی فرار دیا
 اور ما اعظم شافی کس نے کہا
 یازید اور لبسطا میں کون سنا
 کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو
 اللہ اللہ اللہ اللہ
 یا الہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو
 آسید عزم سے کر کے حرم میں رخصتو
 یا ادب شوق سے بیٹھ کے قبلہ رو
 علی کے ہم سب کہیں یکساں رہو
 اللہ اللہ اللہ اللہ
 میں نے مانا کہ جا مد گیت گار ہے
 مصیبت کیش ہے اور غلط کار ہے
 میرے مولیٰ مگر تو تو عفار ہے
 کچھ تھی رحمت کہ مجرم سے لا تقطعوا
 اللہ اللہ اللہ اللہ

محمد مصطفیٰ نور خدا نام خدا تم ہو
 شہر خیر اور ملی شان خدا صل علی تم ہو
 شکیب دل قرار جاں محمد مصطفیٰ تم ہو
 طبیب درد دل تم ہو مرد دل کی دوائی تم ہو
 غریبوں درد مند دل کی دوائی تم ہو
 فقیروں بنیادوں کی صدا تم ہو بدنام تم ہو
 حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو
 محمد مصطفیٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو
 پہلے لجا اور ادا ہمارا آسرا تم ہو
 غریبوں کی مدد ہے لیکن بس رومی فدائے تم ہو
 نہ کوئی ماہ و شمس نہ کوئی مدد ہیں تم سا
 صد تھے انبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن
 حسنینوں میں تم ہیں تم نبیوں میں تم ہو
 تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے حسنینوں میں
 نہیں ہیں چمک کی فلک ہے جھلک کس کی
 مشہر خیر اور ملی شان خدا صل علی تم ہو
 طبیب درد دل تم ہو مرد دل کی دوائی تم ہو
 غریبوں درد مند دل کی دوائی تم ہو
 فقیروں بنیادوں کی صدا تم ہو بدنام تم ہو
 حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو
 محمد مصطفیٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو
 پہلے لجا اور ادا ہمارا آسرا تم ہو
 غریبوں کی مدد ہے لیکن بس رومی فدائے تم ہو
 نہ کوئی ماہ و شمس نہ کوئی مدد ہیں تم سا
 صد تھے انبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن
 حسنینوں میں تم ہیں تم نبیوں میں تم ہو
 تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے حسنینوں میں
 نہیں ہیں چمک کی فلک ہے جھلک کس کی

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا
 اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو
 ہوا اول ہوا آخر ہوا انطا ہر ہوا باطن
 بکل تھی علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
 نہ ہو سکے ہیں دواؤں نہ ہو سکے ہیں دوا آخر
 تم اول ہوا آخر ہوا ابتدا تم انتہا تم ہو
 خدا کہتے نہیں مٹی جدا کہتے نہیں مٹی
 خدا پر اسکو چڑا ہے وہی جانے کر گیا تم ہو
 آنا من حامد و حامد رضا مٹی کے جھلکوں سے
 بحمد اللہ رضا عابد میں اور عابد رضا تم ہو

گناہگاروں کا روزِ شریف خیر الانام ہوگا
 دہن شفاعت بنے گی دوا ہانی علیہ السلام ہوگا
 کبھی تو چسکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تما ہوگا
 کبھی تو ذرے پہ پہر ہوگی وہ ہر ادھر تو شہرام ہوگا
 پڑا ہوں میں اُنکی رگدڑ میں پڑے جی ہنسنے کا ہوگا
 دل و جگر فریش رہ نہیں گئے وہ یہ مشقِ غلام ہوگا
 وہی ہے شافع وہی شافع اسی شافع سے کام ہوگا
 ہمارا بگڑی بنے گی اس دن ہی مدار الہام ہوگا
 انہیں کام نہ سب تمہیں گے آمدن جو وہ کرے وہ کام ہوگا
 دہائی سب اُنکی دیتے ہوئے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا
 انا لہما کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے ان خوش مرحت ہیں
 عزیز اکڑتا جیسے ماں کو انہیں ہر ایک یوں غلام ہوگا
 ادھر وہ گرتوں کو تمام لیں گے ادھر یہاں کو جام ہوگا
 صراط و ترازو و حوض کوثر یہ ہیں وہ عالی مقام ہوگا
 کہیں وہ جلتے جھکے کہیں وہ دلتے جھکے ہوگا

وہ پائے نازک پر دوڑنا اور بعید ہر ایک مقام ہوگا
 ہوئی جو حرم کو بازیابی تو خوف عساکر دج یہ ہوگی
 خمیدہ سر ابدیدہ شکستیں لرزتا ہندی غلام ہوگا
 حضور مرشد کھڑا ہوں گا کھڑے ہی رہنے کا کام ہوگا
 دنگا و لغت و کرم اٹھنے کی تو جھٹک میرا سلام ہوگا
 خدا کی مرضی ہے اُنکی مرضی ہے اُنکی مرضی خدا کی مرضی
 انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر کام ہوگا
 جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے، جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے
 خدا کی بھر سب دھر ہے جدھر وہ عالی مقام ہوگا
 اسی تمنا میں دم پڑا ہے، یہی سہارا ہے زندگی کا
 بلا تو جسکو دینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا
 حضور روئے ہوا جو حاضر تو اپنی سچ دج یہ ہوگی حاتم
 خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے و رور و سلام ہوگا

مپانے سے اُن کے چہرے پر گیسو سے مشک خام دو
 دن ہے کھلا ہوا اگر وقت سحر ہے شام دو
 بدوئے صبح اک بحر زلف دو تا ہے شام دو
 پہول سے گال مسج دم مہر ہیں لالہ فنا دو
 عارض نور بارے بکھری ہوئی ہے جو زلف
 ایک اندھیری رات میں نکلے مہر تمام دو
 اُن کی جبین نور پر زلف سیاہ بکھر گئی
 جمع ہیں ایک وقت میں خدیں صباغ شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
 زمرم و سیر فاطمہ کے پٹیں چل کے حجام دو
 ذات حسن حسین ہے عین شہید مصطفیٰ
 ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں اسی کے نام دو
 پانی کے پلا کے میکشور ہوسکو نہی کبھی ہی دو
 قطرہ دو قطرہ ہی سہی، کچھ تو برائے نام دو
 ہاتھ سے چار بار کے ہوسکر ملیں گے چار جام
 دست حسن حسین سے اور ملیں گے حجام دو
 ایک ننگا باز پر سیکڑوں حجام سے نشہ
 گروش چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو
 وسط مستحضر پر سر، رکھئے انگوٹھے کا اگر
 نام اللہ ہے لکھا اور اَللّٰہ ہے اتم دو
 ہاتھ کو کان پر رکھ پا با اوب سمیٹ لو
 خال ہو ایک آج ہو ایک آخر حرف لام دو
 نام خدا ہے ہاتھ میں، نام نبی ہے ذات میں
 مہر غلامی ہے پڑی، نکلے ہوئے ہیں نام دو
 نام حبیب کی ادا جاگتے ہوتے ہو ادا
 نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو
 نام خدا مرقعہ، نام خدا ریش حبیب
 بیخیا الف ہے ۵ دین زلف دو تا ہے لام دو
 دشتی ہے ایک دل مراد زلف سیاہ فام کا
 بند شش عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

تلووں سے اُن کے چار چاند لگ گئے ہر ماہ کو
ہیں یہ انھیں کی تابشیں، ہیں یہ انھیں کے نام دو
گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں اُن کے گالوں میں ہر موسم تمام دو
بازئی زیست مات ہے موت کو بھی مات ہے
موت کو بھی ہے ایک دن موت پر افزن عام دو
اب تو دیئے نے بلا گنبد سب ز دے دکھا
حادثہ مصطفیٰ ترے، ہند میں ہیں غلام دو

شاہ گل ہے مست ناز عجب نہ بہار میں
ناز وادا کے پھول ہیں پھولے گلے کے ہار میں
آئیں گھٹائیں جھوم کر عشق کے کوہ سار میں
بارش غم ہے اشکیار گریہ بے قرار میں
عشق نے چھوڑی پھل پڑی دل کی لگی سب کٹ مٹی
آتش گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں
آنکھوں سے لگ گئی بھڑی بھڑی موج آگئی
سیل سُر شک ابل پڑا نالہ قلب نزار میں
شوق کی چہرہ دستیاب دل کی اڑائیں دھجیاں
وحشت عشق کا سماں دامن تار تار میں
بھلی سی اک تڑپ گئی خرمین جو شش اڑ گیا
برق شہارہ بارش جھلکے نور یار میں
تابش رخ سے چار چاند لگ گئے ہر ماہ کو

صن ازل ہے جلوہ ریز آسینہ عذار میں
کعبہ ابرو دیکھ کر سجدے جہیں میں مضرب
دل کی تڑپ کو چہن کیا تاب کہاں قرار میں
شاہ گل ہے مصطفیٰ طیب چمن ہے جاں نزا
گلشن قدس ہے کھلا صحن حرم یار میں
سوسن و یاسمن، سمن، سنبل و لار سترن
سارا ہر اہمرا چمن پھولا اسی بہار میں
باغ جناں لہک مٹھا، قصر جناں مہک مٹھا
سیکڑوں میں چمن کھلے پھول کی اک بہار میں
سارے بہاروں کی دلچسپی ہے مرے پھول کا چمن
گلشن ناز کی چمن طیب کے خار خار میں
تم جو حبیب کبریا پیاری تمہاری ہر ادا
تم سا کوئی نہیں بھی ہے گلشن روزگار میں
نکلی نہ کوئی آرزو دل کی ہی دل میں رہ گئی
حسرتیں ہیں ہزار دن طلب کے ایک فرار میں
خار مدینہ دیکھ کر وحشت دل ہے زور پر
دست جنوں الجھ گیا دامن دل کے تار میں
ماہ تری رکاب میں، نور ہے آفتاب میں
بد ہے تری گلاب میں رنگ ترا انار میں
نچہ دل مہک مٹھا موج نسیم طیب سے
روح شمیم تھی بسی گیسوئے شک بار میں
شوق کا ناشکیبایاں سوز کی دل گدازیاں

وصل کی نامرادیاں عاشق و لعل گار میں
گردش چشم ناز سے جامہ میگسار مست
رنگ سبز و کیف ہے چشم خسار دار میں

”ذکر مر التاج“

۱۰ ۱۲

ماؤں سے بچائے آل رسول مرنے میں رضائے آل رسول
حق میں جھکے گھائے آل رسول جھکے حق سے گھائے آل رسول
میری آنکھوں میں آئے آل رسول میرے دل میں گھائے آل رسول
تو ہی جانے فدائے آل رسول قدر سو سہائے آل رسول
سات افلاک نے پھر کر سی عرش رفعت مرئے آل رسول
چاند نا چاند کا دینے کے لے حق نہائے آل رسول
ہے ارادہ ترا ارادہ حق حق کی مرضی رضائے آل رسول
بعد جسکے نہ ہوگا فقر کبھی وہ غنا ہے غنائے آل رسول
صبۃ اللہ کی چڑھی اپنی حق کی رنگت رچائے آل رسول
اسکی نیز نیگوں میں ہوں بیک رنگ رنگ وحدت جمائے آل رسول
ہو خودی دور اور خدا باقی ہو خدا ہی خدائے آل رسول
موت ہے پہلے جھکے موت آئے میری ہستی مٹائے آل رسول
یوں مٹوں میں کہ مجھ میں مٹ جائے جھکے مجھ سے گھائے آل رسول
جیتے جی جی میں میں گذر جاؤں پھول میری اٹھائے آل رسول
بیڑی کٹ جائے ہر شخص کی قید کیوں چڑھائے آل رسول
یہ خودی بھی فدائے دعویٰ ہے کرے یہ خود خدائے آل رسول

سورت شیخ کا تصور ہو ہوں میں خود غنائے آل رسول
سرتاپا ہم فدا سر و پایت وہ چہ نور و ضیائے آل رسول
دل و جانم فدا سرت گروم لے حق نہائے آل رسول
بھڑکے قطر کے سینے میں قندم نعم میں ہم کو سہائے آل رسول
حق حق ہو نساہد باطن حق کے جلوے دکھائے آل رسول
دل میں حق حق زباں پر حق حق ہو دید حق کی کرائے آل رسول
حق کا دیوانہ ہادی حق سے حق کی دھو میں چلے آل رسول
غافل ہو جاؤں شیخ میں اپنے ہو ہو ہوا دوائے آل رسول
غافل فی اللہ باقی باللہ ہوں تو ہی تو ہے خدائے آل رسول
یہ تقرب لے فاضل سے ہوں حبیب فدائے آل رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ عقل بھی ہو فدائے آل رسول
میرے اعضا بنے مرا مٹے مجھ پر پیار آئے آل رسول
اٹھیں دیکھوں سنوں چلوں کپڑوں مولیٰ امے بندہ پائے آل رسول
میری ہستی حجاب ہے میرا تو ہی پردہ اٹھائے آل رسول
قرب حاصل ہو پھر فرائض کا صوفی کا مسل بنائے آل رسول
ملک لاہوت الی انما سوت ہونے رحمت نہ پائے آل رسول
سیر فی اللہ اور من اللہ ہو درجے سب کرائے آل رسول
پھر انی اللہ فنا کے مطلق سے پورا سالک بنائے آل رسول
قید ناسوت سے رہائی ہو پھیرے میرے بڑھائے آل رسول

شاخ لاہوت پر بسیرا ہو
ہو سیر طائر نہائے آل رسول

یا الہی برائے آل رسول دل میں بھر دے دلائے آل رسول
 سو کئے دھانوں پہ بھی برس چاہے ابر جو دو سناٹے آل رسول
 سر سے قربان تجھ پہ آنکھوں سے آنکھیں سرے فدائے آل رسول
 سحر نفیس رگڑا آنکھوں کا طوطیاں خاک پاٹے آل رسول
 میری بگڑی نبی کے تیرے ہاتھ تو ہی بگڑی بنائے آل رسول
 تجھ سے جسکو ملائے پیادے تجھ سے جو پاپے آل رسول
 تیرے ہر حشر کا کیا خوف میں ہوں زیرِ لوائے آل رسول
 بادشاہ ہیں گدا ترے در کے ہوں گدا گدا گدا آل رسول
 تاج والوں کا تاج عزت ہے کہنے نفیس پائے آل رسول
 ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ دل کی کلیاں کھلائے آل رسول
 جبینی جبینی سیست خوشبو سے دل کی کلیاں بسائے آل رسول
 طیب طیب میں ہیں لمبی کلیاں مہکی گلگوں قبائے آل رسول
 ہونے جسکو کا خضر ہی تو ہے راستہ پر لگائے آل رسول
 ہنر گنبد پار کے جابہ سٹول شوق کے پر لگائے آل رسول
 خاک میری اڑے جو بعد فنا مدنی ہو ہوائے آل رسول
 اب تو گدیہ گروں کی چاندی ہے ہیں کھرے سکتائے آل رسول
 خم سے آسن جہانے در پہ گدا
 کوئی چپا لہ لہائے آل رسول

پار بیڑا لگائے آل رسول ڈوبے بھرے ترائے آل رسول
 جو ہیں اپنے پرانے آل رسول سب کو اپنا بنائے آل رسول
 ٹھوکر دلوں پہ نہ ڈال غیروں کی ہم ہیں قدموں میں آئے آل رسول
 تیرا بار لہے بٹ رہا جگ میں تو ہی دے یاد لائے آل رسول
 جھوٹی پھیلائے ہے ترا من گنا بھر دے دانا پرانے آل رسول
 دیدے چکار کر کوئی مٹھا سب در کو رننائے آل رسول
 در سے اپنے نہ کرے در در در دے در کی رننائے آل رسول
 دور دوری کا دور کو دورا ہو دور پھر نہ آئے آل رسول
 نگھرے در بدر جھٹکتے ہیں دے ٹھکانہ برائے آل رسول
 تکھیاں ساری دور ہو جائیں نئے شربت پلائے آل رسول
 ہیں رضا غوث کے قدم قدم ہیں قدم ان کے پائے آل رسول
 جس نے پایہ تمہارا پایا ہے کہ پٹھانوں نے پائے آل رسول
 اپنی قدموں کے نیچے ہے جنت اور قدم ہیں پر پائے آل رسول
 ان کی سیرت ہے سیرت نبوی ان کی صورت لقا ئے آل رسول
 ان کے جلووں میں اُچھے جگہ ہیں ہر اواسے ادائے آل رسول
 اتنے دیکھیں جو علی حضرت کو آنکھیں کھدیں آئے آل رسول
 ہے بریلی میں آج مارہرہ علی حضرت ہے جائے آل رسول
 قادریوں کا ہے لگا مید ہے تماشا ضیائے آل رسول
 نوری مسند پر نوری پتلا ہے اچھا سحر ارضائے آل رسول
 چتر رحمت کا شامیانہ ہے سر پہ ہے یار دلائے آل رسول

ہیں پروں سے کئے ہوئے سایہ پہلے قدسی جامے آل رسول
 ہیں گستاخ و چمتیں چائیں پانچوں ہائے آل رسول
 غوث کا ہاتھ ہے مرغیں پر بزمیں کاسار آل رسول
 برکاتی برکات کا دولہا شاہ احمد رضا آل رسول
 برکاتی پیار کا سہرا تیرے سر پہ رضائے آل رسول
 قادریت دہن بینی - خوشہ شاہ احمد رضا آل رسول
 نور کا حسد جو ٹاشاں اند نوری جامہ عبا کے آل رسول
 نور کی چہرے پر پھلور ہے صدقہ ہم سب گدائے آل رسول
 بیل میری بھی اب منہ سے چڑھ جائے
 صدقہ حامد رضا آل رسول

نتمہ رسالت

(از نزاکت حضرت محمد اسلام دوسرے صوفیوں کے)
 جو عرش پر پہنچے محبوب خدا سبحان اللہ رک بارہا دعا دے سوا رکھا سبحان اللہ
 جبرائیل نے بھی اور میکائیل نے بھی اور اسرافیل نے بھی رکھا سبحان اللہ
 غالب کا یہ مطلب کہ عذاب سے محفوظ رہے اور عذاب سے محفوظ رہے سبحان اللہ
 جبرائیل نے بھی اور میکائیل نے بھی اور اسرافیل نے بھی رکھا سبحان اللہ
 جب جبرائیل نے آخری حد تک پہنچا تو فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ
 سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ
 سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

امام اہل سنت محمد و آلہ و سلم علیہم السلام مولانا شاہ احمد رضا خاں قادیانی
 فاضلین بزمیوں کی قدس فیض کی بکریوں کا گھر فیضیوں کی

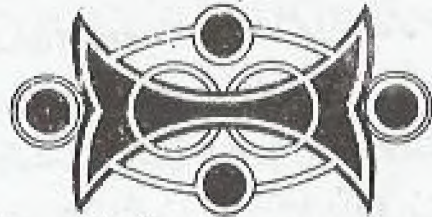
نذرانہ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
 نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا
 کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے تیرا
 کار تجھ پر داد کرتا تھا خاصہ تیرا
 کتنا اونچا کیا اللہ نے تیرا
 تیرے دھوئے کیا بڑا اچھا تیرا
 نسبت آل رسول کی عجیب نسبت ہے
 عمر کا تیرا ہوا سن اوہم ہمارا چلیا
 اس صدی کا نور محمد و نور مانے کا امام
 تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا
 تجھ پر ہے اک تن بسایہ کا ایسا
 اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا
 ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے
 آج تک بھی ترے شاگرد کتنا گروں
 مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا
 تیری ہر بات کی آئینہ حق و باطل
 ہندو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا
 کام اعلیٰ ہے تراے شہرہ والا تیرا
 اصفیا چو مناجا ہیں وہ ہے تیرا
 سرور باطل کا اٹھا کر اتنا تیرا
 غوث اعظم کو کیا آقا مولا تیرا
 پیر سچا کیا کوئی بدعوا کر گیا تیرا
 غوث تک نے کیا جھکویہ وسیلہ تیرا
 اتنی مدت میں مہا مسلم کا چرچا تیرا
 اہل حق چلتے ہیں جس کو وہ کر رہے تیرا
 کون سا عالم کہ جس میں نہیں تیرا
 پہنچتا جا تا کہ ہر سمت آجلا تیرا
 غوث اعظم کی کرامت تھی سدا تیرا
 تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا
 قصر باطل میں بند ہوتا ہے نعرہ تیرا
 شان تحقیق ادا کر گیا خاصہ تیرا
 تیرے ہر کام میں ہے رنگ نرالا تیرا

فاضل ایسا کر دیا رنجے تجھے فضل کثیر
 ہر ورق تیرا شریعت کی دلیل روشن
 تیری تحریر پر انگشت بندل تصاعرب
 ترجمہ وہ کیا تو ان کا کنز الایمان
 تیرے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا
 میں رضا کار رہا تیرا سفر ہو کہ حضر
 کا کلام تیری تجدید کا اللہ اللہ
 تیرے ایمان دیا تو نے جماعت دیدی
 مصلحتے کا ترے عبادت ترے شام کا غلام
 خوشتر بندہ دربار ہے تیرا تیرا

معروضہ

فیروز قادری سب بارگاہ رضوی محمد ہادی خیر خواہ
 غفرلہ العالی القوی
 نا اقصاء قادریہ رضویہ و بر بن جنوبی افریقیہ



مکہ معظمہ خیر خواہ محمد ہادی خیر خواہ
 خیر خواہ محمد ہادی خیر خواہ

مکہ معظمہ خیر خواہ محمد ہادی خیر خواہ
 خیر خواہ محمد ہادی خیر خواہ

